NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

Tuesday, the 9th June, 2015

The National Assembly of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House), Islamabad, at 10:05 of the clock in the morning. **Mr. Speaker (Sardar Ayaz Sadiq)** in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

[ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے یہی اپنے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لئے ان کے اعمال کا صلہ ہو گا اور ان کے ایمان کی روشنی اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہل دوزخ ہیں۔ جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت و آرائش اور تمہارے آپس میں فخر و ستائش اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب و خواہش ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کہ اس سے کھیتی اگتی اور کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے، پھر وہ خوب زور پر آتی ہے، پھر اے دیکھنے والے تو اس کو دیکھتا ہے کہ پک کر زرد پڑ جاتی ہے، پھر چورہ چورہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں کافروں کے لئے عذاب شدید اور مومنوں کے لئے اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔]

Leave جناب سپیکر: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

Applications.

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Speaker: Dr. Ibadullah, MNA, has requested for the grant of leave for 8th and 9th June, 2015. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ms. Alizeh Iqbal Haider, MNA, has requested for the grant of leave from 20th to 29th April, 2015, 18th and 19th May, 2015 due to personal reasons. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Iftikhar-ud-Din, MNA, has requested for the grant of leave from 24th to 29th April, 2015, 18th and 19th May, 2015 due to illness. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Gulzar Khan, MNA, has requested for the grant of leave for 8th and 9th June, 2015. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ch. Pervez Elahi, MNA, has requested for the grant of leave from 20th to 29th April, 2015, 18th and 19th May and from 5th to 8th June, 2015 due to personal reasons. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ms. Marriyum Aurangzeb, Parliamentary Secretary has requested for the grant of leave from 5th to 15th June, 2015. Is leave granted?
(The leave was granted.)

For Information.

Mr. Speaker: Jam Kamal Khan, Minister of State for Petroleum and Natural Resources has informed that he was unable to attend the Session on 8th June, 2015.

Mr. Speaker: Sardar Muhammad Yousaf, Federal Minister for Religious Affairs and Interfaith Harmony has informed that he was unable to attend the Session on 8th June, 2015.

Mr. Speaker: Ch. Muhammad Barjees Tahir, Federal Minister for Kashmir Affairs and Gilgit Baltistan has informed that he was unable to attend the Session on 8th June, 2015 due to official visit to Gilgit Baltistan.

Mr. Speaker: Item No. 2, General Discussion on the budget for the year 2016-2016. Now I would request the honourable Leader of the Opposition, Syed Khursheed Ahmed Shah Sahib to open the debate.

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR, 2015-2016

قائدحزب اختلاف(سید خورشید احمد شاہ): شکریہ مسٹر سپیکر! اللہ نے یہ موقع دیا ہے کہ میں اس ہاؤس میں اپوزیشن کی نمائندگی کرتے ہوئے 2015-2016 کے بجٹ پہ جو حکومت نے اپنے اہداف دئے ہیں، جو فگرز دی ہیں، اس پہ میں اپنے جو خدشات ہیں، اپوزیشن کے اور اس ملک کے بیس کروڑ عوام کے اس پہ بحث کروں۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا اور حکومت کا شکرگزار ہوں کہ کل بھی ہم نے یہ بات کی کہ پہلی مرتبہ ہماری پارلیمنٹ میں بجٹ اور live دکھایا جائے گا اور اس ملک کے بیس کروڑ عوام جو ہیں، جو اپنے گھروں میں بیٹھتے ہیں اور ہمیں ووٹ دے کر یہاں بھیجتے ہیں، تو ہماری کارکردگی کو بھی وہ دیکھیں گے اور اس ہاؤس کا، اس ایوان کا، اس سسٹم کا، اس پارلیمنٹ کا اور اس ملک کے عوام کو بھی یہ احساس ہو گا کہ یہ MNA جو ہم elect کر کے یہاں پہ بھیجتےہیں وہاں جا کے

ہماری نمائندگی کن بنیادوں پر کس طریقے سے کرتےہیں اور یقیناً اس اقدام سے 'دیر آید درست آید' ا س پارلیمنٹ کا ایک وقار بلند ہوگا۔ یقینا اب وہ مواقع بھی نہیں ہیں۔ ہم نے اس پارلیمنٹ کی ایک تاریخ رقم کی ہے اور اس سے پہلے اسی پارلیمنٹ کےاندر جو حالات پیدا ہوتے تھے اور media live دکھاتے دکھاتے کاٹ دیتا تھا کبھی گو بابا ہوتا تھا تو کبھی گو لغاری ہوتا تھا تو کبھی گو مشرف ہوتا تھا۔ ان روایتوں سے ہٹ کے آپ نے دیکھا کہ مسلسل چھ سات آٹھ سال سے جب بھی یہاں پہ Joint Session ہوئے یا کوئی ایسا event آیا تو ا س ہاؤس نے باعزت اور احترام کےساتھ اپنے ملک کے سربراہوں کو سنا اور ایسی روایت قائم نہیں کی جو ماضی میں روایت قائم ہوتی تھی۔ اس روایت کی continuity سے ہی آج یہ ایک نئ روایت پڑ رہی ہےا ورمجھے امید ہےکہ اس روایت کو ہم جاری رکھیں گے۔ نہ صرف یہ بجٹ مگر جو ہمارا continue House, normal House بھی ہو گا وہ بھیlive جائے اور لوگوں تک اس چیز کا ہمارا پیغام پہنچ سکے۔

مسٹر سپیکر! یہ پاکستان ایک فیڈریشن ہے، چار یونٹوں پر مشتمل ایک فیڈریشن ہے اور اس ملک کو بہت سے challenges بھی ہیں۔ بجٹ جب بنتا ہے تو سارے challenges کو بھی دیکھتا ہے۔ میں بجٹ میں جانے سےپہلے، figures میں جانے سےپہلے کچھ ایسی چیزیں ہیں جواس پارلیمنٹ کے سامنے رکھنا چاہتاہوں۔ جیسے میں نے کہا کہ چاراکائیوں پر مشتمل یہ فیڈریشن ہے۔ بجٹ جب بنتاہے توہر اکائی کا مکمل خیال کیا جاتا ہے کہ وفاق دیکھے کہ ان چار اکائیوں میں برابری کی بنیادوں پر تقسیم ہو رہی ہےیا نہیں ہورہی۔اس کےساتھ جو فیڈریشن کو جو اندرونی سیکیورٹی کے، لاء اینڈ آرڈر کے، فارن پالیسی کے اور economy کے لاحق خطرات ہیں۔ یہ challenges ہیں، یہ 3^{rd} World ہے۔ یہاں پر ہم آج تک تعلیم نہیں دے سکے، یہاں پر ہم صحت کی وہ سہولیات مکمل نہیں دے سکتے، یہاں پر بہت سے ایشوز ہیں، یہاں پہ انصاف کےلئے بھی ہمیں سفا رش کی ضرورت پڑتی ہے، انصاف کےلئے بھی آزاد عدلیہ کا نعرہ لگایا جاتا ہے تو بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے مشکل حالات میں بجٹ بنائے جاتےہیں اور naturally ان میں حکومت کی کوشش ہوتی ہےکہ بجٹ کے اندر کیا بھی ہو باہر ہو ' بہتر عوام دوست کا نام دیتےہیں کہ یہ عوام دوست بجٹ ہے۔

مسٹر سپیکر ! جیسے ابھی میں نے اندرونی سیکیورٹی، لاء اینڈ آرڈر، فارن پالیسی اور economy کی بات کی تو اس میں تھوڑی دیر کے لئے' مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہےکہ ہندوستان کےوزیر اعظم نریندر مودی نے جو بنگلہ دیش میں اپنا statement دیا ہےوہ قابل مذمت ہے اور قابل افسوس ہے۔ ہم نے ہمیشہ کوشش کی ہے، پاکستان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ اپنے neighbouring countries کےساتھ بہتر تعلقات رکھے مگر کل کی بات کےبعد یہ محسوس ہوتا ہےکہ ہندوستان اپنی وہ پرانی سوچ کےتحت آج تک پاکستان کو تسلیم کرنے کےلئے تیار نہیں اور ان کی یہ کوشش رہی جو اس نے خود admit کیا ہےکہ ہم نے Pakistan, East Pakistan کو توڑنے میں اپنا بہت بڑا کردار ادا کیا اور مکتی باہنی بنائی، اس کی مدد کی اور ہماری سینا نے ان کی مدد کی۔

یہ بات ابھی واضح ہوگئی کہ جبBombay incident ہوا جس میں پاکستان کا کوئی تعلق نہیں تھا individual ایک الگ قسم کےلوگوں نے دہشت گردی ' جو پاکستان میں sameدہشت گردی ہو رہی ہے اورہمارے ہزاروں لوگ شہید ہو چکےہیں، افواج پاکستان کے، سول فورسز کے ' عوام بے گناہ لوگ، minority کے لوگ، معصوم بچے سکولوں میں، Bombay incident سے بیس گناہ زیادہ incident ہمارے پاس ہوئے۔ مگر کوشش یہ کی کہ ہم نے کبھی بھی اپنے neighbouring countries کو اس میں involve ہونے کی بات نہیں کی مگر اشارات ہمیں ملتے تھے کہ بلوچستان میں بھی اس قسم کے حالات پیدا کررہی ہے اورملک کےدوسرے حصوں میں بھی مگر ہم نے کبھی بھی اس کوشش کو، ان باتوں کو highlight نہیں کیا بلکہ ہم نے کوشش یہ کی کہ ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات ہیں، جو بگڑےہوئے تعلقات ہیں، جو کشمیر ایشو پہ ہیں جو UN کے Resolution کےمطابق ہیں ہم ان کے ساتھ بیٹھ کےاس مسئلے کا حل نکالیں مگر کل کی statementکےبعد یہ چیز بالکل واضح ہو گئی کہ ہندوستان نہ صرف East Pakistan میں بنگلہ دیش بنانے کا اس کا کردار تھا آج وہ پاکستان میں پھر ایسے حالات پیدا کرنا چاہتا ہے جس سے پاکستان کی integrity اور sovereignty کو چیلنج ہو۔مجھے دکھ اس بات کا ہےکہ ہمارا فارن آفس آج تک خاموش ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس پارلیمنٹ کو متفقہ ایک Resolution pass کر نا چاہیے نریندر مودی کے اس statement پہ، ہندوستان کےاس کردار پر مگر مسٹر سپیکر کیوں ' ہم بھی nuclear power ہیں، ہم بھی atomic power ہیں، ہمارے پاس بھی وہ طاقت ہے ہمارے پاس جذبہ ایمان ہے۔ یہ وہ جنگیں نہیں ہیں کہ گھوڑے پہ چڑھو تلوار اٹھاؤاور نکل پڑو مگر ہم نے اس معاملے میں جتنی کمزوری دکھاتے جائیں گے اتنے ہم پہ attacks ہوتے جائیں گے او روہ طاقتور بن کے ہمیں ہمیشہ دبانے کی کوشش کریں گے۔ مانتے ہیں کہ وہ ہم سے بہت بڑا ملک ہے۔ ہم مانتےہیں کہ اس کی territory ہم سے بڑی ہے مگر ہم سے ایمان میں وہ بڑے نہیں ہیں۔ ہماری قوت اور طاقت میں جو اسلام کا جذبہ ہے، ہم سے وہ بڑے نہیں ہیں۔

جب پینسٹھ کی جنگ تھی یا اکہتر کی جنگ میں تو خود مانا ہےکہ ہم conspiracy اپنی غلطیوں سے ہی وہ حالات پیدا کئے مگر پینسٹھ کی جنگ ثابت کرتی ہےکہ ہم نے اپنی قوت ایمان سے جب جنگ لڑی تو ہندوستان ایک سو دو سو کلومیٹر اپنی زمین چھوڑ کر پاکستان کی افواج کے حوالے کر کے چلے گئے تو ہم اپنی اس قوت کو کیوں کمزوری میں تبدیل کرتے ہیں ہمارے فارن آفس کو immediatelyباہر آنا چاہیے اور بات کرنی چاہیے۔ جناب سپیکر! کیونکہ آپ کا یہ کہنا ہے کہ میں نماز سے پہلے اپنی تقریر کو ختم کروں میں پوری کوشش کروں گا کہ نماز سے پہلے اپنی تقریر ختم کروں۔ میں نے کوشش یہی کی تھی کہ کم سے کم مغرب سے پہلے کروں آٹھ گھنٹے مگر میرے بھائی، میرے دوست اسحٰق ڈار صاحب نے اپنی تسبیح پھیر پھیر کر مجھ پر پھونک پھونک کر مجھے تین ساڑھے تین گھنٹے پہ لا کر کھڑا کیا ہے تو آج کوشش کرتا ہوں کہ میں اپنی تقریر کو اپنی باتوں کو اسی پوائنٹ پر محدود رکھوں اور میں ایوان کا وقت ضائع نہ کروں۔

جناب سپیکر! ڈار صاحب نے اپنی تقریر میں یہ پہلی بات کہی ہے۔ پہلے بھی ہم جب بھی کوئی eventہوتا ہے تو وہ معیشت کی بات کرتے ہیں کہ معیشت تباہ ہو گئی، خزانہ خالی، ملک قرضوں میں ڈوب گیاGDP growthنہیں، Agricultural Industry تباہ ہو گئی Foreign Investment میں کمی اور جب 2008 میں خوش قسمتی سے ہمارے وزیر تھے تب ڈار صاحب نے یہ کہا تھا کہ خزانہ خالی ہے اور ہم bankruptcyکی طرف جا رہے ہیں۔ کچھ نہیں ہے اس ملک

میں۔ میں اس پر بعد میں آؤں گا آج بھی انہوں نے وہی باتیں کی کہ بھائی، خزانہ خالی ہے، کچھ نہیں ہے مگر آپ نے کبھی یہ ذکر نہیں کیا کہ ہمیں کیا مشکلات تھیں اپنے زمانے میں ہم جب global recession تھی دنیا میں declareہو چکا تھا دنیا میں ہر چیز ختم ہوتی جا رہی تھی۔ ان حالات میں 2008میں ہم آئے تھے دہشت گردی اس وقت عروج پر تھی اور یہاں کہا گیا کہ اسلام آباد کے پہاڑوں کے پیچھے طالبان آ چکے ہیں اس وقت ان حالات میں اس وقت جب پانچ سو بلین روپے پرویز مشرف کی حکومت نے circular debtچھوڑ دیا، پانچ سو بلین اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ مجھےbailoutکریں گے، پیٹرول کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی تھیں، Anti PPP mediaاوپر چڑھا ہوا تھا اور وہ صرف ہمارے خلاف نہیں تھا کیونکہ مسلم لیگ کو بھی ان لوگوں نے نہیں بخشا تھا ہر بات پر suo-motoتھا کبھی پرائم منسٹر کورٹ میں کھڑا ہے تو کبھی وزیر کورٹ میں کھڑا ہے ہم اس کو faceکر رہے تھے شکر ہے کہ آج آپ ان چیزوں سے بچے ہوئے ہیں۔ اور اس زمانے میں میں نے تین چیزیں کہیں تھیں کہ اس پاکستان میں مشہور ہو گیاہے کہ Suo-moto, Ajino moto ایک وہ کونسی تھی ٹی وی کی آرٹسٹ اس کا نام بھی اسی طرح موٹو کی طرح ہے تو میں نے کہا تھا کہ یہ تین چیزیں بہت مشہور ہیں۔ عتیقہ اوڈھو۔ دیکھیں مجھے یہ چیزیں یاد نہیں آپ کو یہ چیزیں بہت یاد رہتی ہیں نام وغیرہ۔ آپ کی بڑی اچھی فیلڈ ہے نام یاد کرنےمیں تو میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان ساری مشکلاتوں کا سامنا ہمیں تھا۔

جناب سپیکر مگر ہم باوجود اس کے کہ ہم نے ان چیزوں کا مقابلہ کیا ہم نے global recessionکا مقابلہ کیا ہم ڈرے نہیں خوفزدہ نہیں ہوئے اپنی قوم کو باہر نکالا ہم نے اپنے فیصلے خود کیے۔ اس پارلیمنٹ میں فیصلے کیے دہشت گردی کا ہم نے کھل کر مقابلہ کیا آپ نے دیکھا کہ دہشت گردی کا کیا حال ہو گیا یقیناً وہ اسلام آباد کے پہاڑوں کے پیچھے نہیں تھے مگر وہ جو سوات میں ہوا اس کا اندازہ آپ یہ لگائیں کہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے جب آخری تقریر کی آکری جملوں میں کہا تھا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ سوات سے ہمارا پاکستانی جھنڈا اتارنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور میں یہ قوم سے وعدہ کرتی ہوں کہ یہ جھنڈا میں پاکستان کا اترنے نہیں دوں گی تو اس وقت یہ چیز محسوس کی گئی تھی کہ دہشت گرد کتنے طاقتور بن چکے ہیں او ر پاکستان پر حملہ کر رہے ہیں اور

سوات سے تیس لاکھ کے قریب لوگ migrationکر کہ آ گئے اور ان حالات میں جب یہ حالت تھی 2009میں اور recessionتھی ہر طرف سے پریشر تھا تو اس وقت ہم نے ان چیزوں کا بھی مقابلہ کیا۔ یہ میں تمہید اس لیے باندھ رہا ہوں کہ آگے چل کر بتاؤں گا کہ ان مقابلوں کے بعد ان حالات کے بعد ان مصیبتوں کے بعد ہم کس طریقے سے اپنے پانچ سال مکمل کیے۔

Energy crisis ہمیں ورثے میں ملے۔ ایسا نہیں ہے کہ،1996 میں IPPs ہوئی۔ جناب سپیکر 1994‘ 1995اور 1996 میں IPPs ہوئی تقریباً 11000 میگا واٹ IPPs سائن ہوئے۔ جس میں ساڑھے تین ہزار آن لائن ہوئے باقی نہیں ہو سکے اور حکومت تبدیل ہو گئی اور وہ IPPs پروگرام ختم ہو گیا۔ اگر وہ ختم نہیں ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم اتنے اندھیروں میں نہ ہوتے۔ جناب سپیکر ان energy crisis سے انڈسٹری پر فرق پڑا۔ agricultural growth پر فرق پڑا مگر ہم گھبرائے نہیں ہم آگے بڑھتے گئے۔ جیسے میں نے suo-moto کا کہا ہے۔ یعنی بجلی کا بحران تھا یہاں سے ہی اس وقت کے اپوزیشن کے دوست بیٹھ جاتے تھے اور ان کو کہا جاتا تھا کہ آپ یہ چیزیں لے آؤ اور ان چیزوں کے لانے سےمیں آپ کو ریلیف دو ں گا۔ جب ہم RPP کرنے گئے تو کہا گیا کہ یہ بہت ظلم ہو گیا۔ یہ تباہی ہو گئی ہے اس سے پاکستان ڈوب جائے گا۔ تو جناب سپیکر اسی کو بھی exploit کیا گیا ان کو بند کیا گیا جبکہ ہم ایمرجنسی کی بنیادوں پر جا رہے تھے۔ جناب سپیکر یہ بھی آپ نوٹ کرتے چلیں اور یہ ایوان بھی نوٹ کرتا چلے کہ جب وہاں یہ بات کی گئی کہ 24 گھنٹے کے اندر بجلی اس ملک میں آ سکتی ہے۔ بٹن آن کیا جائے گا اور بجلی آ جائے گی۔ یہاں باتیں کی گئیں اور میں یہ جواب اس لیے دے رہا ہوں کہ میرے آنریبل منسٹر صاحب نے یہاں بات کی تھی کہ ہمیں جو مشکلات ہیں وہ سابقہ حکومت کی طرف سے ملی ہوئی ہیں۔ جب پاکستان میں اس وقت بجلی کے بحران میں ہمیںrecession کا سامنا تھا۔ پرویز مشرف نے تین سال بجلی کی قیمتیں نہیں بڑھائیں۔ 500 ارب کے circular debtہمارے سامنے چھوڑ کر دیا۔ اس وقت جب RPP کی بات ہوئی۔ اس وقت تیل کی قیمتیں کیا تھیں۔ جناب سپیکر آپ کتاب کھول کر اس وقت index دیکھ لیں کہ فرنس آئل کی قیمت جو اس وقت تھی وہ 90000 کے قریب تک جا پہنچی تھی۔ 90000 فی ٹن اور آج 45 اور 50000 پر ہے۔ 90000 پر یہ کہا جاتا تھا جب پیٹرول اور آئل کی قیمتیں تھیں 120

سے 130 کو چھو رہی تھیں۔ آپ تو خوش نصیب ہیں کہ آج قیمتیں 50 پرسنٹ پر آ گئی ہیں مگر آج بجلی نہیں ہے بجلی کا بحران ہے۔

ہم آج بھی یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کو destabilize نہیں کرنا۔ پاکستان کو جو بیرانی خطرات ہیں اندرونی خطرات ہیں ہم نہیں جانا چاہتے عدلیہ میں وہی کاغذات لے کہ اس حکومت نے اس حکومت کے ممبران نے اس حکومت کے سنیئر ممبران نے یہاں آ کر کہا تھا کہ 24 گھنٹے کے اندر بجلی آ جائے گی اور پھر یہ بھی کہا گیا جناب سپیکر کہ بجلی جان بوجھ کر یہ حکومت نہیں دینا چاہتی اور مینار پاکستان کے اوپر ٹینٹ لگائے گئے اور پنکھوں سے ہوا دی گئی اور ایک صوبائی حکومت لوگوں کو instigate کر رہی ہے کہ باہر نکلو ٹرینیں جلاؤ اور بسیں جلاؤ۔ بجلی کا بحران ہو گیا ہے اور یہ حکومت جان بوجھ کر پریشان کر رہی ہے مگر ہم نے باوجود اس کے suo-moto کا بھی مقابلہ کیا اور Ajino moto کا بھی مقابلہ کیا۔ ان ساری چیزوں کا ہم نے مقابلہ کیا ہے۔ ہم نےsurrender نہیں کیا۔ ہم نے کوشش کی کہ 3500 میگا واٹ بجلی ان کی مگر چونکہ تیل کی قیمتیں اتنیhigh تھیں لیکن جناب سپیکر اس کے باوجود تیل کی قیمتیں مہنگیں تھیں مگر بجلی کی average قیمت اس وقت ساڑھے گیارہ روپے تھی۔ آج تیل کی قیمتیں کم ہیں بجلی کی average قیمت 16 روپے سے زیادہ ہے۔ یہ مجھے theory سمجھ نہیں آتی۔

اس کے بعد پھر جب آپ circular debt دے دیتے ہیں اور circular debt کو ختم کرنے کے بعد آپ اعلان کرتے ہیں کہ اب بجلی کی قیمتیں نہیں بڑھیں گئیں اور یہ اس لیے قیمتیں بڑھ رہی ہیں کہ ہم پر circular debt کی وجہ سے loadآرہا ہے۔ جب آپ نے 480 بلین روپے، 4.8 بلین ڈالر کا circular debt ختم کیا اور پھر آپ کی بجلی کی قیمتیں اتنی کم ہونی چاہیے، تیل کی وجہ سے کم ہونی چاہیے، furnace oil کی وجہ سے کم ہونی چاہیے، چوبیس گھنٹے کے اندر بجلی آنی چاہیے بقول آپ کے، آپ نے خود کہا تھا اور اپنی قوم سے اپنے manifesto میں وعدہ کیا تھا کہ اب ہم تین ماہ کے اندر بجلی لے آئیں گے، پھر کہا کہ ہم ایک سال کے اندر لے آئیں گے اور اب آپ کہتے ہیں کہ 2018 میں لائیں گے۔ تو وہ آپ کی بات ٹھیک تھی یا آج کی بات ٹھیک ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آپ جو آج بات کر رہے ہیں شاید وہ ٹھیک ہو گی، وہ آپ کی بات ٹھیک نہیں تھی

کیونکہ آپ political mileage لینا چاہتے تھے، آپ پبلک کے sentiments سے کھیلنا چاہتے تھے، آپ پبلک کے sentiments سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اور آپ نے فائدہ اٹھایا، میں appreciate کرتا ہوں کہ آپ نے فائدہ اٹھایا اور اٹھا رہے ہیں۔ مگر ابھی بجلی کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں اور تیل کی قیمتیں نیچے ہیں اور load shedding اسی طرح چل رہی ہے، load shedding میں کمی نہیں load sheddingمیں اضافہ ہوا۔

جناب سپیکر! ہم نے کہا کہ چلو ایل این جی منگوا لیتے ہیں، بہت سستے داموں LNG مل رہی تھی اور ایک اخبار نے اپنا Editorial چھاپ دیا۔ یہ قوم ہماری مشکلات کا اندازہ کر لے کہ ایک اداریہ چھاپا گیا کہ اس LNG پروگرام میں ایک سو ارب کی کرپشن ہوئی ہے، جب کہ کوئی سائن نہیں ہوا اور کچھ بھی نہیں ہوا، ایک فرنچ کمپنی کے ساتھ agreement ہوا کہ جس نے قطر کے ساتھ مل کر پلان کیا اور اس کا سوموٹو لیا گیا۔ جب سوموٹو ہوا اور فرانس کے ایمبیسڈر کو سپریم کورٹ کے کٹہرے میں کھڑا کیا گیا تو وہ فرنچ کمپنی ہی بھاگ گئی۔ نوید قمر صاحب ابھی ابھی آئے ہیں اور ان کو وہ رات یاد ہو گی کہ جس رات فرنچ ایمبیسڈر ان کے ساتھ ٹیلی فون پر بات کر رہا تھا اور میں ان کے ساتھ تھا اور وہ کس طرح چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ ہم نے کونسی غلطی کر لی ہے کہ آپ کے ساتھ یہ معاہدہ کر رہےہیں اور آپ کی ملک کی بہتری کر رہے ہیں۔ آخر میں کیا ہوا، بڑی بحث کے بعد کہا گیا کہ یہ ECNEC میں لے جائیں، ہمیں ایل این جی کا agreement نہیں کرنے دیا گیا، ہم لا رہے تھے کہ اس ملک سے بجلی کے بحران کو ختم کریں اور ہمیں سستی LNG مل رہی تھی۔ آج آپ منگوا رہے ہیں اور کسی کو کوئی پتا نہیں کہ کیا agreement ہے،کتنے میں کی ہے،آ بھی رہی ہے، کہاں سے آرہی ہے اور کیسے آرہی ہے، کوئی کہتا ہے کہ پرائیوٹ سیکٹر لا رہا ہے، کوئی کہتا ہے کہ پی ایس او لا رہا ہے، کوئی کہتا ہے کہ سوئی سدرن گیس لا رہی ہے، کوئی کہتا ہے کہ سوئی نادرن گیس لا رہی ہے،اب کوئی پتا نہیں ہے، کتنے میں آرہی ہے، کیسے آرہی ہے، کیا کریں گے اور کس ریٹ پر آرہی ہے۔ مگر ہم باوجود اس کے کہتے ہیں کہ چلو کچھ تو ہو، اس چیز کے باوجود وہ ختم ہو گئی اور Suomoto لیا گیا اور کچھ نہیں نکلا،کوئی بات ہوتی تو نکلتا، جب agreement ہی نہیں تھا اور اس کے لیے کوئی ایسا کام نہیں کیا گیا جس سے کہا جاتا۔ تھری جی، فور جی کے لیے وہی Suomoto،

کیسا ہے، کیوں کر رہے ہو، کیسے کر رہے ہو، پی ٹی اے نامکمل ہونے کے باوجود آپ نے تھری جی، فورجی کر دی۔ ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے اگر ملک میں پیسہ آجاتا ہے، کیونکہ ہم پاکستانی ہیں، ہمیں سب سے پہلے پاکستان سے پیار ہے، اس ملک سے پیار ہے، اس ملک کے بچوں، اس ملک کے بھائیوں، اس ملک کے بزرگوں کے ساتھ اور رہنے والے پاکستانیوں کے ساتھ پیار ہے۔ اس میں اپوزیشن اور گورنمنٹ کا مسئلہ نہیں ہے، اس میں ریاست کا مسئلہ ہے اور ہم ریاست میں بیٹھ کر ریاست کے خلاف کوئی ایسی سازش نہیں کر سکتے کہ ریاست کو نقصان ہو۔ یہ ریاست ہے تو ہم ہیں، یہ ریاست ہے تو کبھی پیپلز پارٹی ہے، کبھی (ن)لیگ ہے، کبھی پی ٹی آئی ہے اور کہیں پیپلز پارٹی ہے اور کہیں coalition government ہے governmentبلوچ کی independent ہے۔ اس طریقے سے پاکستان میں ہم سب ایک ساتھ چل رہے ہیں کیونکہ یہ ریاست ہے، اس ریاست کی خاطر ہماری پوری کوشش ہے کہ اگر حکومت کوئی اچھا کام کرے تو ہم اس کو appreciate کریں اور اگر کوئی غلط کام کریں تو ہم اس جگہ سے کھڑے ہو کر ان کو کہیں کہ یہ بات غلط ہوتی ہے۔ ہم نے تھری جی اور فور جی پر کوئی problem create نہیں کیا کہ پی ٹی اے مکمل نہیں ہے، ہاں جب پاکستان کو پیسہ مل رہا ہے تو ملنا چاہیے اور اس ملک میں پیسہ آئے گا اور اس ملک میں خرچ ہو گا۔ ہماری PPP کو short term IPPs نام دے کر شروع کیا ہوا ہے۔ PPP ہمارے زمانے میں تھی اور اب IPPs ہے۔

جناب سپیکر : نوید disturb نہ کریں۔

سید خورشید احمد شاہ: وہ مجھے گائیڈ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر : چٹ لکھ کر کریں۔

سید خورشید احمد شاہ: ابھی IPPs کے نام سے آپ کر رہے ہیں، مگر ہم اس کے باوجود بھی یہ کہتے ہیں کہ بجلی کا بحران سب کے لیے ہے، یہ سب کا مسئلہ ہے، یہ صرف حکومت کا مسئلہ نہیں ہے، کیونکہ اس ملک میں ایکسپورٹ کم ہو گی تو نقصان کس کو ہے، پاکستان کو ہے ریاست کو ہے۔ اس ملک میں اگر agriculture کم ہو رہی ہے تو نقصان کس کو ہے، ریاست کو ہے، ہم ریاست کی بنیادوں پر سوچتے ہیں، ہم سیاسی بنیادوں پر نہیں سوچتے کہ ہم حکومت کے اوپر attack کر دیں کہ آپ کیا

کر رہے ہیں۔ مگر آپ کی سوچ اور ہماری سوچ میں بہت بڑا تضاد ہے، یہی تضاد ہے کہ ہم ریاست کو اولیت دیتے ہیں اور آپ سیاست کو اولیت دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ ادھر سے اندازہ لگائیں کہ اسی ہاؤس میں نندی پور پر بات کی گئی کہ ظلم ہو گیا نندی پور، نندی پور، نندی پور، پیپلز پارٹی نے نندی پور کا پراجیکٹ شروع نہیں کیا جب کہ مشینری پڑی تھی، اس وقت کوئی وجہ تھی کہ یہ پلاٹ ہے یہ مہنگا ہے، فلاں ہے۔۔۔

(مداخلت)

سید خورشید احمد شاہ: میں ابھی وجہ پر آرہا ہوں بے فکر ہو جائیں۔ جناب سپیکر ! جب پرائم منسٹر یہاں پر بات کرتے ہیں تو ہمارے ممبران خاموشی سے سنتے ہیں اور ہم اپنے لیڈر آف دا ہاؤس سے یہ نہیں پوچھتے کہ وجہ بتائیں، کیا کر رہے ہیں۔ اس میں یہ سوچ لیں کہ یہاں پر status لیڈر آف دا ہاؤس اور لیڈر آف دا اپوزیشن کا same ایک ہے۔

جناب سپیکر : یہ جونیئر ممبر ہیں جب سینیئر ہوں گے تو ٹھیک ہو جائیں گے۔

سید خورشید احمد شاہ: آپ لیڈر آف دا ہاؤس کی کیبنٹ کے ایک چھوٹے سے منسٹر ہیں، میں لیڈر آف دا اپوزیشن ہوں اور اس جگہ پر ہم دونوں کا status same ہے۔ نہیں میرا بھائی ہے، بچن کا دوست ہے، ہم دونوں کو ایک دوسرے کا بہت کچھ علم ہے۔ جناب سپیکر! بہت سی چیزیں ہیں جن پر میں بات کروں گا ابھی نندی پور کی بات ہو رہی تھی اور یہ کہا جاتا تھا کہ نندی پور میں ظلم ہو گیا، ٹھیک ہے زبردست آپ لے کر آئیں اور جو پراجیکٹ بائیس ملین کا تھا تو چھپن، باون اور پتا نہیں کتنے میں آپ نے complete کر دیا اور بھاگتے بھاگتے آپ نے فیتا کاٹ دیااور ایک دن نہیں چلا ہے۔

ہمیں بتایا جائے کہ جتنے آپ نے اشتہارات دیے اور کروڑوں روپے کے اشتہارات دیے گئے اور فیتا کاٹا گیا اور ایک دن کے لیے نہیں چلا اور 49 روپے فی یونٹ آپ کو پڑ رہا ہے، مگر آپ نے کہا کہ ہم اس کو گیس پر چلائیں گے۔ اس کا جواب قوم کو دیں کہ ڈبل پرائس پر بھی آپ نے سٹارٹ کیا اور یہی وجہ ہو گی کہ ہم دیکھتے ہوں گے کہ وہ مہنگا ہے، چل نہیں سکتا۔ تو آپ کا پراجیکٹ ویسے کا ویسے ہی پڑا ہے اور دھوم مچائی گئی کہ 450 میگاواٹ بجلی ہمارے سسٹم میں چلی گئی، مگر وہ 450 میگاواٹ سسٹم میں کہاں گئیں۔ آپ قائداعظم سولر سسٹم لے آئے، بڑا اچھا ہوا اور آپ کہتے ہیں کہ

100 میگاواٹ سسٹم میں ہے۔ یہاں سے انکوائری بنائیں اور ایمانداری سے بتائیں کہ کیا 100 میگاواٹ آرہی ہے، averagely, 21 میگاواٹ آرہی ہے، کسی وقت 17 آرہی ہے، کسی وقت 21 آرہی ہے اور کسی وقت 30 آرہی ہے اور average, 21 آرہی ہے اور وہ بھی دن کے ٹائم پر۔ مگر اشتہارات کروڑوں کے چل رہے ہیں، اچھی بات ہے آپ کوشش کریں، یہ کوشش ہونی چاہیے، 21 بھی آگئی، چلو آگئی welcome، اچھا کیا ہے۔

اگر آپ بلوچستان میں جہاں ابھی آپ نے پاور ہاؤس بنایا ہے گڈانی میں۔گڈانی پر آپ نے پانچ ہزار میگاواٹ کا آپ نے فیتہ کاٹ دیا۔6605 میگاواٹ کا فیتہ کاٹ دیا۔بڑی دھوم ہوئی کہ بلوچستان میں ہم نے گڈانی کا پاورہاؤس کا افتتاح کردیا۔اب انشاء اللہ بلوچستان میں ساڑھے چھ ہزار میگاواٹ بجلی آجائے گی وہ بھی تین چار سال کے اندر۔بڑی خوشی کی بات تھی۔ہم خوش ہوئے،پاکستان کے لوگ خوش ہوئے کہ چلو جی کام ہورہاہے۔مگر کہاں ہے وہ کس جگہ پر ہے وہ۔اس بجٹ پر کہیں ذکر نہیں ہے۔کہیں پتہ نہیں ہے کہ وہ گڈانی کا پروجیکٹ کہاں چلاگیا۔یہ بتادیں کہ cancel کردیا۔List سے نکال دیا گیا۔Feasible نہیں تھا بتا تو بتادیں۔ملک کا وزیراعظم promise تو اپنی جگہ پر کھڑے ہوکر جلسوں میں تو کھاجاتا ہے کہ ہم یہ بھی کریں گے،ہم یہ بھی کریں گےmanifesto دیتے ہیں۔چلو وہ بات آجاتی ہے۔مگر یہاں تو ملک کا وزیراعظم جاتا ہے۔کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔افتتاح ہوتا ہے۔فیتہ کاٹا جاتاہے،اشتہارات دیے جاتے ہیں۔مگر بعد میں وہcancel کیاجاتاہے۔کیوں ہم نے تو تنقید نہیں کی تھی نہ یا تو یہ کہو کہ اپوزیشن نے یہاں کھڑے ہوکر احتجاج کیا۔وہ اس طرح ہے کہ امی پکائے گی تو پھر کھائیں گے۔پھر کہتے ہیں کہ چائنہ کے second phase میں ہم اس کو دیکھیں گے۔ وہ اس طرح ہے کہ اماں پکائے گی تو ہم کھائیں گے۔چائنہ دے گا تو ہم بنائیں گے۔یہ وہ ہی کام ہے کہ ہر چیز چائنہ کرے گی۔بھائی کچھ اپنے پاؤں پر بھی کھڑے ہوجائیں۔ہم مضبوط قوم ہیں۔ہم ہر چیز وہ کیوں کہتے ہیں کہ وہ فلانی جگہ سے آئے گا تو ہم کریں گے۔جیسے امی کہتی ہے اپنے بیٹے کو کہ بیٹا انتظار کرو کہ ابھی پڑوس سے کھانا آئے گا تو تمہیں کھلاؤں گی۔اماں کبھی خود بھی تو پکاؤ۔ہر چیز پڑوس آئے گی تو ہم کھائیں گے۔ تو چیف وہپ صاحب نے مجھے support کیا ہے بڑی مہربانی۔اچھا ڈار صاحب نے indirect way میں مجھے پہنچایا۔تو کہنا یہ ہے کہ وہ آپ نے باہر نکال

کر پھینک دیا۔آپ نے جو معیشت کی باتیں کی ہیں۔میں آہستہ آہستہ ان کی طر ف آرہاہوں۔آپ نے ایک فیصلہ کیا ہے فنانس بل کے مطابق کہ۔ The Finance Bill 2015 states that the Federal Government may enter into the bilateral or multi-lateral agreement with the provincial governments or with the government of foreign countries exchange of information including electronic exchange.یعنی اس قسم کی آپ نے کوئی با ت کی ہے۔اس کے لیے آپ نے کہا ہے کہ جی کوئی اس کی گورنمنٹ ملازم معلومات نہیں دے سکتا۔ٹھیک ہے جی اگر State secret ہے تو نہیں دینا چاہیے۔بالکل صحیح ہے agree کرتاہوں میں۔State secret ہے نہیں دینا چاہیے۔مگر bilateral agreement کوئی بزنس کی بات ہوتی ہے وہ آپ کو اعلان کرناچاہیے،بتاناچاہیے یہ Article 19A کی خلاف ورزی ہے۔Article 19A کیا کہتاہے۔

[19A. Every citizen shall have the right to have access to information in all matters of public importance subject to regulation and reasonable restrictions imposed by law]

یہ کہتا ہے کہ آپ کوئی چیز چھپا نہیں سکتے Subject to law۔important وہ جو State سے secretsہوتے ہیں۔جناب سپیکر! یہ چیزیں کیوں چھپائی جاتی ہیں قوم سے۔یہ چیزیں آنی چاہییں۔یہ ہمارے سامنے آنی چاہییں ساری چیزیں۔قوم کو اعتماد میں لینا چاہیے کہ یہ مجبوری ہے ہماری۔یہ ہم اس لیے کررہے ہیں کہ پاکستان اس وقت بڑے مسئلوں اور مشکلاتوں میں ہے۔ہماری industries بیٹھی جارہی ہے بجلی کی وجہ سے۔ہماری جو energy ہے،گیس ہے وہ نہیں ہے ہمارے پاس۔اس لیے ہم یہ agreement کررہے ہیں۔اتنے مہنگے agreement کررہے ہیں۔جیسے میں نے شروع میں کہا ہے اور میں اعتماد سے کہتاہوں۔آپ کو یقین دلاتاہوں کہ۔اس August House کو کہ جب ریاست کا مسئلہ آئے گا تو یہ اپوزیشن آپ کے ساتھ کھڑی ہوگی۔ریاست کو کبھی نقصان پہنچانے ہم نہیں دیں گے۔یہ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں۔ریاست ہمارے لیے اولین ہے۔پاکستان ہمارے لیے سب سے بڑی اولیت رکھتاہے۔کیونکہ ہماری پہچان پاکستان ہے۔

جناب سپیکر! میں اگر دنیا میں باہرجاؤں گا میں اپنے آپ کو یہ نہیں کہوں گا کہ میں سندھی ہوں۔میں سکھر کا رہنے والا ہوں۔میں کہوں گا کہ میں پاکستانی ہوں۔اگر وہ زیادہ پوچھے گا کہ کس صوبے سے تعلق ہے تو پھر میں بتاؤں گا شہر بتاؤں گا۔مگر میں پہلے بتاؤں گا کہ میں پاکستانی ہوں۔تو اس پاکستان کی اس سرسبز پرچم کی حفاظت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔اس لیے میں یہ باتیں کررہاہوں۔جناب سپیکر! میں یہ باتیں اس لیے کررہاہوں کہ ہم اس پارلیمنٹ کی اہمیت کا یقین دلائیں قوم کو کہ جب یہ باتیں ہوتی ہیں۔حکومت اپنا بجٹ دیتی ہے،بناتی ہے،محنت کرتی ہے،کوشش کرتی ہے۔مگر جب یہاں discussionہوتی ہے۔اس discussion کے بعد اس اہمیت کو جانتے ہوئے اس پر تبدیلیاں بھی کی جاتی ہیں۔یہ چیزیں ہمیں دکھانی پڑیں گی۔یہ پاکستان وہ ملک ہے جن کا آج تک جمہوریت پر اعتماد نہیں رہا۔بدقسمتی ہے یہ ہماری۔اس ملک میں چالیس سال dictator رہے ہیں۔اس ملک میں controlled democracy رہی ہے۔اس ملک میں لوگوں کو اسلام کے نام پر دہشت گردی کا حصہ بنایاگیا ہے۔اس ملک میں ہمیں ethnic بنیادوں پر تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اسلام کے نام پر تقسیم کرکے ہمیں اپنی حکومتیں بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ وہ پاکستان ہے جس کو ہر قسم کی سازش کا شکار بنایاگیاہے۔یہ تو میرے اللہ کا کرم ہے کہ میرا ملک قائم ہے۔میرا پاکستان قائم ہے۔مگر جس ملک میں یہ حالات ہوں۔اس ملک میں ہمیں یہ کوشش کرکے اس ملک کے بیس کروڑ عوام کو اعتماد میں لینا چاہیے کہ یہ ہی پارلیمنٹ ہے جو پاکستان کو save کرسکتی ہے۔یہ ہی پارلیمنٹ ہے جو پاکستان کے عوام کے مسائل کا حل نکال سکتی ہے۔یہ ہی پارلیمنٹ ہے جو پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کرسکتی ہے۔یہ ادارے پارلیمنٹ کے ماتحت ہیں۔ جتنے ادارے ہیں پارلیمنٹ کے ماتحت ہیں۔لوگوں کے ذہنوں میں یہ بٹھانا پڑے گا اور پارلیمنٹ کی اہمیت کو اجاگر کرناپڑے گا۔یہ ہی آج پیغام جاناچاہیے اس پارلیمنٹ سے۔اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ جس ملک میں اتنے خلفشار ہوں،ہماری تاریخ اس میں بھری ہوئی ہو۔ایک دوسرے کو کبھی کسی لیڈر کو پھانسی پر لٹکایاجاتاہے۔کبھی کسی کو جلاوطن کیا جاتاہے،کبھی لیڈروں کو شہید کیاجاتاہے۔کبھیdictator سےتو ایسا نہیں کیا گیا نہ۔کبھی کسی dictator کو تو پھانسی نہیں دی گئی نہ۔کبھی ڈکٹیٹر کو گولی تو نہیں ماری گئی نہ،کبھی کسیdictator کو جلاوطن تو نہیں کیا گیا نہ۔یہ ہم پر کیوں۔اس کے باوجود بھی ہم خراب۔اس لیے ہم خراب ہیں کہ ہم

اپنی ترجیحات پر توجہ نہیں دیتے۔ہم اس لیے اپنی جو حیثیت ہے وہ عوام تک نہیں پہنچاسکتے کہ سیاستدان کیا ہے۔پاکستان سیاستدانوں نے بنایاتھا۔ جناب سپیکر! پاکستان میں سیاستدانوں نے اپنے خون کی قربانیاں دیکر پاکستان بنایاتھا۔ہمارے پاکستانی بھائیوں نے اپنے بچے قبرستانیں چھوڑ کر پاکستان میں آکر اپنی پناہ لی تھی اور کہا تھا کہ یہ ہی ہمارا وطن ہے،ہم نے سب کچھ قربان کردیا۔جائیدادیں،اپنے بزرگوں کے قبرستان۔ہر چیز چھوڑ کر یہ پاکستان تب بناہے۔جناب سپیکر! تو ہمیں اس پاکستان کی اس حیثیت کو اور اس حیثیت پر اس پارلیمنٹ کے کردار کو ہمیں اجاگر کرناپڑے گاکہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو کچھ دیکرجائیں۔جناب سپیکر! میں آتا ہوں foreign reserves پر بات کی گئی۔یہ میری تنقید نہیں ہے یہ میری بات ہے۔ اور یقیناً میری بات کا جواب منسٹر فنانس ضرور دیں گے۔

مسٹر سپیکر! میں آتا ہوں foreign reserve پر، بات کی گئی۔ یہ میری تنقید نہیں ہے یہ میری بات ہے۔ اور یقیناً میری بات کا جواب منسٹر فنانس ضرور دیں گے اور یقیناً اس لئے دیں گے کہ پارلیمنٹ میں میرے علاوہ بھی باتیں ہونگی۔ ہم نے 2008ء میں، جیسا کہ کہا گیا کہ خزانہ خالی ہے اور ملک دیوالیہ ہوگیا، 2008ء میں ہمارے پاس سٹیٹ بینک میں 6 بلین ڈالر تھے اور کمرشل بینکوں سے 5بلین ڈالر لے کر 11 ارب ڈالر تھے، یہ 08-2007ء میں۔ 15-2014 ء میں 12 بلین ڈالر سٹیٹ بینک اور 5.2 بلین ڈالر کمرشل بینکوں میں تھے۔ ٹوٹل 17.4 بلین ڈالر۔آپ نے declare کیا ہے کہ یہ ہمارے پاس foreign reserve ہے۔ اب آتے ہیں کہ یہ foreign reserve کیسے آپ کے بنے ہیں۔ مسٹر سپیکر IMF کے مطابق جتنا آپ کا foreign reserve ہے اس کا 50% سٹیٹ بینک نے مارکیٹ سے ڈالر borrow کیے۔ 20% سعودی ارب سے 1.5 بلین آپ کو ملا۔ باقی 2 ارب ڈالر کے یورو بانڈ بیچے۔ ایک ارب ڈالر کے سکوک بانڈ بیچے۔ 1.02 ارب ڈالر کے HBL کے شیئر بیچے۔ اب میں تھوڑا HBL پر بات کرلوں۔ مسٹر سپیکر یہ ہمارے ادارے ہیں، پاکستان مسلم لیگ(ن) نے اپنی منشور میں کہا ہے۔ وہ منشور ابھی میں آپ کو دکھاؤں گا، ان کے منشور میں ہے کہ ہم جب آئیں گے تو اس قسم کے ادارے، جن کی management ٹھیک نہیں، جن کے CEOs ٹھیک نہیں، جس کے بورڈ ٹھیک نہیں، جو خسارے میں جارہے ہیں، ان کو ہم ٹھیک کریں گے اور منافع بخش بنائیں گے۔ Very good بہت اچھی بات ہے۔ آپ نے وہ تو نہیں کیا

ابھی تک، آپ نے پرائیوٹائزیشن میں HBL کو ABL کو، heavy mechanical complex کو electric complex کو اور دیگر جن بینکوں میں آپ کے شیئر تھے۔ May be I am right? میرے پاس کوئی اتنا بڑا فورم نہیں ہے جتنا منسٹر فنانس کے پاس فورم ہے۔ ان کے پاس سیکرٹریز ہیں، سپیشل سیکرٹریز ہیں، ایڈوائزر ہیں، ڈپٹی سیکرٹریز ہیں۔ FBR بھی ہے۔ ٹیکس ریونیو، یعنی ہر قسم کی ان کو ماشاءاللہ facilities حاصل ہیں۔ جو میرے پاس نہیں ہیں۔

وزیر خزانہ(جناب محمد اسحٰق ڈار): آپ کے پاس بھی access ہے۔

سید خورشید احمد شاہ (قائد حزب اختلاف) : اس میں کوئی شک نہیں لیکن میری access نہیں ہوتی ہوگی کیونکہ ان کے ساتھ پھر ایکشن ہوجائے گا پھر 19A والا مسئلہ مجھے دہرانا پڑے گا۔ یہ ہونہیں سکتا۔ اور یہ بھی روایت ہونی چاہیے کہ جب اس قسم کے بجٹ کا موقع آئے، تو فنانس منسٹری لیڈر آف دی اپوزیشن کے پاس اپنے لوگ بھیجیں اور وہ ان کو brief کرے، بتائے اور ایک discussion ہو، اور وہ ان کو guide کریں کہ فنانس منسٹر صاحب نے یہ یہ بنایا ہے اور یہ غلط ہے اور یہ صحیح ہے۔وہ اگلی دفعہ دیکھ لیں گے۔ HBL میں 41% شیئرزآپ کے ہیں۔

(مداخلت)

سید خورشید احمد شاہ: میری تقریر ہوجائے گی تو پھر کیا۔چڑیاں چگ گئیں کھیت تو پھر کیا ہوگا۔

جناب سپیکر : جی پلیز .address the Chair

سید خورشید احمد شاہ: تو 41%شیئرز ہیں اس میں۔ مسٹر سپیکر میں اس چارٹ پر آگے چلوں گا مگر چونکہ یہ بات آگئی ہے HBL کی، اس کا ذکر آیا ہے تو آپ نے 41% شیئرز 100 بلین میں بیچے۔ 1.02 بلین میں۔ ایک سو دو کروڑ میں۔ آپ کے HBL کے جو assets ہیں وہ 190 بلین کے ہیں۔ 41% کا شیئر، جو اس پراپرٹی کا شیئر ہے وہ بھی 80 ارب ہے۔ جو اس سال HBL نے خود declare کیا ہے، خود، وہ میں دکھاؤں گا آپ کو، اس نے profit show کیا ہے 48بلین کا۔ 41% پر وہ کم سے کم 20 سے 21 ارب ہوتا ہے۔ پانچ سال کے اندر آپ کا یہ پیسہ آپ کے پاس واپس آجاتا اور پراپرٹی آپ کی اپنے پاس رہتی۔ اس پر کنٹرول آپ کا رہتا۔ چلاتے وہ لیکن سٹیٹ کا کنٹرول رہتا، ریاست کا کنٹرول رہتا لیکن آپ نے اس کو بیچ دیا۔ یہ اس قسم کی پرائیویٹائزیشن ہم کیسے

مانیں ؟ ہمیں کہا جاتا ہے کہ جی پیپلز پارٹی نے پرائیویٹائزیشن کی۔ ہاں 96ء میں ہم نے دس پرسنٹ، ٹوٹل جتنی پرائیویٹائزیشن مسٹر سپیکر ہوئی ہے آپ نکال کر دیکھ لیں۔ اس پر تو debate بھی ہونی چاہیے۔ کہ total privatizationکے 10% کیے مگر جب 2008ء کی حکومت آئی اور وہاں پرائیویٹائزیشن کا ذکر ہوا تو ساری کیبنٹ کھڑی ہوگئی ساری پارٹی کھڑی ہوگئی ہماری CEC کھڑی ہوگئی۔ کہ اب تو پرائیوٹائزیشن ختم ہوگیا، دنیا میں change آرہا ہے۔ دنیا change ہورہی ہے آپ ختم کریں اس کو۔ اور ہم نے share کو introduce کیا۔ کہ مزدوروں کو شیئر دیا جائے 12%۔ اور وہ ادارے کے 12% shareholder ہوں اور پھر اپنے اداروں کو چلائیں، اپنی پراپرٹی سمجھ کر چلائیں۔ 89 ادارے ہیں پاکستان میں، پی آئی اے، بینک وغیرہ، اب بہت کو ملتا ہے بہت کو نہیں ملتا۔ کچھ بیٹھ کر چیخ رہے ہیں کچھ بیٹھ کر کہہ رہےہیں کہ ٹھیک ہے۔ مگر ہم نے privatize نہیں کیا۔ مسٹر سپیکر، آپ نے 95 کروڑ میں Heavy Electric Complex بیچ دیا۔ ایک کینیا کی کمپنی ہے جو راتوں رات بنائی گئی اور پھر ان کو privatize میں لے کر آگئے۔ بالکل یہ ایک کمپنی ہے امریکہ کی، جو well-reputed company ہے اس نے اشتہار دیا کہ یہ کمپنی ہماری نہیں ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا، وہ کمپنی بنی، اس کو 95 کروڑ میں sale کیا گیا۔ 25 کروڑ گورنمنٹ کو ملا، باقی ادھار پر آپ نے کہا کہ یہ اتنے مقروض تھے اس کو گورنمنٹ نے خود اپنے گلے میں ڈالا۔ ان کو 25 کروڑ میں ہم نے تقریباً 80 ایکڑ کی وہ Heavy Electrical Complex جو ٹیکسلا میں ہے وہ بیچ دی صرف 25 کروڑ میں۔ آپ کے reserve بڑھے ہیں اس طریقے سے۔ بڑے اچھے طریقے سے بڑھے ہیں۔ یہ اصل کمپنی کا اشتہار آیا تھا۔ اور اس کمپنی کو Kargil کمپنی کا نام دیا گیا تو اس کو دے دیا گیا۔ مسٹر سپیکر یہ ملک ہمارا ہے۔ ایسا نہ کہ ہم اس ملک کے ساتھ اتنی بے دردی کے ساتھ، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی priorities ہونگی۔ میں depth میں نہیں آنا چاہتا۔ میں وہ چیزیں نہیں کہنا چاہتا۔ مگر یہ کچھ اس ملک کے ساتھ، جہاں ہم ریاست بچانے کی بات کرتے ہیں۔ جہاں ہم پاکستان کو بچانے کی بات کرتے ہیں، وہاں جب یہ چیزیں ہوتی ہیں تو تکلیف ہوتی ہے۔ دکھ ہوتا ہے کہ اس ملک میں غریب مزدور جن کو دو وقت کی روٹی نہیں ملتی۔ ان کو نکال کر پھینک رہے ہیں۔ جب ہم خود کہتے ہیں کہ ہمارا ملک بے روزگاری کے طوفان میں پھنسا ہوا ہے۔ یہاں پر کسان کی بات کی

جاتی ہے، مزدور کی بات کی جاتی ہے، غریب عوام کی بات کی جاتی ہے۔ یہ غریب عوام کا تو ہم نے فیشن ڈال دیا ہے۔ اللہ بھٹو شہید کو جنت میں جگہ دے، اس نے غریب کی بات کی،اب ہر آدمی ہر سیاستدان اٹھتا ہے اور کہتا ہے میرا غریب، میرا غریب اور میرا غریب، خود غریبوں کےلئے کچھ نہیں کرنا۔ نام غریب کا کام اپنا،یہ ایک فیشن بن گیا ہے۔ایک اچھی بات appreciate بھی کرنا چاہیے کہ ڈار صاحب نے کہا تھا کہ اب کوئی منی بجٹ نہیں ہوگا ہم نے بڑی thumping کی تھی، ہم نے بڑی thumping کی تھی مگر آج میں ایک suggestion دوں گا۔ فنانس بل میں میری request ہے۔ ہم نے بڑی thumping کی، ہم نے بڑی thumping کی تھی۔ مگر آج میں ایک suggestion دوں گا۔ Finance Bill میں میری request ہے کہ آپ amendment کریں Finance Minister کہ سال میں چار بجٹ ہوں گے۔ کم سے کم ہم اس شرمندگی سے تو بچ جائیں کہ ہر مہینے میں ایک بجٹ آ جاتا ہے، ٹیکس بڑھ جاتا ہے۔ میں آپ کو گنواتا ہوں کہ کیسے کیسے ٹیکس پڑے۔ 30.12.2014 کو Sales Tax Increased on petrol, diesel and kerosene oil سترہ سے بائیس پرسنٹ، حالات تھے ڈال دیا۔ کم سے کم پارلیمنٹ میں آنا چاہئے۔31-1-2015 کو Sales Tax Increased on petrol, diesel and kerosene oil پھر بائیس سے ستائیس پرسنٹ، میرے پاس اٹھارہ، انیس پڑی ہیں اس دوسال میں دسمبر 2014 سے لے کے، بیس کے قریب ہم یہ ٹیکسز ڈالتے گئے۔ اور میں ٹائم ضائع نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ میں ایک ایک کو پڑھوں تو ٹائم ضائع ہوگا۔ آپ نے بیس مرتبہ اس ہاؤس کو، یہ ہاؤس کی تذلیل ہے۔ اس ہاؤس کو آپ undermine کر رہے ہیں۔ اس پہ اعتماد کریں اور اس کو اعتماد میں لیں۔ اگر آپ نے کوئی ٹیکس ڈالنا ہے، کوئی reform کرنا ہے تو چلو لے آئیں ادھر اور پھر ہم اس پارلیمنٹ میں بیٹھ کے، بحث کر کے،آپ کو اکثریت ہے آپ پاس کر سکتے ہیں۔ مگر ہم اس پہ خوش تو ہوں گے کہ چلو جی سال میں ایک دفعہ بجٹ آتا ہے، ٹیکسز بڑھتے ہیں اور پھر جب حکومت کو ضرورت پڑتی ہے تو ہاؤس میں آ جاتا ہے۔ اب جیسے GIDC آیا، کتنی بحث ہوئی اور آخر میں آپ نے پاس کر لیا۔ آپ نے اس لئے پاس کیا کہ کوٹ نے کہا آپ کو، ورنہ وہ پاس آپ نہ کرتے اور ادھر نہ لاتے۔ آپ کو کورٹ نے کہا کہ پہلے یہ دونوں ایوانوں سے آیا ہے، سینیٹ سے ہو کے، آپ

اس کو واپس لے جائیں، آپ پارلیمنٹ سے پاس کرائیں تب ضرورت پڑی۔ آپ یہاں پہ آئے۔ ورنہ آپ نہ آتے۔ مگر اس کے باوجود آپ نے دیکھا کہ پارلیمنٹ نے آپ کو پاس کر کے دیا۔

تو پارلیمنٹ پہ اعتماد کریں، پارلیمنٹ پہ یقین کریں کہ ہم اپنے جو ریاست کے ایشوز ہیں جب آپ بتائیں کہ یہ مجبوری ہے، یہ خزانہ خالی ہو رہا ہے، یہ نقصان ہو رہا ہے اور اس سے ملک کو تباہی ہو جائے گے۔ تو کون سا پاکستانی ہے کہ جو کہے گا کہ تباہی ہو جائے۔ تو مسٹر سپیکر! میں کوشش کر رہا ہوں کہ جلدی جلدی، کو شش کر رہا ہوں۔ آپ نے جب ٹیکس وصولی کے ہدف 28.1 billion رکھا، trillion رکھا تھا۔ 2.81 trillion یعنی 2800 کے قریب آپ نے، تو اس وقت ہم نے آپ کو کہا تھا، یہ میری بات غور سے ایوان بھی سن لے، معزز ایوان کے ممبران بھی اور میرے منسٹر صاحب بھی، تو اس وقت میں نے تقریر میں کہا تھا کہ دیکھیں جی آپ جب یہ ہدف رکھتے ہیں تو اس ہدف کو صوبے اپنے بجٹ اس ہدف کے مطابق بناتے ہیں۔ اور آپ کے اس ہدف کو جب آپ پورا نہ کر سکیں گے تو پھر صوبوں کے اس بجٹ کا جو مسئلہ ہے وہ بڑا disturb ہو جائے گا اور پھر ان کومشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ نے کہا نہیں ہم ہدف پورا کریں گے۔ Very good بہت اچھی بات ہے کہ اگر ٹیکس دینا اس ملک کے لوگوں کو اللہ عادت بنادےاور وہ ٹیکس دینا شروع کریں تو یہ کوئی مشکل نہیں ہے جو آپ ٹارگٹ رکھتے ہیں۔ مگر ہم ٹیکس کے عادی نہیں ہیں۔ ایک ہزار گز کا بنگلہ ہے اور ٹیکس دینا نہیں ہے، لینڈ کروزر میں گھومتے ہیں اور ٹیکس دینا نہیں ہے۔ مگر میں اس بحث میں نہیں جاتا۔ جب آپ نے یہ ٹارگٹ رکھا اور پھر آپ نے revise کیا۔ 2.75 trillion کا رکھ لیا، کم کر دیا۔ 2.7 second time. Third time 2.691 چوتھا ٹارگٹ آپ نے رکھا ہے 2.605 آخری، چلو تین، چلوتین، بحث میں کیا ہے۔ آپ نے اندازہ کر لیں کہ دو سو بلین کا جب آپ ٹارگٹ نہ پورا کر سکے، ابھی بھی تیس اپریل تک آپ کا ٹارگٹ 197 کے قریب پورا ہو ا ہے۔ ابھی بھی آپ کو تقریباً سوا چھ سو، چھ سو پچیس بلین کی ضرورت ہے اس دو مہینے میں اور میں دعا کرتا ہوں، چونکہ اپوزیشن جو ہے یہ نہیں سوچتی نہیں کہ نہیں پاکستان کا ٹارگٹ پورا نہ ہو اور یہ آپ کا failure نہیں ہو گا یہ میرے کسان کو میرے مزدور کر میرے تنخواداروں کو میرے مڈل کلاس کے لوگوں کو غریبوں کو، یہ ان کو نقصان ہو گا۔ہم کہیں کہ آپ کا ٹارگٹ پورا ہو۔ ہم بدخواہ

نہیں ہوں گے۔ مگر آپ اپنی governance کی جو بات کرتے ہیں آپ اچھی باتیں کرتے ہیں۔ اللہ نے آپ کو اتنی بڑی قوت دی ہے کہ آپ دعائیں پڑھتے رہتے ہیں۔ تو آپ کی زبان میں اتنی طاقت ضرور ہے کہ یہ چیزیں آپ کہہ جاتے ہیں مگر پوری نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ ایف بی آر نے آج تک ایک سو پچاس بلین لوگوں کے returns روکے ہوئے ہیں۔ایک سو پچاس refunds روکے ہوئے ہیں۔ وہ بھی اسی کھاتے میں ہیں۔

تو مسٹر سپیکر! میں اپنا موازنہ دے رہا ہوں، اپنی حکومت کا کہ جب ہم آئے اور اس کی گواہی میں آپ سے ہی لوں گا کہ ایک ہزار آٹھ بلین کا ہمیں revenue target ملا تھا اس وقت 2007-2008 میں اور جب ہم گئے تو آپ کو 1946 million دے گئے، تقریباً hundred percent اضافہ کر کے آپ کو دے گئے اور آپ کہتے ہیں کہ ہماری حکومت نے آپ کو خزانہ خالی دے دیا۔ دیکھیں میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ جو ٹیکس جب بھی آپ زیادہ کسی چیز پہ، یہاں پہ ظلم یہ ہے کہ چونکہ ہم نئے tax payers پیدا نہیں کرتے۔ ان سے میں نے جیسے پہلے کہا ہم پیسے نہیں لیتے۔ تو ایک tax payer ہے، ایک چیز پہ ٹیکس ہے۔ اس پہ ٹیکس لگاتے جاتے، لگاتے جاتے ہیں۔ اس کا فائدہ کیا ہوتا ہے نقصان کیا ہوتا ہے کہ پھر سمگلنگ میں اضافہ ہو جاتا ہے اور آپ کی سمگلنگ بڑھ جاتی ہے۔ آپ کو ٹیکس کا وہ ٹارگٹ پورا نہیں ہوتا۔ یہ وجہ ہے کہ جو آپ نے 2.81 trillion کا بجٹ رکھا تھا اور اب آپ چھبیس پہ بھی پورا نہیں آ سکتے۔ وہ آپ پورا نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے۔ آپ نے poultry feed پہ دس پرسنٹ ٹیکس لگا دیا۔ اب poultry feed پہ ٹیکس لگانے کا، کیا جو poultry مالکان ہیں وہ اپنے گھر سے وہ دس پرسنٹ ٹیکس دیں گے۔ سستا سے سستا گوشت یہی ہے پولٹری کا، اس پہ اگر آپ ٹیکس لگائیں گے تو وہ تو مسٹر سپیکر! عوام سے لیں گے، غریب آدمی سے لیں گے۔ تو جو direct آپ نے عوام کے اوپر ٹیکس ڈالا ہے دس پرسنٹ اور چھوٹے دکاندار ہیں اور دوسرے، بہت سی لسٹ لمبی ہے۔ ٹیکس چھوٹ کس کو دی ہے۔ جہازوں کے پرزوں پہ اور جہازوں پہ۔ ابھی ہماری قوت نہیں ہے کسی کی کہ وہ جہاز لے آئے۔ یہ تو پتہ نہیں کس کو آپ نےچھوٹ دی ہے۔ نہیں نہیں آپ نے نہیں دینے ہیں۔ پی آئی اے نہیں ہے بلکہ اور بھی ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کے آج کل بڑے جہاز ہیں۔ آج کل تو جہاز سستے ہو گئے ہیں باہر اور دو

کروڑ تین کروڑ میں جہاز ملتا ہے۔ ابھی تو فاروق ستار بھائی بھی کہتا ہے کہ ٹیکس فری ہو گیا ہے جہاز لے آؤ۔ تو جہازوں پہ چھوٹ، پولٹری پہ دس پرسنٹ،غریب پہ ٹیکس اور امیر کو چھوٹ، کمال ہے۔ بڑی گاڑیوں پہ ٹیکس چھوٹ۔

جناب آپ نے کہا ہے۔ انشاء اللہ نکال دیں گے آپ، انشاء اللہ، انشاء اللہ، چلو کوئی بات تو میری ابھی آپ نے مان لی۔ یہ خوش خبری ہے کہ بڑی گاڑیوں پہ چھوٹ نہیں ہے چھوٹی گاڑیوں پہ چھوٹ ہو گی۔ ایک آپ نے بات کی تھی۔ میں بڑا خوش ہوا تھا اور میں نے statement بھی دی تھی، آپ کو یاد ہو گا۔ آپ نے کہا تھا کہ ایف بی آر کو خودمختار غیر سیاسی ادارہ بنایا جائے گا۔ مسٹر سپیکر! ہم بہت خوش ہوئے تھے اور ہمیں آج اس Floor of the House پہ اپوزیشن کی طرف سے بغیر پوچھے آپ کو commitment دیتاہوں کہ ہم اس کو بالکل unanimously pass کر دیں گے جیسے ہم نے الیکشن کمیشن کو پارلیمنٹ کےunder کر دیا ہے، نیب کو پارلیمنٹ کےunder کر دیا ہے۔ اگر آپ کل بل لائیں، فنانس بل میں لائیں جس میں لائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ایف بی آر کو آپ غیر سیاسی بنا دیں اور یہی پرابلم ہے آپ کا tax recover نہیں ہونے کا کہ چاہے وہ ہماری حکومت ہو چاہے آپ کی حکومت ہو چاہے (ق) کی حکومت ہو چاہے کوئی ڈکٹیٹر ہو وہ ایف بی آر کےاوپر اپنا کنٹرول چاہتاہے۔اسی طریقے سے وہ اپنے راستے open کرتےہیں اور جتنے بزنس مین ہوتےہیں، cartels ہوتےہیں، بڑی بلائیں ہوتی ہیں ان سے رابطے ہوتےہیں، ان سے financing ملتی ہے، ان کو exploit کرتےہیں اپنے لئے استعمال کرتےہیں۔ یہ اگر آپ لے آتےہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہوگا اور آپ کا تاریخ ایک بہت بڑا نام ہوگا کہ جو آپ کچھ کہا وہ آپ نے کر کے دکھایا۔

مسٹر سپیکر ! میں GDP growth کی بات کروں گا۔ پچھلے سالGDP growth کا ٹارگٹ پورا کر نے میں آپ ناکام رہے کیوں کہ آپ نے GDP growth کا ٹارگٹ 5.1 دیا تھا اور آپ نے recover کیا ہے، آپ نے ٹارگٹ کو پورا نہ کرنے اورآپ نے 4.2 پہ ٹارگٹ کو روکا ہےzero two نو فیصد دس فیصد کا فرق آگیا ہے، آپ نے تارگٹ دیا اور اس میں آپ کی مکمل ناکامی نظر آتی ہے۔ 2013 اور 2014 میں 4.4 تھا وہاں بھی آپ نے 4.03 کیا،اس سال 4.02

ہے۔ مسٹر سپیکر ابھی اس GDP growth میں تین چیزیں count ہوتی ہیں کہ ایک ایگریکلچر، ایک انڈسٹری اور ایک سروسز ' تین چیزیں countہوتی ہیں اور تینوں ہی چیزوں میں آپ ڈاؤن گئے۔ آپ کا agriculturalمیں historic downfall ہوا ہے۔ 0.3 پہ آپ آئے ہیں۔ جہاں پر 65 فیصد آپ کی growth ہوتی ہےا ور 44 فیصد لوگ اس پہ depend کرتےہیں، جو مزور ہیں 'ایگریکلچر پہ ' وہاں خطرناک حدتک آپ نیچے آئے۔اس کی reason بھی میں بیان کروں گااور آپ 20 فیصد سروسز میں جاتےہیں، 36 فیصد آپ انڈسٹریز میں جاتےہیں اور 20 فیصد آپ سروسز میں جاتےہیں، انڈسٹریز کی growth بھی آپ کی کم ہوئی۔آپ نے اشتہارات دئے۔ یہ چیزیں کہیں نہ کہیں چھپتی نہیں ہیں۔ آپ نے کہا کہ ہم نے انڈسٹری کو بجلی مسلسل دے دی اور آپ کے بڑے اشتہارات آئے۔ آپ نے بھی دیکھے ہوں گےکہ بڑے اشتہارات آئے۔ پاکستان کے industrial zonesکو اب بجلی کا فقدان نہیں ہوگا، ان کی لوڈشیڈنگ نہیں ہوگی اور وہاں لوڈشیڈنگ ' مسٹر سپیکر یہاں سے اندازہ کر لیں کہ اس سال آپ کا جنریٹرآیا ہے وہ چھبیس فیصد کا جو ٹارگٹ ہے جو اگلے سال کےمقابلے میں زیادہ آیا ہے 1.2بلین کےآپ کےجنریٹر آئے۔اگر وہ 1.2 کےجنریٹر آئےہیں تو پھر بجلی کی انڈسٹری کی لوڈشیڈنگ بات کر رہے تے کہیں نہیں ہوگی وہ کیوں ہوئی اور انڈسٹریز کی growth down کیوں ہوئی۔

مسٹر سپیکر! یہ چیزیں ہم اگر دیکھیں کہ اس خطے کےاندر ہماری position growth میں کیا ہے۔ میں وہ بھی اس ایوان کو بتانا چاہتاہوں کہ ہمارا neighbouring country ہے Indiaاس کی 7.5 ہے، نیپال کی 5، سری لنکا 6.9، بنگلہ دیش 5.6،افغانستان 2.5 اور پاکستان 4.02 ہے۔ ہم second lowest ہیں۔ تو یہ ساری باتیں جو ہم کرتےہیں یہ کس خیال میں کرتےہیں کون سی سوچ کےمطابق کرتے ہیں، پھر ہم نے کون سے اپنے اہداف پورے کئے۔ایگریکلچر میں ہم نے کیا ریلیف دیا۔

مسٹر سپیکر ! کیوں نہ ہم ڈاؤن جائیں۔ ہم نے ایگریکلچر کو کیا ریلیف دیا ' کیا کھاد میں ریلیف دیا ہے، اس بجٹ میں بھی نہیں دیا۔ کیا ہم نے بجلی میں کوئی ریلیف دیا ہے، بالکل نہیں دیا ہے۔ ہم نے pesticides کو کوئی ریلیف دیا ہے، نہیں دیا ہے' سبسڈی دی اور وہ بھی آپ نے ختم کر دی۔

آپ کا اس سال کا ٹارگٹ 3.3 تھا اور آپ نے 2.8 کے قریب اس کوachieve کیا ہے۔ آپ 0.5 فیصد target achieveکرنے میں ناکام رہے۔

جیسے میں نے کہا تھا کہ ملک کے سارے سسٹم میں زراعت جو expenditure پہ protect کرتی ہے جو وہ دیتی ہے وہ اکیس فیصد ہےمگر آپ زراعت کےساتھ کیا کر رہےہیں۔ ہم جب آئے تھے۔ آپ بھی اس وقت تھے۔ ہم نے 2008 میں باہرسے کالی گندم منگوائی تھی، جانوروں والی ' وہ ہم نے import کی تھی مگر الحمد للہ 2011 میں ہم نے گندم ایکسپورٹ کی اور last year آپ نےا یک ایک اور ظلم کسا ن پہ کیا کہ آپ نے allow کر دیا، آپ نے گندم کو import کرنے کےلئے اور وہ third rate گندم آئی اور کراچی میں بکی اور ہماری گندم کو اٹھانے والا نہیں تھا۔ پاکستان کے کسانوں کی گندم کو اٹھانے والا کوئی نہیں تھا۔ اس ملک کےکسانوں نے کیا قصور کیا ہے۔ یہ Pakistan agro-based country ہے۔یہ کوئی ایسی انڈسٹری نہیں ہے جویہاں پہ جہاز بناتے ہیں۔ یہاں کوئی بڑے بڑے کارخانے ہمارےہیں۔ ہم agro based ہیں۔ اگر ہماری base ہی کمزور ہوگی، ایگریکلچر کمزور ہو جائے گی، ختم ہوجائے گی، رک جائے گی، کیسے کسان ترقی کرے۔ گنے کی قیمت نہیں، گندم کی قیمت نہیں، maze کی قیمت نہیں، لوگ آلو پھینک رہے ہیں اور کوئی لینے والا نہیں ہے۔ آپ نے کہاتھا کہ ہم مارچ میں آلو پہ ڈیوٹی ختم کریں گے اور وہ آپ نے نہیں کی، import کی ' بڑھا دیں گے، آپ import پہ روک دیں گے، بڑھا دیں گے۔

چاول جو سب سے بڑی crop ہے اس میں آپ نے بڑی سخاوت کی ہے اور میں اس ہاؤس کی طر ف سے appreciate کرتاہوں۔ چاول کے growers کو آپ نے جو بڑی سپورٹ دی ہے اس کو میں appreciate کرتاہوں کہ 0.2 فیصد جو اس کا ٹیکس ہے اس کو آپ نے معاف کر دیا۔ یہ سخاوت تو حاتم طائی کو بھی مار گئی۔ جہاں پر آپ کے agriculture class کے لوگ بیٹھے ہیں وہ مقروض ہو چکےہیں، ان کی دھان پڑی ہوئی ہے۔ ہمارے زمانے میں یہ چیزیں آئی تھیں۔ ہم PASSCOکو لے کر آئے ہم نے کہا لے لو کسان کو بھوکا مت مارو لے لو دھان ان کا خود حکومت اس کو دیکھے گی نقصان ہو گا، پاکستان کی قوم زندہ ہو گی کسان زندہ ہو گا تو پاکستان بھی چلے گا آپ اپنے اس دھان کے جو ایکسپورٹ اب تک نہیں ہو رہی حکومت لینے کے لیے تیار نہیں ہے کوئی

فیصلہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے مگر ایک فیصلہ آپ نے کر دیا سلام ہے کہ آپ نے حاتم طائی کو بھی مار دیا point zero two percentآپ نے ٹیکس میں چھوٹ دے دی کہ نہیں اپ سے لیں گے۔ کمال ہے ڈار صاحب آپ کو یہ سارے چاول لینے چاہئیں کسان کو بچائیں۔

ہمارے زمانے میں یہاں پر جہاں پر آپ کے حکومت طرف لوگ بیٹھے ہیں پانچ سال میں کسان اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا ہم نے قیمتیں دیں۔ ہاں انٹرنیشنل مارکیٹ کا بڑا رول ہوتا ہے کاٹن میں شوگر کین کی قیمتیں دیں کاٹن میں قیمتیں ملیں گندم میں ملی آلو میں کسان خوشحال ہو گیا آپ کے آتے ہی تباہی بربادی، agricultureاپنے پاؤں سے کیا نیچے بیٹھ چکی ہے یہ سارے سفید پوش ہوگ ہیں یہ اپنی عزتیں بیچ چکے ہیں اقرباء کی یہ پراپرٹیاں ہیں کیسے بیچیں اگر آج بھی ان کا بس چلے تو یہ بیچ کر جان چھڑائیں مگر آپ یاد رکھ لیں جس ملک کیfood basketختم ہو جاتی ہے وہ ملک تباہ ہو جاتے ہیں یہ انڈسٹریز نہیں بچا سکتی ہمیں کسی کو۔ کسی ملک کا loan چالیس پینتالیس بلین ڈالرز نہیں بچا سکتا قرضے پر قومیں زندہ نہیں رہتی وہ قوم زندہ رہتی ہے جو قوم اپنے پاؤں پر کھڑی ہوتی ہے وہ قوم کبھی بھی زندہ نہیں رہ سکتی جس کا ہاتھ پھیلا ہوا ہوتا ہے وہ قوم زندہ رہ سکتی ہے جس کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور دیتا ہے وہ قوم زندہ رہ سکتی ہے، اور وہ کسان جو طوفانوں میں تباہیوں میں سیلابوں میں گرمیوں میں سردیوں میں ایک جوڑے پر کھڑے ہو کر سردی اور گرمی میں بیچارہ ہل دیتا ہے اور اپنا پھل پیدا کر کے ہم تک پہنچاتا ہے اور ہم فائیو سٹار ہوٹل اور فور سٹار ہوٹل میں دعوتوں میں انہی کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو کھاتے ہیں مگر اس کا احساس نہیں ہوتا کہ یہ جو روٹی ہم کھاتے ہیں سیرینا میں کھاتے ہیں یا ہم PCمیں کھاتے ہیں یہ کسی کسان نے پیدا کی ہو گی مگر جب اس کی باری ہوتی ہے تو ہم اس کے لیے سوچنے کے لیے بھی تیار نہیں جناب سپیکر۔

آج آپ کی کس چیز میں قیمتیں بہتر ہیں کیوں اس سیکٹر کو آپ تباہ کر رہے ہیں یہ سیکٹر تباہ ہو گیا تو ریاست کو نقصان پہنچے گا تو اپ اس میں ایگریکلچر کو priorityدیں کھاد ہمارے زمانے میں جناب سپیکر! میں پھر اپنی بات کرتا ہوں ہمارے زمانے میں2010میں خطرناک سیلاب آیا کوہستان سے لے کر، گلگت بلتستان سے لے کر خیبر سے لے کر کراچی تک، کراچی سے لے کر بلوچستان تک سارا پاکستان ڈوب چکا تھا ختم ہو چکا تھا ٹریلین کا نقصان ہو چکا تھا مگر ہم نے agriculture classکو

ڈوبنے نہیں دیا ہم نے اس 2010میں بھی bumper cropلیا او ر قوم کو import کر کے روٹی نہیں کھلائی ہم نے ان تباہیوں کے باوجود، سیلاب کی تباہیوں کے باوجود، 2011کی تباہیوں کے باوجود، دہشت گردی کے باوجود ہم نے agricultureکو اس طریقے سے مضبوط تھام کے رکھا کہ اس agricultureنے ہمیں بھی با عزت طریقے سے آزاد کیا، بحال کیا۔

جناب سپیکر! اس لیے میری گزارش ہے کہ agricultureجو ہے زراعت جو ہے وہ ہماری ریڑھ کی ہڈی کے برابر ہے جس شخص کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے وہ صدیوں تک چل نہیں سکتا، وہ چل نہیں سکتا جس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے اور یہ اگر ہماری ہڈی ٹوٹ گئی تو ہم زندگی بھر اٹھ نہیں سکیں گے۔ ہم محتاج اور معذور ہر جائیں گے، ہم کینیا کی طرح اور دوسرے افریقن غریب ملکوں کی طرح ہم بھکاری ہو جائیں گے۔ آسمان سے آٹا اور روٹی پھینکی جائے گی۔ اس سے بچو agricultural crops کو آپ undermine نہ کرو۔ میں انڈسٹری کی بات نہیں کرتا میں نہیں کہتا کہ آپ انڈسٹری کو توجہ دیں یا نہیں۔ وہ بھی چیخ رہے ہیں آج وہ بھی رو رہے ہیں سیالکوٹ میں بھی زیرو ایکسپورٹ کا ڈے منایا جاتا ہے کہ ایکسپورٹ نہیں ہوتی وہ بھی چیخ رہے ہیں وہ بھی ہماری ترقی کا حصہ ہیں وہ بھی ہماری growth کا حصہ ہے مگر میں سمجھتا ہوں اور میری بات آج آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی اور جب یہاں آپ ہوں گے تو پھر آپ کو اچھی طرح سمجھ میں آئے گی۔ مگر جب ہم وہاں بیٹھے ہوتے تھے تو آپ کی بات ہمیں سمجھ میں آتی تھی۔

جناب سپیکر! یہ کہا جاتا ہے کہ آپ لوگ اپنے زمانے میں کیا کہتے تھے۔ یہ اس سے related نہیں ہے مگر ایک بات چلتے چلتے ذہن میں آ گئی اور آپ کی واہ واہ پر کہ اس ہاؤس نے 137 قانون پاس کیے ایکٹ پاس کیے تین چارConstitutional Amendments پاس کیں۔ کبھی بھی ہم نے اپوزیشن کےاعتماد کے بغیر کوئی ایک بھی قانون یہاں پاس کیا ہو تو میں جرمانہ دینے کے لیے تیار ہوں۔ ایک مرتبہ ہوا تھا جس کی میں نے زاہد حامد صاحب سے معافی مانگی تھی اور اس وقت میں باہر نکل گیا تھا۔ ہماری گورنمنٹ نے کبھی بھی اور جیسے ہی سٹینڈنگ کمیٹی سے بل آتا تھا میں یا نوید قمر صاحب زاہد حامد صاحب کے ہاتھ میں دیتے تھے کہ یار یہ بل ہے مہربانی کر کے اس کو دیکھ لو اور اس کو پاس کرنا ہے کیا کرنا ہے amendment کر کے بتاؤ۔ وہ آج ادھر نہیں ہیں۔ وہ

اٹھ کر گواہی دیں گے۔ ہم نے اس پارلیمنٹ کو اس طریقے سے stand کیا۔ ہم نے کہا کہ جس ملک کا قانون متفقہ نہیں ہو گا اور جس قانون میں تضاد ہو گا لڑائی ہو گی وہ قانون چل نہیں سکتا۔ ہم نے کہا جب تک اپوزیشن کی سوچ کیونکہ آج کی اپوزیشن کل کی گورنمنٹ بنتی ہے۔ ان کی سوچ مثبت ہو گی۔ ان کی سوچ negative نہیں ہو گی۔ اس spirit کے ساتھ ہم نے اپنے سسٹم کو چلایا جناب سپیکر۔

میں زراعت کی بات کر رہا ہوں کہ زراعت کی جو آج کی قیمتیں ہیں کاٹن پر خرچہ یہagriculture class کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھ لیں کہ ایک من کے اوپر averagely تین ہزار کے اوپر خرچہ آتا ہے۔ ایک من کاٹن کے اوپر۔ اگر وہ آپ کو 2500 ملی تھی تو مجھے خوشی ہوئی تھی کہ جب ڈار صاحب نے علان کیا تھا کہ ہم دو لاکھ bale یا ایک ملین تھی کہا کہ ہم لیں گے۔ جناب 35000 bales لے لی اور کہا کہ کیونکہ اس سے grower کو فائدہ نہیں جائے یہ کاٹن ملوں کو جائے گا۔ان بیچا کی کاٹن 2500 روپے 2400 روپے میں گئی ہے۔ 3500 کا کہا ہے لیکن 3500 نہیں لیتے۔ چلو دھان کے لیے توTCP کو آج حکم دے دیں کہ دھان لے یہ۔ باسمتی چاول لے۔ ہمارا باسمتی چاول پوری دنیا میں جاتا ہے۔ خوشبودار چاول ہے۔ ایران لیتا ہے دنیا لیتی ہے سعودیہ لیتا ہے۔ آج آرڈر دے دیں TCP کہ بھئی لے لیں آپ باسمتی چاول ایری چاول لے لیں۔ آپ کچھ تو دیں غریب کسان کو۔ اس سے روٹی آپ نہ چھینیں۔ آج یوریا کی قیمت 1817 روپے میرے حساب میں ہے۔ یوریا کی جتنی بھی فیکٹریز ہیں ان کو سبسڈی پر گیس دیتے ہیں اپنا پیٹ کاٹ کر ان کو گیس دیتے ہیں۔ 1817 روپے میں جب 2011 اور 2012 میں 1300 روپے تھی اور قیمتیں 5500 اور 900 اور 1100 یہ قیمتیں تھیں۔ تو ان چیزوں پر آپ توجہ دیں۔ جیسے میں نے آپ سے کہا تھا کہ جو Economic Survey کے مطابق جو آپ کی total important crop ہے تو اس کا 0.3%آپ کو بتایا ہے تو یہ اس سے لیا گیا ہے۔ آپ بھی مجھ سے agree کریں گے کہ جس ملک کی agriculture growth کا یہ حشر ہو جائے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ Cotton اس سال bumper crop ہوئی تھی، 7.4 آپ کی growth ہوئی تھی اور اس bumper کا ہم نے Dumper کر دیا، dumper کر دیا، ختم کر دیا، آپ یہ چیزیں

دیکھیں۔میں Industrial پیداوار میں کمی کی بات کروں گا کہ جس پر بہت شور ہوتا ہے کہ انڈسٹری، میں نے ابھی اپنی تقریر میں کہا کہ وہ بیچارے بھی عذاب میں ہیں اور وہ ان کا بھی حشر خراب ہے۔ آپ نے target رکھا .6.8, may be I am wrong, may be I am wrong اور آپ نے اس کو achieve کیا 3.6 اور 3.2 کا آپ نے short fall دیا اور پھر کون سی ہم نے ترقی کی ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میں نے کہا تھا کہ میں آپ کو یہ اشتہار دکھا دوں گا اور آپ یہ اشتہار دیکھ لیں۔ صنعتوں کے لیے بجلی کا لگاتار، بڑھے گا کاروبار، ملے گا روزگار۔ اشتہار میں ہے کہ بجلی کی پیداوار میں recordاضافہ اپریل 2015 سے 25 مئی 2015 تک صنعتوں کے لیے اٹھارہ گھنٹے بجلی کی فراہمی،ایک بار پھر 25 مئی 2015 سے صنعتوں کی load shedding کا خاتمہ،یہ خاتمہ ہے کہ یہ 6.8 سے آپ 3.6 پر آئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہم نے جو Budget بنایاتھا وہ perception پر بنایا تھا۔ جیسے ابھی میں نے اشتہار کی بات کی تو اس کے ساتھ ہی توانائی کی بات کرتا چلوں۔ جیسے میں نے آپ کو نندی پور کا بتایا، solar power کا بتایا، solar power کی جو بجلی کا unit average پڑ رہا ہے وہ 32 روپے فی unit ہے، یہ unit مہنگا ترین ہے۔ اب مجھے ڈر ہے کہ آگے چل کر نندی پور کی طرح یہ بھی بند ہو جائے گا۔ جناب سپیکر ! 47 Mega Watt Guddu Plant ہے، وہ بھی ابھی startنہیں ہو رہا اور ابھی technically رکا ہوا ہے۔ 410 Mega Watt Uch ہے اور وہ بھی بند، وہ بھی رکا ہوا ہے اور گڈانی کا میں پہلے ہی آپ سے ذکر کر چکا ہوں۔ یہ میں وہ باتیں کر رہا ہوں جو facts and figures پر ہیں، میں اس august House میں وہ بات نہیں کرنا چاہتا جس سے میں point scoring کروں اور galleryسے کھیلوں، میں تو وہ بات کرنا چاہتا ہوں جو اس ملک میں practically نظر آتا ہے۔

آج ملک میں averagely بارہ گھنٹے load shedding ہے، گاؤں میں اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے load shedding ہے، کہیں پر بیس گھنٹے ہے۔ تو ہم لوگ کیسے اس بات پر یقین کریں کہ وہ حکومت جو ماضی میں پنکھا لے کر مینار پاکستان پر بیٹھ کر پنکھا جھولتی تھی۔پرانے زمانے میں ایک گانا تھا کہ (سندھی) اس کا معنی یہ ہے کہ بھنبھور شہر ہے اس میں بلوچ صاحب ہمارے منسٹر صاحب ہیں ان

کو پتا ہے کہ بھنبھور میں ایک کہانی ہے کہ اس کا دوست اس کے پاس آتا ہے اور گرمی ہے اور وہ کہتی ہے کہ اس گرمی میں تو رہ جا اور یہ پنکھا میں چلاؤں گی اور تو اس میں رہ جا۔ تو وہ مینار پاکستان میں کہا گیا کہ (سندھی)، یہ تو ہم نے دیکھا۔ کدھر گیا پنکھا اور اب کیوں نہیں ہوتا، اسی کوdemocracy کہتے ہیں کہ پنجاب کا وزیراعلیٰ، میرا بھائی، میرا دوست کھڑا ہو جاتا کہ یہ کیا ہے، یا تو میرے دوست کہہ دیں کہ ہاں جی load shedding ختم ہے اور بالکل zero ہو گئی ہے۔

(مداخلت)

سید خورشید احمد شاہ: پنجاب میں ہو گئی ہے، very good بہت اچھی بات ہے۔ ہاں ایک کام آپ نے ایسا کر دیا، آپ لوگوں پر کمال ہے کیونکہ شہباز شریف صاحب نے کہا کہ میں نے یہ عادتیں ان میں ڈالی ہیں کہ باہر نکلو، roadپر نکلو، بس جلاؤ،train جلاؤ، گھیراؤ کرو، پکڑو، MNA کو مارو اور اب یہ ہلے ہوئے ہیں۔ اب انہیں عادتوں پر فیصل آباد کے لوگوں کے ہلے ہوئے تھے، وہ بے وقوف نکل پڑے اور ان لوگوں نے سمجھا کہ Peoples' Party کی گورنمنٹ ہے، یہ شریف لوگ ہیں، یہ کیا ہمیں ماریں گے۔ یہ نکلے نہیں ہیں اور ڈنڈے پڑے نہیں ہیں اور ایسے ڈنڈے پڑے ہیں کہ ابھی تک وہ کہتے ہیں کہ ہم نے پنکھا بھی خود ہی چلانا ہے اور ہمیں بخشو۔ اب آپ کے لوگ قابل نہیں ہیں کہ نکل کر دیکھیں اور ان کو پتا نہیں ہے کہ Peoples' Party اور PML(N) کے سیاسی culture میں کیا فرق ہے۔ ہم ڈنڈے کھاتے ہیں، گولیاں کھاتے ہیں اور سولی پر چڑھتے ہیں، مگر کسی اور کو تکلیف نہیں دیتے، کسی تکلیف دہ کو تکلیف نہیں دیتے، کوئی گرمی میں مر رہا ہے تو ہم اس کو تکلیف نہیں دیتے، ایک وہ گرمی میں مریں اور دوسرا ہم ان کو لاٹھیاں ماریں۔ ایک ہم ان کو gas نہ دیں اور پھر ہم ان کو اور ماریں۔ ایک ان کی روٹی نہ بنے اور پھر ہم ان کی روٹی کا نوالہ چھینیں، یہ ہم نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! ایسی ایسی باتیں دیکھنے میں آتی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ جس ملک میں بے روزگاری کا ہدف بڑھ جائے اس ملک میں اس قسم کی لاٹھیاں مارنا، بھوکے لوگوں کو بھوکا مارنا اور تنخواہوں کی بات کرو تو تنخواہ نہیں بڑھانا۔ تو بے روزگاری کے لیے کہا گیا کہ بے روزگاری کا ہدف چھ فیصد رہ گیا ہے اور 6.2 سے کم ہو کر 6 فیصد پر بے روزگاری آگئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے

حلقوں سے لوگ آپ کے پاس آتے ہی نہیں ہیں اور سب روزگار میں ہیں، آپ لوگ آرام سے ہیں اور بے روزگاری کا خاتمہ ہو چکا ہے اور کمال کی بات ہے مگر یہ خوش آئند بات ہے۔ اگر بے روزگاری کم ہوتی ہے تو یہ خوش آئند بات ہے، اچھی بات ہے، کون بدبخت کہے گا کہ کم ہوئی اور ہم کہیں کہ آپ کی کم نہیں ہوئی ہے، بڑھی ہوئی ہے، ہم تو جاتے ہیں اور کپڑے پھاڑ دیتے ہیں۔ مگر بے روزگاری کیسے ختم ہو گئی، آپ کی industrial growth کی خود contradiction ہے، industrial growth 3.6 کم ہو رہی ہے targetپورا نہیں ہو رہا ہے، agriculture کا target ختم ہو رہا ہے اور 0.3 پر آرہا ہے تو آپ کی بےروزگاری کی شرح کیسے کم ہو گی، میرا دل کیسے مانے اور میں کس طریقے سے اس چیز کو مانوں۔

کی میٹنگ میں وزیراعظم کو بے روزگاری میں بتایا National Economic Council گیا کہ 8.3 فیصد اضافہ ہوا ہے، جب وزیراعظم کی بریفنگ میں National Economic Council کی meeting میں یہ بتایا جائے اور پھر کہا جائے کہ 6.2 سے 6 ہو گیا ہے تو مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب زراعت 44 فیصد لوگوں کو رزگار دیتی ہے، Industry, 22 کو دیتی ہے، Service, 34 کو دیتی ہے تو پھر مجھے سمجھ میں نہیں آتاکہ آپ نے بے روزگاری کس جگہ سے، ابھی الحمدللہ یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ آنے والے وقت میں خدا کرے گا کہ ہمارا اقتصادی route ہے یہ بنے گا تو شاید دس بارہ سال کے اندر بے روزگاری ختم ہو جائے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہی طریقہ رہا، یہی agriculture کے ساتھ یا industry کے ساتھ یہی طریقہ آپ نے adopt کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بے روزگاری ختم نہیں ہو سکتی، مسائل بڑھتے جائیں گے، کرائم بڑھتا جائے گا، دہشت گردی بڑھتی جائے گی،بھائی بھائی سے لڑے گا۔بیٹا باپ سے لڑے گا۔یہ ایشوز بنتے جائیں گے اور بیروزگاری سے آپ کی صحت متاثر ہوگی۔آپ کی تعلیم متاثر ہوگی۔آپ خود پریشان ہوجائیں گے کہ کیا کرناچاہیے۔ایک چھوٹی سی بات نہیں ہوتی جناب سپیکر۔

اب میں سٹیٹ بینک کے مطابق، جو میں نے ابھی قرضوں کا اضافہ آپ کو بتایا ہے کہ جو ہمارے اوپر قرضہ ہے۔جناب سپیکر! 2013 میں جو ہمارے اوپر قرضہ تھا total GDP کا قرضہ تھا 60فیصد جناب سپیکر! آج total GDP کا 62فیصد ہے۔ چلو میں بحث نہیں کرتا۔ چلو 63 ہی

صحیح۔مگر 2013 تک تھا۔میں آپ کو لیکر آتاہوں آپ کی اپنی point پر مگر آج 62فیصد ہے۔جناب سپیکر! آپ کے Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act, 2015.یہ کہتا ہے۔

1st July 2003 and ending on the 30th June 2013, the total public debt at the end of the 10th fiscal year does not exceed 60 per cent of the estimated gross domestic product for that year and maintaining the total public debt. 2003 فیصد پر 63تک 2013 سے لیکر ہم تھے۔ 63.9پر بھی تھے۔64پر بھی تھے،65 فیصد پر بھی تھے۔مگر ہم نے violation نہیں کیا۔آپ نے violation کی ہے جب 61 فیصد پر آرہے تھے یا 62فیصد پر آرہے تھے۔اس پارلیمنٹ میں آنا تھا آپ کو۔اس پارلیمنٹ سے approval لینی تھی،اس پارلیمنٹ کو آپ کہتے۔اچھاڈار صاحب کہہ رہے ہیں کہ ابھی لاناہے۔مگر اس وقت آپ مانیں گے۔ 62پر ہیں تو آپ کو پارلیمنٹ 2013 تک ہمیں چھوٹ تھی۔ہم پارلیمنٹ میں نہیں آسکتے تھے۔مگر آپ کو یہ اجازت نہیں ہے قانون اور آئین سے ایک منٹ کی بھی اجازت نہیں ہے۔اگر کسی کو گولی ماردو کہہ دو کہ جی یہ تو 2000سال فلانے میں اس کی سزائے موت تھی،پھانسی نہیں تھی تو ہوسکتاہے۔ابھی آپ کو اجازت نہیں تھی۔اگر آپ کو اکثریت تھی آپ لیکر آتے۔کتنی خوشی ہوتی کہ اس پارلیمنٹ کی جو حیثیت ہے کتنا آپ strengthen کررہے ہیں جو قانون کے مطابق ہے اس کو آپ لیکر آتے۔اپنی غلطی کو مانیں argumentsنہیں ہوسکتی اس پر ڈار صاحب۔اس میں argumentہو ہی نہیں سکتی کہ ہم 65فیصدپر تھے۔مگر ہم قانون کے حد میں تھے۔ اب آپ کو بتاؤں گا کہ ہمارے زمانے میں قرضے کتنے تھے اور آپ نے قرضے کتنے لیے ہیں۔

آپ نے بالکل کہہ دیاتھا کہ میں نے کشکول توڑدیا۔آپ نے کہا تھا اپنے زمانے میں manifesto میں ہم کشکول توڑدیں گے۔قرضہ نہیں لیں گے۔مگر آپ نے کشکول نہیں توڑا قانون توڑدیا۔2013 سے لیکر 2015تک public debt سرکاری قرضوں میں3.4 trillion rupees کا اضافہ ہوا۔3400 ارب کا اضافہ کیا ہے۔آپ مانیں گے اس چیز کو۔بالکل کیا ہوگا۔مگر اضافہ کیا

ہے۔پارلیمنٹ میں اکثریت ہے آپ کرسکتے ہیں میں ابھی بھی کہتاہوں۔میں ماننے کے لیے تیارہوں۔آپ اس ملک میں ہر ممبر کے اوپر پچاس پچاس لاکھ ٹیکس ڈال کر آپ پاس کرواسکتے ہیں۔کوئی مسئلہ نہیں ہے۔آپ کے پاس اکثریت ہے۔مگر 3400ارب روپے کا آپ نے مزیدقرضہ لیا تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے کوئی قرضہ نہیں لیا۔اچھی governance تھی بالکل اچھی دی ہے کون کہتاہے اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ آپ ہر چیز کا جواب اتنا خوبصورتی سے دیں گے،تو وہ تو ابھی تک سامنے آجاتا ہے نا کہ اب اس ملک میں کتنا قرضہ ہے۔رواں اس سال میں دس ماہ میں 2.6 billion dollar کی investment ملک میں آئی۔جب پچھلے سال میں 3.1 dollar billion dollar investmentآئی تھی آپ کا ایک 2.6 اس وقت آئی ہوئی ہے۔ایک پوائنٹ ابھی تک تقریباً 5. per cent آپ کی کمی ہوئی ہے investmentنہیں آئی ہے۔1.2 billion dollar جو ہے آپ کا پاکستان سے باہر گیا ہے۔یہ آپ کا economy کے اوپر کوئی اعتماد کا اظہار کھلا اظہار ہے کہ جی آپ کے اوپر کتنا آپ کی economy پر اعتماد ہے کہ 102ارب روپے پاکستان سے باہر گئے۔export آپ نے خود کہا ہے۔3.2فیصد کمی ہوئی ہے۔کیوں کمی ہوئی ہے یا تو وہ اشتہار غلط ہے۔یا بجلی آپ نے نہیں دی۔کس بات کو آپ جھٹلائیں گے۔کیوں کمی ہوئی۔آپ کی اس سال کی جو export ہے 20.1 million dollar ہے آخری سال کے مقابلے میں۔جناب سپیکر! import ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سال import جو ہے وہ last year کے مقابلے میں تین چار بلین ڈالر کی کمی ہوگی۔کیونکہ تیل کی قیمتیں پچاس فیصد پر آگئیں۔تین چار پر بھی مان جائیں نہ وہ تو ایک پر بھی نہیں مانیں گے۔وہ تو کہتے ہیں کہ 34.65 millionکی last year تھی۔اس سال 3.09 کی ہے۔وہ تو مان رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔جناب سپیکر! import آپ کی کم فائدہ نہیں لے سکے import سے تیل کا۔import آپ کی کم ہوئی۔مہنگائی آپ کہتے ہیں کہ جی مہنگائی نہیں ہے۔جو inflation ہے وہ کم ہوا ہے۔جی بالکل کم ہوا ہے۔5.1 بننے میں agreeکررہاہوں آپ سے۔کیوں کم ہوا ہے۔اس لیے کم ہوا ہے کہ آپ کی تیل کی قیمتوں کا اثر ہے۔تیل کی قیمتیں پچاس فیصدdown ہوگئی۔لیکن کھانے کی قیمتیں کم نہیں ہوئیں۔دال ماش جو ہے اس میں چوبیس فیصد اضافہ ہوا،گوشت کا بیس فیصد اضافہ ہوا ہے،دودھ 31فیصد،چائے تیس فیصد،ٹماٹر 172فیصد،چینی چھبیس فیصد

یہ ہے۔اور جب ہم تنخواہ کے لیے کہتے ہیں توآپ کہتے ہیں کہ ساڑھے سات فیصد تنخواہ بڑھائیں گے۔سائیں خدا کو مانو۔یہ مڈل کلاس لوگ ہیں۔ہم نے اپنے زمانے میں 125 فیصد تنخواہیں بڑھائیں۔مانتے ہیں کہ قوم نے ہمیں صلہ نہیں دیا۔مانتے ہیں 80لاکھ ملازمین نے جن کی تنخواہوں میں 125فیصد اضافہ تھا ہمیں صلہ نہیں دیا۔ہم نے اس لیے نہیں بڑھایا کہ یہ ہمیں ووٹ دیں گے۔اسی کرسی پر بیٹھے ہوئے یہاں گواہ ہیں ممبر اس ہاؤس کے۔اسی کرسی پر بیٹھ کر اس وقت کے لیڈر آف دی اپوزیشن نے جب ہم نے 2010 میں پچاس فیصد لوگوں کی تنخواہوں میں اضافہ کیا تھا اور مخالفت کی گئی تھی کہ یہ زیادہ ہے۔اس وقت ہم نے یہ تنخواہ 125فیصد بڑھائی۔جب دنیا میں recession تھا۔دنیا میں تنخواہیں کم ہورہی تھیں۔سیلاب تھا۔

دہشت گردی تھی، 2011ء کا سیلاب تھا۔ Suo moto تھا۔ Memo scandal تھا۔ وزیر اعظم کورٹس میں کھڑے تھے، وزیر اعظم سے استعفیٰ لیا جارہا تھا۔ چلنے نہیں دیا جارہا تھا۔ مگر ہم نے کہا کہ غریب کے چولھے کو بجھانا ہمارا کام نہیں۔ دو لاکھ سے زیادہ لوگوں کو جو یہاں در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے تھے۔ کنٹریکٹ ملازمین تھے وہ کسی بھی دور کے تھے، کوئی پندرہ سال سے، ان کو کہا گیا کہ آپ لوگ کام تو ویسے بھی کررہے ہیں تو آپ کو ریگولر کرتے ہیں۔ ہم نے کوئی تعصب نہیں کیا، خدارا یہ ملک کے بچے آپ کے بچے ہیں۔ آپ کی 7.5% تنخواہ میں اضافہ آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ خدارا جب آپ کی economy بہت اچھی ہے، آپ کہتے تھے کہ آپ کی economy بہت خراب تھی۔ آپ نالائق تھے، آپ نے کچھ نہیں کیا، آپ نے قرضہ بڑھا دیا اور آپ نے تباہی کردی تو اس تباہی والی حکومت نے 125% اضافہ کیا، آپ کی economy بہت اچھی ہے، آپ کی exports بہت اچھی ہیں، آپ کی import بہت کم ہوئی ہے۔ آپ نے اس ملک میں دودھ اور شہد کی نہریں بہا دی ہیں مگر تنخواہ نہیں بڑھائیں گے کیونکہ ہماری معیشت پھر اچھی نہیں ہوگی۔ خدا را میری منسٹر فنانس سے اپیل ہے، کہ یہ تنخواہ آپ 25% زیادہ کریں۔ ملازمین غریب لوگ ہیں۔ یہ اصل مڈل کلاس ہے گورنمنٹ ملازم۔ سفید پوش کلاس یہ ہیں جو کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلا سکتے۔ ان کی خواہش ہوگی کہ میرا بچہ بھی تعلیم حاصل کرے، میرے بچے بھی Cruiser میں نہ جائیں Mercedes میں نہ جائیں چلو سکوٹر پر تو جائیں۔ اس کے علاوہ بلند وبانگ آواز میں میں یہ بات کہہ

رہا ہوں کہ اس ملک کا سب سے مظلوم طبقہ پولیس ہے۔ وہ غریب پولیس والاجو چوبیس گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے ا سکی تنخواہ آپ 100% بڑھائیں۔کیونکہ گرمیوں میں سردیوں میں وہ آپ کی اور ہماری حفاظت کرتا ہے۔ بیٹھا ہوتاہے۔ اس کو فقیروں کی طرح راستے میں کبھی روٹی ملتی ہے کبھی نہیں ملتی۔ ہمارے ٹیچرز ان میں سے کوئی سکول جاتا ہے یا نہیں جاتا، ڈاکٹر جاتا ہے یا نہیں جاتا، مگر سپاہی اپنی ڈیوٹی سے نہیں ہٹتا۔ ہزاروں کی تعداد میں خیبر پختونخواہ میں، سندھ میں، بلوچستان میں، پنجاب میں یہ لوگ شہید ہورہے ہیں، اب ان کی تنخواہ بڑھاتے ہوئے آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ ایمانداری سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے پولیس کے لوگوں نے یہ بات نہیں کی، مگر جب ہم جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں، ان غریبوں کو بھوک میں چلتے ہوئے ہیں دیکھتے ہیں، سردی میں کھڑے ہوئے دیکھتے ہیں تو دل کو تکلیف ہوتی ہے کہ ہم تو بڑے بڑے ایوانوں میں بیٹھتے ہیں، ہماری گاڑیوں پر جھنڈے لگے ہیں اور وہ ہمارے بھوکے محافظ کھڑے ہیں تو ان کی تنخواہوں کو بھی دیکھیں۔

مسٹر سپیکر میں appreciate کرتا ہوں، میں appreciate کرتا ہوں جب آپ نے مجھ اس دن کہا کہ بے نظیر انکم سپورٹ میں اضافہ کیا ہے اور آپ تالی بجائیں۔ میں نے کہا کہ دیکھ کر بجاؤں گا اور ضرور بجاؤں گا۔ بالکل آپ کی مہربانی ہے لیکن ایک گزارش ہے میری۔ بے نظیر بھٹو ایک ایسا نام ہے جس نے جمہوریت کے لئے سب کو چھوڑ دیا۔ آج اس ایوان میں ہم اور آپ بیٹھے ہیں تو اس بے نظیر کی وجہ سے۔ جو کبھی خوفزدہ نہیں ہوئی۔ اس کو ڈرایا گیا دوبئ کے ائرپورٹ پر۔ اس سے کہا گیا کہ تم مت جاؤ تمہیں شہید کیا جائے گا۔ اس نے کہا نہیں میری پاکستان میں ضرورت ہے اس ملک کو جمہوریت کی ضرورت ہے۔ بی بی نے یہاں کر اور آپ سب کو پتہ ہے کہ کھڑے ہوکر، اور آپ سب ان کے ساتھ ملے تھے اور کہاتھا کہ رک جاؤ۔ آپ ملے ہونگے کیونکہ ہم نے CoD کی اور ہمارے بہت اچھے relations تھے۔ جب ہماری relations میں development ہوئی تو آپ نے اس میں بڑا کردار ادا کیا، سب نے اس میں کردار ادا کیا مگر میں اس بات پر نہیں جاتا۔ وہ پاکستان آئیں اور گھر میں شہید نہیں ہوئیں، کسی نے گھر میں بم نہیں مارا کہ وہ بیڈ میں سوتے ہوئے شہید ہوئیں۔ کسی نے گھر پر میزائل نہیں مارا کہ وہاں شہید ہوئیں، وہ شہید ہوئیں عوام کے اندر، عوام کی موجودگی میں، عوام کی جھولی میں شہید ہوئیں اور جمہوریت کےلئے شہید ہوئیں۔ اس لئے ہم نے ایکٹ

پاس کیا۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ایکٹ پاس کیا۔ مگر آپ نے اس کو نیشنل انکم سپورٹ پروگرام کا حصہ بنا دیا۔

(مداخلت)

سید خورشید احمد شاہ: یہ آپ نے لکھا ہوا ہے۔

Mr. Chairperson: Kindly address the Chair. Shah Sahib kindly address the chair please.

سید خورشید احمد شاہ: چلو اچھی بات ہے، میں ضد کیوں کروں۔ اب میں ضد کیوں کرو جب آپ کہتے ہیں کہ جی نیشنل انکم سپورٹ پروگرام ختم کرکے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ہم نے الگ کردیا تو میں آپ کا شکر گزار ہوں، میں آپ کا شکرگزار ہوں بات ختم۔ میں بحث کیوں کروں۔ اس لئے میں آپکو کہہ رہا ہوں کہ آپ میری بھی بات مانیں، thank you very much. میری خواہش ہے کہ اس سال مہنگائی کی وجہ سے پندرہ سو روپے دینے کی بجائے ان کو دو ہزار دے دیں۔ یہ ایک اچھا پروگرام تھا، ایک نیشنل پروگرام تھا، ویلفیئر پروگرام تھا۔ بیواؤں کا پروگرام تھا، غریب عورتوں کا پروگرام تھا جو گھروں میں جھاڑو دیتی تھیں۔ صرف روٹی پر کام کرتی تھیں۔ ان کو ایک ہزار دیا، ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے اس کو continue کیا۔ ابھی آپ نے اس کو پندرہ سو کیا، میں ابھی آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کو دو ہزار کردیں۔ مجھے خوشی ہوگی میں thumping کروں گا۔ ہم کھڑے ہوکر آپ کو welcome کریں گے۔ یہ ایک غریب ملک ہے اور ہم نے غریب کی کتنی باتیں کی ہیں۔ میں نے ابھی کسان مزدور کی باتیں کی ہیں۔ 243 بلین کی سبسڈی دی۔ آپ نے اس کو کم کرکے 137 کردیا۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ IFM یا World bank، چھوڑیں ان کو میں ان کی بات نہیں کروں گا یا ان کے کہنے پر آپ نے کیا، نہیں میں نہیں کہو ں گا مگر یہ کیا آپ نے۔ اتنی اچھی معیشت ہو، اتنی اچھی ترقی ہو، اتنا اچھا بجٹ ہو تو پھر غریبوں سے نوالہ آپ کیوں چھینتے ہیں۔ 147 ارب جو غریب کو آپ دے رہے ہیں، یا تو یہ کہہ دیں کہ یہ سبسڈی امیروں کےلئے تھی۔ تو ٹھیک ہے چھین لیا۔ مگر یہ 147 بلین، آپ نے غریبوں کی سبسڈی چھین لی۔ واپڈا میں آپ نے سبسڈی کی بات کی 185 سے 98 کیا۔ KESC کو privatize کردیا۔ مگر بات یہاں

پر آتی ہے۔ مسٹر سپیکر سبسڈی کی بات ہے کہ نہیں دیں گے۔ کیونکہ گندم کی سبسڈی دینی ہے یا کاٹن کی دینی ہے یا rice کی دینی ہے۔ یا نہیں دینی۔ اور جو کوئی سبسڈیز ہیں وہ نہیں دیں گے۔ یوٹیلٹی سٹورز کو نہیں دیں گے۔ سبسڈی غلط ہے۔ شیرپاؤ صاحب سبسڈی غلط ہے ؟ نہیں دینا چاہیے۔ آپ کا خود یہ فیصلہ ہے کہ سبسڈی نہیں دینی چاہیے۔ پھر میٹرو پر آپ کیوں سبسڈی دے رہے ہیں۔ یہ میں میٹرو کے خلاف نہیں، میرا دل خوش ہوتا ہے۔ میرے پاکستان کے شہروں میں یورپ کی طرح، بڑے ملکوں کی طرح ایک پراجیکٹ آیا ہے۔ اچھی بات ہے، مگر یہ بھی کبھی نہیں ہوتا کہ قرضوں سے میں بھرا ہوا پڑا ہوں، باہر قرض دینے والے لاٹھیاں لیکر کھڑے ہیں کہ نکلو باہر ہمیں اپنا پیسہ دو اور میں اپنی بیگم کے ساتھ نکلوں، میک اپ بھی ہو، اور ہاتھوں میں گہنے بھی ہوں، سونے میں لدی ہو، تو لوگ کہیں گے کہ یہ کیسا مقروض ہے۔بھئی جب آپ سبسڈی کے مخالف ہیں، چلو لاہور میں صوبائی حکومت دیتی ہے۔1.65 بلین سبسڈی آپ پہلے سال دے رہے ہیں یہ چوتھے سال میں کتنی ہوگی۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ منافع بخش ادارے نہیں ہیں۔ یہ پرائیوٹائزیشن اس لئے ہورہی ہے کہ یہ منافع بخش نہیں ہیں۔ اس کا ہم کہاں سے پیٹ بھریں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ منافع بخش ادارے نہیں ہیں۔ یہ privatization اس لئے ہو رہی ہے کہ منافع بخش نہیں ہیں۔ اس کا ہم سے پیٹ بھریں۔

مسٹر سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ڈار صاحب سے بہتر کوئی نہیں جانتا ہو گا یا چند دو، تین، ڈاکٹر صاحب بھی میرے بیٹھے ہیں، بڑا اچھا جانتے ہیں، میرے ڈاکٹر فاروق بھی بڑا اچھا جانتے ہیں، سب، ماشاء اللہ میں کس کس کا نام لوں۔ مگر 8.65 million تو subsidy دے رہے ہو ناں۔ جو چالیس ارب آپ نے خرچہ کیا ہے اس کا جو expenditure ہے اس کا جو rotation ہے وہ کتنے کا ہو گا۔ اس پہ اگر لگائیں تو آٹھ، نو ارب ہو جاتا ہے۔ ایک طرف آپ privatization کرنے جا رہے ہیں اور دوسری طرف آپ ایسے ادارے بنا رہے ہیں جو بوجھ بنتے جائیں۔میں کہتا کہ یہ ملک پاکستان مقروض ہونےسے ختم ہو جائے، قرضہ ختم ہو جائے اور اسی ہاؤس میں کھڑے ہو کے ہم نے اپنے Chinese President کو welcome کہا۔ کیوں کہا کہ وہ چھیالیس ارب ڈالر کی investment پاکستان لا رہا ہے۔ ہم نے تالیاں بجائیں اور welcome کیا۔ پاکستان میں شاندار استقبال کیا کیونکہ اس ملک کو وہ کچھ دینے آ رہا ہے۔ جب ہم ان چیزوں سے فارغ ہو جائیں تو ہم پھر

بلٹ ٹرین بھی چلائیں، ساری چیزیں چلائیں، کیوں نہ چلائیں، پاکستان کا حق ہے کہ یورپ سے زیادہ خوبصورت ہو۔ ہماری آج بھی پاکستان کی جو geographical حدود ہیں جو ہمارے علاقے ہیں خوبصورت علاقے ہیں۔ ہم ان کو سجائیں، پاکستان کے شہروں کو سجائیں، غریبوں کی صحت پہ ہم اپنا پیسہ خرچ کریں۔ اس ملک کے مزدوروں کے لئے بہتری کے لئے پیسہ خرچ کریں۔ میں مخالف نہیں۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ میں jealous ہو رہا ہوں۔ آپ کی theory آپ کا mathematics آپ کو کیا بتاتا ہے۔ آپ نے پینتالیس ارب روپے یہاں پہ خرچ کئے۔ کہتے ہیں آدھاپنجاب کا ہے، ہو گا، مگر میرے پاکستان کا پیسہ ہے۔ یہ غریبوں پہ کیوں نہیں خرچ ہوتا۔ آپ کی اس theory کو آپ خود چیلنج کر رہے ہیں جو privatization کے معاملے میں theory آپ کی ہے کہ نقصان زدہ چیزوں کو sale کیا جائے۔ تو سب سے پہلے پھر اس کو privatize کر دیں آپ تو ہم دوسرے ادارے بھی آپ کو privatize کرنے کی اجازت دیں گے۔ جب تک ان کو آپ privatize نہیں کریں گے۔

مسٹر سپیکر! چھوٹی سی میں بات کر دوں، مثال دے دوں، میں نے اس دن پڑھا کہ کراچی میں گرین لائن بس سروس، یہ ریڈ لائن ہے وہ گرین لائن ہے۔ تو وہ میرے پاکستان کا نشان ہے گرین، غلط مت سمجھنا۔ آپ نے کہا ہے کہ اس گرین لائن میں تین لاکھ لوگ سفر کریں گے اور سولہ ارب میں مکمل ہو گا، زبردست، بہترین، مگر پینتالیس ارب خرچ کر کے، چھیالیس ارب خرچ کرکے کہتے ہیں کہ ایک لاکھ تیس ہزار لوگ سفر کریں گے۔ یہ mathematics مجھے سمجھ میں نہیں آئی کہ کراچی میں لوہا سستا، کراچی میں مزدور سستا، کراچی میں بجری سستی، کراچی میں سمندر کا پانی سستا، ہر چیز سستی، اس لئے سولہ ارب روپے۔ آپ کو دینا ہے تو K4 پہ پانی دیں، پیسے دیں، آپ کو دینا ہے تو پیسے ادھر دیں۔ Drainage پہ پیسے دیں۔ ہمیں یہ سولہ ارب ادھر دے دیں۔ پانی نہیں ہے۔ ہمیں آپ ادھر پیسے دیں۔ آج بھی آپ نے K 4 پہ دس کروڑ روپے رکھےہیں، وہ ہم خرچ کریں۔ آپ اور میں اس کے اوپر بیٹھ جائیں گے اور ڈار صاحب کو بھی اس کے اوپر بٹھا دیں گے کہ جیسے آپ کو نہیں دیں گے کہ کوئی اور گڑ بڑ کر دے۔ تو جناب آپ دس کروڑ روپے رکھ رہے ہیں۔ اتنا بڑا پراجیکٹ، drainage کا پراجیکٹ ہے جو تیس ارب کا شائد ہے۔

(مداخلت)

سید خورشید احمد شاہ : چار کا نہیں ہے۔ نہیں سائیں آپ نے کتاب میں واٹر پہ ایک ارب one thousand million۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب ادھر۔ شاہ صاحب میری آنکھوں میں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے دیکھیں۔

سید خورشید احمد شاہ : میٹرو پہ بھی ایک ہے، گرین پہ بھی ایک ہے، ریڈ میں بھی ایک ہے، یلو میں بھی ایک ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب ادھر دیکھیں۔

سید خورشید احمد شاہ : مگر وعدے ہوں نہ ہوں، priorities کی بات ہے، ڈاکٹر صاحب priorities کی بات ہے، priorities کس چیز پہ ہے۔ priorities public پہ ہے یا priorities public posture پہ ہے یا سیا سی scoring پہ ہے کہ ہم نے یہ بنایا ہے۔ جناب آپ وفاق کی جو چار اکائیاں ہیں ان کو برابر چلائیں۔

Last year کے بجٹ میں بھی اگر آپ دیکھیں PSDP میں سندھ کے کتنے پراجیکٹس تھے، خیبر پختونخواہ کے کتنے جیکٹس تھے بلوچستان کے کتنے پراجیکٹس تھے اور پنجاب کے کتنے پراجیکٹس تھے۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہ bifurcation صوبوں میں ہو۔ ہم ریاست کو ایک مضبوط قلعہ بنانا چاہتے ہیں، ان چاروں صوبوں کو اور فیڈریشن کو مضبوط بنانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں امید کرتا ہوں کہ گلگت بلتستان میں موجودہ حکومت کو اکثریت ملی ہے۔ میں ابھی ان سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں ان سے یہ بات کہتا ہوں کہ کہ پرائم منسٹر نے ادھر وعدہ کیا کہ میں پینتالیس ارب روپے آپ کو دے رہا ہوں گلگت بلتستان کی ترقی کے لئے، کتنے پیسے آپ نے رکھے ہیں اس کے نارمل بجٹ کے علاوہ،کچھ نہیں۔ اب تو الیکشن ہو گیا ناں۔ گلگت بلتستان میرا، میرے بھٹو نے ان کو ڈھونڈ نکالا تھا۔ میرے شہید نے ان کو ڈھونڈ کے نکالا تھا۔ اور ہم نے ان کو صوبہ دیا۔ مگر باوجود آپ جیت گئے، جیت گئے۔ ایک دوسرے کی ہار اور جیت کو ماننا چاہئے۔ مگر ان کو کم سے کم اپنا حق ضرور دیں مسٹر سپیکر۔ جیسے میں نے privatization کی بات کی اور میں نے کہا کہ جب آپ اپنا پراجیکٹ subsidy سے شروع کر رہے ہیں۔ تو یہ پیسےاگر آپ ریلوے کو دے دیں، پی آئی

اے کو دے دیں۔ پی آئی اے منافع بخش ادارہ رہا ہے، سٹیل مل بھی منافع بخش ادارہ رہا ہے، ریلوے بھی منافع بخش ادارہ رہا ہے۔ یہ منافع بخش ہو سکتے ہیں پھر اگر یہ سارے ایک سو، ڈیڑھ سو ارب آپ ان کو دیں۔ مگر آپ ان کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ آپ چاہتے ہیں، جیسے میں نے کہا کہ، آپ نے خود کہا تھا کہ ہم منافع بخش اداروں کو نہیں بیچیں گے، ہم losses making اداروں کے لئے سوچیں گے اور ان کو بھی بہتر کریں گے۔ ان کی sale کی بات آپ نے نہیں کی اپنے manifesto میں جو آپ کے پاس ہے۔ یہ آپ کا manifesto ہے۔ اس میں آپ نے کہا کہ ہم نہیں بیچیں گے بلکہ ہم اس کو ٹھیک کریں گے۔ اس کے CEOs ٹھیک کریں گے، ہم ان کے سسٹم کو ٹھیک کریں گے۔ مگر آپ نے پورا اپنے manifesto کو آپ چیلنج کر رہے ہیں۔ یہ ایسا document ہوتا ہے جب ہم الیکشن میں عوام کے سامنے جاتے ہیں اور عام سی جب بات کرتے ہیں کہ یہ اپنا document ضمانت کے طور پہ دیتے ہیں۔ مگر ہم کیا کر رہے ہیں۔ ہم کبھی پی پی ایل کو بیچنے جا رہے ہیں، کبھی آئیسکو کو بیچنے کو جا رہے ہیں، کبھی لیسکو کو بیچنے جا رہے ہیں، کبھی فیسکو کو بیچنے جا رہے ہیں۔ بھائی آؤ اس کو بہتر کریں۔ مل کے بہتر کریں، ہم آپ سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ خدا را اس ملک کے مزدورو ں کو بیروزگار نہ کرو۔ ہم نے مسٹر سپیکر! اپنے دور میں privatization تو نہیں کی جیسے کہ آپ نے شروع کیا۔ مگر باوجود اس کے کہ ہم نے مزدور کی مجبوریوں کو، ان کی تکالیف کو دیکھا۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں۔ میں منسٹر تھا مسٹر سپیکر! میں نے مزدور کی بچیوں کا جو جہیز تھا، ایک بچی کو جہیزملتا تھا پچاس ہزار روپے، میں نے کہا کہ ساری بچیاں، دوسری بچیاں ان کی کہاں جائیں گی۔ایک بچی کے لئے بیٹھے رہیں۔ اگر کسی کی تین بچیاں ہیں۔ ایک بچی کو پچاس ہزار دو گے تو دو بچیاں کہاں جائیں گی اس کی جو مزدور ہے۔ میں نے اس کا پچاس سے ایک لاکھ کر کے اور ساری بچیوں کے لئےمیں نے اعلان کر دیا۔ میں نے کہا کہ مزدور کا بچہ اگر پڑھتا ہے تو پی ایچ ڈی تک پڑھنے جائے گا، Government Worker's Welfare Fund سے ان کو پیسے دیئے جائیں گے۔ اگر انشورنس ایک لاکھ روپے ہے تو ان کو پانچ لاکھ روپے کر دیا۔ ان کے گھروں کو فری کر دیا کہ جو گھر بنائیں گے، ہم نے کالونیاں بنائیں مزدوروں کو دینے کے لئے۔ مگر آپ نے تو پانچ لاکھ گھروں کا وعدہ کیا۔ میرے وزیر اعظم نے کہا کہ میں پانچ لاکھ گھر بنا کے غریبوں کو

دوں گا۔میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ڈی ایچ اے اور بحریہ میں جو گھر بن رہےہیں غریبوں کے گھر نظر نہیں آتے۔ اپنا وعدہ پورا کرنا چاہئے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ پانچ لاکھ گھر غریبوں کا کیا ہوا وعدہ آپ پورا کریں۔ مسٹر سپیکر! یہ ساری گزارشات جو میں کرتا آ رہا ہوں۔ میں امید کرتاہوں کہ ان ساری چیزوں کو نوٹ کیا جائے گا۔

(مداخلت)

سید خورشید احمد شاہ: میں اس کےاوپر سے گزر کے جارہاہوں۔ جناب سپیکر! میں NFC Award کی بات کر نا چاہتاہوں۔ میں یا میر ی پارٹی اکیلے نہیں کرسکتی تھی۔ ساری اپوزیشن اس وقت کی، پولیٹکل لوگ، ساری پارلیمنٹ اور ڈار صاحب جو ریشم کے دھاگوں کو سیدھا کر دیتے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ تھے اور جب یہ ساتھ تھے تو پرابلم تھا ہی نہیں۔ پرابلم ہوتا تو یہاں سے ہوتا۔ تو آپ ٹھیک تھے پرابلم نہیں تھا۔ جو لوگ بڑے بڑے جنرلز نہیں کر سکے اس پارلیمنٹ نے کیا اور پہلی مرتبہ اس ملک کے صوبوں کی اس خواہش کےمطابقNFC Award ہوا جو ابھی dueتھا۔ مسٹر سپیکر! میں مطالبہ کرتاہوں کہ NFC Award سب سے پہلے 1974 میں ذوالفقار علی بھٹو نے شروع کیا۔ مسٹر سپیکر اس میں شہید بھٹو نے جو شیئر رکھا تھا twenty-eighty بیس پرسنٹ وفاق اور 80 صوبے تھے۔1974 میں اور یہ آپ کےسامنے موجود ہے اگر کسی کو ریکارڈ چاہیے تو میں دے سکتاہوں۔ 80% صوبے اور 20% وفاق۔ یہ کب بڑھا۔ دیکھیں اس ملک کےساتھ ظلم ہوا ہے۔ جو میں نے پہلے بھی یہاں پر کہا ہےکہ اس ملک کےساتھ ظلم یہ ہوا ہے کہ اس ملک میں elected governments عوام کی نمائندہ حکومتیں نہیں آئی ہیں یہاں ڈکٹیٹرز آئےہیں، یہاں سیاستدانوں کو پکڑ کےجیلوں میں ڈالنا جلا وطن کرنا، گولیاں مارنا اورپھانسیاں دینا ایک رواج بن گیا۔ یہاں پر 1997 میں ایک مسٹر برکی فنانس منسٹر ہوئے اور اس نے بالکل الٹ کر کے رکھ دیا۔ اسحاق ڈار صاحب دیکھ سکتےہیں کہ اس نے 63وفاق اور 37 صوبوں کو دے دیا۔ 1997 میں ایک caretaker government کا حصہ آیا۔اس زمانے میں اس ملک کےساتھ یہ ہوا اور پھرآکے ایک elected governmentsنے elected Parliament نے real democrates نے آکےاپنے فیصلے

کئے۔ میں اب امید کرتاہوں کہ اس کو اور بہتر کیاجائے گا، وفاق کو اور مضبوط بنایا جائے گا اور ہمارے لیے یہ خوشی کی بات ہوگی کہ پاکستان کے عوام کی امنگوں کے مطابق فیصلے کرنے چاہییں۔

مسٹر سپیکر! اس ملک کا سب سے اہم شعبہ تعلیم ہے۔ تعلیم کے شعبے میں ہم بہت پیچھے ہیں۔ تعلیم میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے بھی یہ وعدہ کیا کہ ہم چار فیصد اس تعلیم کیلیئے GDP کا کریں گے اور جب UN گئے وہاں میٹنگ ہوئی تو وہاں بھی اس چیز کا ذکر کیا جو کہ خوش آئند بات ہے ' 2018 ' خوش آئند بات ہے، بہت اچھی بات ہے اور میں ویلکم کرتاہوں مگر کچھ ایسی چیزیں ہیں جن پہ مجھے پرابلم نظر آتا ہے۔ اگر ہم اور آپ بیٹھیں تو شاید وہ resolve ہو جائیں۔

اس وقت میرے حساب سے 3.37وفاق کا GDP education پہ ہےاور 1.30صوبوں کا ہے۔ ٹھیک ہے اور آج total GDP کا 1.67 ہےاور یہ پیسے تقریباً 650بلین کے قریب بنتےہیں۔ اتنے ہی بنتے ہیں یا 600' میں اس چیز میں نہیں جاتا۔ ہم جب وفاق کو 0.8فیصد پہ لے جائیں گے تو وفاق کا بجٹ جو آج تقریباً 100بلین کےقریب ہےوہ آپ 250کے بجٹ پہ چلے جائیں گے کیوں کہ اس میں آپ کی2018میں GDP انشاءاللہ 35ٹریلین تک چلی جائے گی۔ اس لئے آپ کو اڑھائی سو پہ جانا پڑے گا۔

(مداخلت)

سید خورشید احمد شاہ: میں آپ سے سیکھتاہوں، نوید قمر سے سیکھتاہوں۔ جب صوبوں کا حصہGDP 3.2% کا ہوگا تو اس پہ آپ کو آج کےمقابلے میں جو آپ پانچ سو دیتےہیں، چھ سو ارب کا اضافہ ہوگا۔ صوبوں کی اپنی کوئی collections نہیں ہیں۔ مگر اس وقت ایجوکیشن کا وہ حصہ کس طریقے سے کیسے پورا کیاجائےگا۔ صوبوں میں کیا وہ capacity ہوگی کہ وہ پورا کر سکیں کیوں کہ پیپلزپارٹی نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم تین فیصد 2001 تک کریں گےGDP کا اور اس وقت جب میں ایجوکیشن منسٹر تھاتو 1994 میں Commonwealth Conference ہوئی تھی Commonwealth Education Ministers Conference اس میں میں نے commit کیا تھا کہ ہم 2001 میں تین فیصد کریں گے اور 1994 میں اس وقت GDP کا 1.87% تھا اور جب ہم نے چھوڑا ' یہ 1996اور 1997 کا ریکارڈ ہے۔

(مداخلت)

سید خورشید احمد شاہ: سر GDP, size کے مطابق ہوتا ہے۔ پیسہ بڑھتاہے سائز چھوٹا ہو تو اس حساب سے فرق نہیں پڑتا۔ یہ GDP کا مسئلہ یہ ہےکہ percentage پہ جاتا ہے۔

(مداخلت)

سید خورشید احمد شاہ: نہیں یہ تھیوری میں نہیں مان سکتا کیوں کہ اگر آج GDP 30 ہے تو percentage-wise وہ اتنی ہوگی۔ جو آج آپ کی GDP 27 trillion پہ ہے تو GDPکا اگر 1.67 ہے تو میرے زمانے میں وہ GDP تقریباً 10 trillion تھی تو اس حساب سے 1.87 کیا تھی، کم تھی، کل چالیس پچاس ارب تھی۔ تو ابھی کیوں کہ GDP بڑھ گئی ہے اورآپ کی 1.87 سے بھی کم ہے مگر پیسے چھ سو ارب ہیں تو ایسے ہوتا ہے۔ یہ میں آپ کو Economic Survey 1996-97 دیتاہوں۔ یہ ہمارا تھا 96-1995 میں ہم نے 2.44 کیا اور پھر97-1996 میں 2.59 کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ریکارڈ اضافہ تھا ایجوکیشن میں ' پیپلزپارٹی کی جو policies تھیں کہ ہم ایجوکیشن کو سمجھتےہیں کہ یہ ایک ایسا سیکٹر ہے جو قوم کو زمین سے آسمان تک لے جائے گا کیوں کہ جہاں تعلیم نہیں ہوتی وہ ملک ترقی نہیں کر سکتے۔ وہ ملک آگے نہیں بڑھ سکتے۔ یہ ایک concept لوگوں میں آگیا ہے کہ جی تعلیم ہوگی روز گار دینا پڑےگا، کہاں سے آئے گا' ارے بھائی نہیں ' جب تعلیم آئے گی تو روزگار کےراستے کھلیں گے۔

مسٹر سپیکر میں آپ کو ایک مثال دیتاہوں۔ میرے علاقے میں ایک institutionہے جو میں نے 1995 میں بنایا۔ اس کا نام IBA سکھر۔

وہ بنا اورسٹارٹ ہوا IBA سکھر اس وقت پاکستان میں نمبر3 ہے۔ ہر ادارے کا بندہ میرے پاس روزگار کے لیے آیا ہے لیکن IBA Sukkar کا ایک بچہ نہیں آیا کہ مجھے روز گار چاہیے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ جب proper education ہوتی ہے تو ان بچوں کو روزگار کے لیے لوگ ان کو خود ڈھونڈتے ہیں مگر ہماری بدحالی یہ ہے کہ ہماری پرائمری ایجوکیشن بہت کمزور ہے۔ جناب سپیکر! ہماری پرائمری ایجوکیشن کا حال یہ ہے پنجاب جیسے صوبے میں میں نے خود دیکھا ہے ٹی وی پر کہ بچے ٹاٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک استاد ہے اور پانچ کلاسز کو پڑھا رہا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے

کامن ویلتھ کا چارٹر جو تھا اس میں یہ تھا کہ بچے کو ایک سال کے اندر 850 گھنٹے پڑھانا ہے۔ وہ proper education ہو گی۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم بچے کو 200 گھنٹے نہیں پڑھا سکتے کیونکہ ایک ٹیچر ہے پانچ کلاسز ہیں اور وہ بھی ٹیچر ایسا ہو جو کم سے کم اپنے ایمان کے تحت participateکرے آج کے تحت نہیں جیسے 25, 30 percent ghost teachersہوتے ہیں جاتے ہی نہیں سکولز بند پڑے ہیں یہ joint problemہے یہ کوئی آپ کا اور ہمارا نہیں ہے یہ مشترکہ ہے یہ مانتے ہیں کہ یہ صوبائی سبجیکٹ ہے مگر یہ سبجیکٹ پاکستان کا ہے اس ریاست کا ہے یہ آئین کے Article 25(a)میں آتا ہے کہ پانچ سال کی عمر سے سولہ سال کی عمر تک ریاست کی ذمہ داری ہے تعلیم دینا یہ آرٹیکل ہمیں صوبوں کو جو بجٹ بڑھا رہے ہیں اس آرٹیکل کے تحت ہم صوبوں کو الگ چار فیصد پر سپورٹ کر سکتے ہیں۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کو اپنی پالیسیاں صوبائی حکومتوں کو اور آج کی حکومتوں کو یہ اپنی پالیسیاں تبدیل کرنی پڑیں گی ہمیں higher educationکے ساتھ پرائمری تعلیم کو بھی کرنا پڑے گا سارے ملک میں کہ higher educationجیسے ہے ہماری تو پرائمری ایجوکیشن کمیشن بنائیں ہم۔ ہم 5 room 5 teachers کا concept بنائیں۔

جناب سپیکر1989میں نوید قمر میرے ساتھ تھے میں نے اس وقت five teachers five class rooms کا conceptدیا اور پرائمری میں انگریزی subject introduceکیا۔ بد قسمتی یہ تھی کہ آٹھارہ مہینے میں ہمیں نکالا گیا اور ہم اپنا منصوبہ آگے نہیں بڑھا سکے اور وہ ختم ہو گیا اور مجھے پتہ چلا کہ ہم ابھی یہ سوچ رہے ہیں کہ پرائمری سکولوں میں انگریزی کا subject startکریں بھائی انگریزی کا subject start کریں۔ گے جب ٹیچر ہو گا تو پڑھائے گا ناں تو بہت ساری چیزیں کرنی ہیں ایجوکیشن میں اور مل کر کرنی ہیں، میں یہ نہیں کہوں گا صرف آپ کو کرنی ہیں، مل کر کرنی ہیں، اس ملک کو پڑھا لکھا پاکستان بنانا ہے، اس ملک کے بچوں کو ہم ایسی روشنی دیں جس روشنی میں اپنا راستہ وہ خود ڈھونڈیں ہم اندھیروں کی طرف ان کو نہ لے کر جائیں۔

جناب سپیکر آج کیا ratioہے ایجوکیشن میں ratioہے آج آپ نکال لیں سروے کہ جب پرائمری میں بچہ آتا ہے اگر پچاس لاکھ بچے آتے ہیں سارے ملک میں جب وہ پانچویں میں جاتے ہیں تو

وہ پندرہ لاکھ ہو جاتے ہیں جب میٹرک سے باہر جاتے ہیں تو وہ پانچ لاکھ ہو جاتے ہیں اتنا drop out ratioہے اس کے لیے بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے جیسے کہا کہ پرائمری کمیشن بنانا چاہیے اور سارے صوبوں میں بنانا چاہیے اور یہ ذمہ داری وفاق خود لے لے ریاست خود ہی لے لے،Article 25(a)کے تحت لے لے۔ صوبے اس میں مخالفت نہیں کریں گے۔ صوبے یہ نہیں کہیں گے کہ devolutionہے آپ مدد دے رہے ہیں ان کو۔ تو جناب سپیکر اس کے ساتھ میں higher educationکی بھی بات کروں گا میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ آپ نے higher educationبہت اچھے پیسے رکھے مگر higher educationمیں بھی آپ ساری یونیورسٹیاں، سارے اچھے کالج وہ آپ بڑے بڑے شہروں میں، کراچی میں لاہور میں، پنڈی میں، پشاور میں بناتے جا رہے ہیں کیوں نہیں آپ best interior education centersمیں بناتے ہیں کیوں نہیں آپ قصور میں بناتے، کیوں نہیں آپ رحیم یار خان میں اچھی یونیورسٹی بناتے؟ کیوں نہیں ہم ٹھٹھہ میں بناتے؟ کیوں نہیں ہم دادو میں بناتے؟ Remote areasمیں بنائیں اچھی تعلیم کے لیے اچھے سنٹر کے لیے teachers training programmesدیں teachers training collegesکو improveکریں اپنے سسٹم کو بہتر کریں جناب سپیکر میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ 1996میں اسی ہاؤس کے اندر میں یہاں بیٹھتا تھا میں نے ایکٹ پاس کروایا entry testکا اس سے پہلے جتنی بھی percentage marksملتی تھیں۔ بورڈ میں بیٹھ کر کوئی فریج لیتا تھا تو کوئی ایئرکنڈیشن لیتا تھا کوئی پیسے لیتے تھے اور ڈگریاں لے کر میٹرک میں اور انٹر میں بہترین مارکس لے کے کوئی ڈاکٹر بنتا تھا کوئی انجنیئر بنتا تھا۔ یہاں پر میں نے 1996 میں بیٹھ کر میں نے ایکٹ پاس کراویا کہentry test کے علاوہ 40/60 ratioپر entry test weight 60%اور 40 percent کی ہوگی اور balance کر کے ہم چلیں گے۔ میں آج بھی پروفیسر وہاب کو appreciate کرتا ہوں جس نے میرے ساتھ تعاون کیا اور یہ ایکٹ پاس ہوا اور آج آپ کے سامنے ہے۔ اس سے بہتر کچھ نہ کچھ ہمارے لوگ میڈیکل میں اوپر جاتے ہیں کچھ بہتری ہوئی مگر اور بہتری کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن پر جو آپ نے وعدہ کیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ہم اور آپ مل کر اس ایجوکیشن کو پاکستان کو اور ریاست کو بہتر کرنے کے لیے آگے بڑھائیں گے۔

جناب سپیکر! سب سے اہم شعبہ ہے اس ملک کا جب تک قوم صحت مند نہیں ہو گی وہ قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ وہ قوم آگے نہیں بڑھ سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ صحت کا شعبہ صوبائی شعبہ ہے۔ میں آپ کے سامنے ایک سروے کا ٹیبل رکھتا ہوں۔ یہ نقصان کس کا ہے۔ یہ نقصان ہمارا ہے۔ اس ملک کی ریاست کا ہے کہ ایک ہزار بچہ پیدا ہوتا ہے اس میں 90 بچے مر جاتے ہیں۔ ایک لاکھ میں سے 170 مائیں بچوں کو جنم دیتے ہوئے مر جاتی ہیں۔ چھ فیصد بچے چھ فیصد لوگ ہیپاٹائٹس بی اور سی کے مریض ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ سوا کروڑ کے قریب ہماری قوم موت کے منہ میں چلی گئی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئین کے تحت آپ اس طرف توجہ دیں اور حکومت پاکستان اور ہماری ریاست صحت پر توجہ دے کہ جو ہمارے زمانے میں ہیپاٹائٹس بی اور سی کے لیے وفاقی حکومت نے پیسے رکھے تھے آپ اس قوم کو موت کے منہ سے نکالیں۔ ہم اپنا سسٹم بہتر کریں۔ یہاں پیسے دیے جب آپ بچوں کے لیے لیپ ٹاپ بچوں کے لیے کچھ اور پروگرامز دوسرے صوبوں میں دیتے ہیں تو ہیپاٹائٹس بی او ر سی کا پروگرام بھی کم سے کم جہاں ایک کروڑ بیس لاکھ لوگ موت کے منہ میں ہوں ان کے لیے کم سے کم دس ارب روپے رکھیں۔ جو سروے کے مطابق ہو آپ اس بیماری سے بچنے کے لیے کچھ کریں۔ آج ہماری قوم دنیا میں پولیو میں دوسرے تیسرے نمبر ہے۔ لوگ ہم پر پابندیاں لگانے کا سوچ رہے ہیں۔ پاکستان میں پولیو کا مرض بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ دیکھیں کتنا کچھ ہو رہا ہے وہ بھی کام ضرور کر رہے ہیں مگر ابھی تک بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا جو ٹوٹل صحت کا GDP ratio ہے وہ point eight seven percent ہے شاید point eight percentہے 0.87 percent ہے۔ کم سے کم اڑھائی لاکھ بچے الودہ پانی سے مرتے ہیں۔

یہ پانی کا problem آرہا ہے۔ میں اس سے disagree نہیں کروں گا کہ آپ ایک لفظ میں یہ کہیں گے کہ یہ صوبائی معاملہ ہے، صوبے ہیں، جیسے آپ CCI میں بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں تو صوبوں کے ساتھ CCI میں بیٹھ کر فیصلے کریں اور ان کو کہیں کہ آؤ بیٹھو، اس مسئلے کا حل چاہیے، Hepatitis "B" and "C" کا حل چاہیے، بچوں کی death کا حل چاہیے، صحت مند پاکستان چاہیے، ہمیں صحت مند مائیں اور بچے چاہییں کہ جن کے لیے صحت مند ماحول ہو۔ جناب سپیکر ! یہ ایسے ادارے ہیں جس کے لیے ہمیں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں بات کر چکا ہوں کہ آپ

نے کہا تھا اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ Greater Karachi Sewerage Plant ایک ارب روپے، Greater Karachi Water Supply پچاس کروڑ روپے، تو اس میں کم سے کم دس ارب روپے ایک پر رکھیں اور پانچ ارب ایک پر رکھیں۔ بہت سی اور چیزیں بھی ہیں اور میں آپ کا ٹائم اور نہیں لیتا اور اس امید کے ساتھ آپ اس کے اوپر ضرور غور کریں گے کیونکہ کراچی پاکستان کا دل ہے اور اگر real پاکستان کو دیکھنا ہے تو آپ کراچی میں دیکھ لیں۔ real پاکستان آپ کو کراچی میں ملے گا، جہاں پر آپ کو بلوچ بھی ملے گا، جہاں پر آپ کو پٹھان بھی ملے گا، جہاں پر آپ کو پنجابی بھی ملے گا، جہاں آپ کو گلگت کا باسی بھی ملے گا، جہاں پر آپ کو کشمیری بھی ملے گا، سندھ والے تو ہے ہی ہیں، برمی بھی ملے گا، بنگالی بھی ملے گا، خورشید شاہ ملے گا اور فاروق ستار ملے گا، ہم آپ کو ملیں گے۔ تو اس کے لیے please آپ کچھ کر لیں، جو ہمارا PSDP ہے تو اس میں آپ نے 1513 billion روپے رکھے ہیں تو میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔ مگر اس سال بھی آپ نے ابھی تک تقریباً 76 فیصد استعمال کیا ہے۔ انشاءاللہ تھوڑے دن پڑے ہیں اور ایسا نہ ہو کہ باندھ کر پھینک کر آجائیں اور پورا ہو گیا۔ راجا رنجیت سنگھ کی طرح نہیں کہ قبول یا ناقبول، ٹھیک ہے اللہ کرے گا ایسا ہی ہو گا۔ آپ نے پانی کے منصوبے پر تیس ارب، بجلی کے منصوبے پر تہتر ارب،سڑکوں اور پلوں پر ایک سو پچاسی ارب روپے رکھے ہیں۔ پانی بہت اہم ہے اور بجلی بہت اہم ہے، اس میں اضافہ کریں۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کی میں نے بات کی ہے اور میں نے یہ بھی ذکر کیا کہ ہم نے اپنی مری ہوئی معیشت میں، ٹوٹی ہوئی معیشت میں، گری ہوئی معیشت میں ایک سو پچیس فیصد اضافہ کیا ہے، خدارا ان کو دیکھ لو اور ان کا اضافہ کرو، پاکستان کے غریب لوگ ہمارے نانا کے پاس جا کر آپ کو دعائیں دیں گے۔ جناب سپیکر ! سندھ Government نے مجھے خط لکھا اور آپ کو بھی بھیجا،ان کا کہنا یہ ہے کہ Revised Estimate for Divisible Pool Taxes 2014-15، اس میں وہ کہتے ہیں کہ

Rs.353.769.256 million, revised estimate 2014-15, on account of the divisible pool tax of the Government of Sindh, and Government of Sindh has received Rs.287.958 million up to 31st

March 2015. Hence amount of Rs.65.810 is balance to be transferred.

Revised Estimate 2014-15 be 2015-16 is chasen and Transfer, indicated of 59.741.848 million of revised target against the budget target of Rs.82.623.821 million for current fiscal year 2014-15, which reduction of the 22,881.973 million, Revised Estimate 2014-15. Similarly, Rs. 61.44 billion has been fixed as target for Budget Estimate 2015-16, decrease of Rs. 21 billion rupees.

یہ مجھے انہوں نے خط لکھا ہے اور میں اس کی آپ کو کاپی دے دیتا ہوں آپ اس کو دیکھ لیں۔ جناب سپیکر ! ساری باتوں کے نچوڑ پر میں بعدمیں میں آؤں گا، صوبوں کے surplus pool میں آخر میں اس سال آپ نے ایک سو اکتالیس رکھا تھا اور اس سال پہلے ہیsurplus pool 297 آپ نے رکھا ہے کہ صوبوں کو surplus یہ واپس ہو گا۔ اب میں ایک اہم issueپر آتا ہوں، جناب سپیکر ! میں مانتا ہوں کہmain population شاید وفاق کا subject نہیں ہے، مگر ملک کا، ریاست کا subject ضرور ہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے جو آپ کا مسئلہ بھی ہے اورہم سب کا مسئلہ ہے۔ میں آپ کو ایک table دیتا ہوں اور اس کے لیے میں نے دو خط لکھے تھے۔ جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ ایک خط میں نے میاں صاحب کولکھاتھا3 دسمبر 2013 کو خط لکھا تھا population کے اوپر کہ آپ اس کو دیکھیں، یہ خط ہے، census تواپنی جگہ پر ہے لیکن population تو اپنی جگہ پر ہے لیکن population کہ کس طریقے سے controlکیا جائے۔ ایک میاں صاحب کو میں نےHealth پر بھی خط لکھا تھا اور ایک population پر آپ کو بھی خط لکھا تھا کہ آپ اس Houseمیں debate کرائیں۔ جناب سپیکر ! میں نے جتنی بھی باتیں کی ہیں تو یہ ساری redundant ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم نے اس بات پر توجہ نہیں دی۔ اس میں کوئی politics نہیں ہے، اس میں کوئی point scoring نہیں ہے، میں صرف اتنا بتاتا چلوں کہ 1955 میں اس ملک کی آبادی تین کروڑ

تیس لاکھ تھی اور 2015 میں Economic Survey کےمطابق بیس کروڑ کی آبادی ہے، seven time کے قریب population growth ہوئی ہے۔ پاکستان وہی ہے، اس کی جغرافیائی حدود میں اضافہ نہیں ہوا، پہاڑ بھی وہی ہیں، برساتیں بھی وہی ہیں، برف بھی ویسے ہی ہوتی ہے، جیسے population بڑھتی جاتی ہے تو environment change ہوتی جاتی ہے اور ان چیزوں میں بھی کمی آجاتی ہے، climate change ہوتی ہے۔ ہم یہ سوچیں کہ باون سال میں seven time تین کروڑ سے بیس کروڑ تک آئے ہیں، اگر پندرہ سال میں ہم چالیس کروڑ ہو گئے، تو کیا ہم نےاپنے بچوں کے لیے اپنی آنے والی نسلوں کے لیے یہ بندوبست کیا ہے کہ ان کا food basket کیا ہو گا،ان کے تعلیمی مسائل کیا ہوں گے، ان کے صحت کے ایشو کیا ہوں گے، environmental problems کیا ہوں گے اور اتنی بڑی population سے دہشت گردی، poverty، اورissuesجنم لیتے ہیں تو کیا ہم نے planکی ہے۔ میرے اس خط لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ اس پر All Parties Conference بلائی جائے، اس پر سب کو اعتماد میں لیاجائے کہ جس ملک میں بیس کروڑ عوام کو poverty کی وجہ سے دہشت گردی کا شکار ہونا پڑ رہا ہے۔

جس ملک میں ہم آج بھی wheat باہر سے منگوانے کی سوچتے ہیں۔جس ملک میں ہم سولہ سترہ بلین ڈالر کا تیل باہر سے منگواتے ہیں۔جس ملک میں ہم گیس کے لیے ایران سے معاہدہ کرتے ہیں وہاں سے گیس منگوائیں،بیس کروڑ عوام کو آج ہم یہ گیس پورا نہیں کرسکتے۔کیا پندرہ سال کے بعد چالیس کروڑ عوام کو یہ food basket پورا کرسکیں گے ہم؟کیا ہم اس ملک کے بچوں کو جو آج ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔جن کو ایک کلاس روم میں پانچ کلاسز پڑھاتے ہیں۔کیا ہم چالیس کروڑ لوگوں کو،بچوں جو population ہوگی ان کیaverage کو کیا سکول فراہم کرسکیں گے؟کیا ہم آج جو صحت کے ماحول میں مائیں بچہ جنم دیتے ہوئے فوت ہوجاتی ہیں اور بچے مرجاتے ہیں۔آلودہ پانی ہوتاہے۔کیا ہم ان کو اتنی تعداد میں saveکرسکیں گے؟ کیا ہم وہ پانی دے سکیں گے؟ان ساری چیزوں کو بیٹھ کر سوچنے کی ضرورت ہے۔ہمیں سوچنا چاہیے یہ بہت بڑا important subject ہے۔اس کو ہم avoid نہ کریں۔آج بھی امریکہ ایک سو سال پہلے 2100 کے لیے پلان کر کے بیٹھا

ہوا ہے کہ اس کی ضروریات کیاہوں گی۔آج بھی یورپ 2050تک اپنی planning کرکے بیٹھا ہے کہ ان کی ضروریات کیا ہوں گی،ان کیpopulation کیا ہوگی۔جبکہ وہpopulation کو کنڑول کرتے ہیں۔آج بھی چائنہ یا انڈیا،بنگلادیش جو ہم نے 1970 میں بنگلادیش کیpopulation ہم سے بیس فیصد زیادہ تھی۔آج ہم بنگلادیش سے ستائیس فیصدزیادہ ہے۔میں population بات کررہاہوں۔یہ 2013سے اسی چیز کو ہر جگہ بولتاہوں۔Press میں بولتاہوں کہ کہیں یہ ہماری بھی ذمہ داری تھی۔یہ کہہ دوں کہ ہماری ذمہ داری نہیں تھی۔ نہیں یہ ہماری بھی ذمہ داری تھی۔جو ہم سے پہلے تھے ان کی بھی ذمہ داری تھی۔ یہ اب آپ کی بھی ذمہ داری ہے۔کیونکہ حکومت میں آپ بیٹھے ہیں۔ہم آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیارہیں۔کیونکہ مجھے آگے پندرہ سال کے بعد اندھیرا نظر آتاہے۔میں سوچتا ہوں، سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں کیا ہوگا۔جب چالیس کروڑ لوگ ہوں گے۔ہم کس طریقے سے ان کو سنبھالیں گے۔آج زمین کم ہوتی جارہی ہے۔کالونیاں بن رہی ہیں۔سوسائٹیاں بن رہی ہیں۔Agriculture زمین کم ہوتی جارہی ہے۔ہم نے کوئی agriculture researchنہیں کیا۔ہم نے یہ research نہیں کیا کہ تیس من گندم سے ہم 80 من گندم کیسے پیدا کریں،ہم بیس من کاٹن سے ساٹھ منcotton کیسے پیدا کریں،ہم ایک ہزار من گنے سے دوہزار گنے پر کیسے جائیں۔یہ ہی ایک طریقہ ہے جو ہم اپنی food basket کو ہم faceکرسکتے ہیں۔کیونکہ زمین زیادہ نہیں ہے،پانی زیادہ نہیں ہے۔اس کے لیے research agriculture کی ضرورت ہے۔اس لیے میں پیٹ رہاتھا کہ agriculture کو آپ اتنا low side پر مت لیں۔under estimate نہ کریں۔agriculture بہت اہم ایک شعبہ ہے ہمارا۔کیونکہ جو بھوکی قوم ہوتی ہے وہ تو شیر سے بھی لڑنے چل پڑتی ہے۔یہ دہشت گردی کیوں ہے کہ poverty ہے۔بچے بھوکے ہوتے ہیں،غریب لوگ مرتے ہیں اور پھر اپنے بچے دے آتے ہیں اور ان بچوں کو جس طریقے سے treat کیاجاتاہے۔آپ نے بالکل صحیح کیا ہے میں agreeکروں گاکہ بیت المال کا بجٹ آپ نے double کیا ہے۔میں سمجھتاہوں کہ اور double کرناچاہیے اور اچھا کرناچاہیے اس کو۔مگر جو آپ کا بجٹ ہے جو آپ کا ماضی کا بجٹ ہے اس کو دیکھتے ہوئے میں آپ کو کہتاہوں کہ مجھےpopulation پر بڑا ہی پرproblem نظر آتاہے اور میں بڑا پریشان ہوں۔میں بہت ہی تکلیف میں ہوں کہ اس بجٹ کو اگر

طریقے سے ہم بناتے گئے صرف۔اور بجٹ میں ہی اتنا ٹائم لیتے گئے کہ بجٹ بنارہے ہیں۔خورشید شاہ نے تقریر کی،شیرپاؤ صاحب نے تقریر کی،اپوزیشن نے تقریر کی، کہ شاہ صاحب آپ نے یہ غلط کہا،فاروق ستار آپ نے یہ غلط کہا،شیریں مزاری تم نے یہ غلط کہا یا نوید قمر صاحب آپ نے تو point scoring کردی۔آپ نے تو gallery سے کھیلا ہے۔یہ ہی باتیں کرتے رہے۔آپ بجٹ پیش کرتے رہے۔ہم بولتے رہے۔اس سے فائدہ نہیں۔ہم practical کی طرف جائیں۔ہم اپنی nation کے لیے practically آگے move کریں۔ ہم پھنسے کس میں ہیں۔ہمیں ایک چیز مل جاتی ہے۔میں آج کل اخباروں کا آدھا حصہ دیکھتاہوں۔کوئی Axact پرلگاہے۔بھائی پھنسے ہوئے ہیں یہ پکڑا جارہاہے،یہ پکڑا جارہاہے،بول پکڑا جارہاہے،وہ بول ٹی وی ہے پکڑو یہ کرو۔ارے بھائی کیوں ان مسائل میں پڑ رہے ہو۔اس سے بڑے مسائل ہیں۔آپ بول کے assets دیکھتے ہیں۔ان کی کیمرہ منگواتے ہیں۔میرا کوئی بول سے واسطہ نہیں ہے۔مگر میں سوچتاہوں کہ کیا حکومت نے ایف آئی اے نے کبھی کسی اور چینل پر جاکر instruments دیکھے ہیں کہ تم نے کہاں سے خریدے،کہاں سے لیے،کس سے لیے،اس کی رسیدیں کدھر ہیں۔مگر ایک جگہ پڑ گئے،پڑ گئے تو چل پڑو۔کیونکہ یہ media fight ہے۔media fight میں ہمارا کیا کام بھائی۔جھوٹی ڈگریاں دیتے ہیں تو میں نے کہا ہے کہ آپ جوjudicial enquiry کریں۔ لٹکائیں ان کو۔آپ کی اور ہماری باتوں سے الزام لگیں گے کہ ایف آئی اے نے فلانے کے کہنے پر یہ کردیا۔ہم certificate چھاپ چھاپ کر ایف آئی اے کے ہاتھ کالے ہوگئے ہیں جی۔وہ تو ایسا کرتے ہیں پکڑنے کے لیے۔ارے بھائی judicial commission بٹھادو۔judicial enquiry کرادو۔قوم کو پتہ چل جائے گا ایسا سبق دیں۔420,419 اس میں کیاہوگا آپ کا۔کونسی ان کو موت آجائے گی۔مگر جو آپ کہتے ہیں کہ یہ کیمرہ بول لیکر آئے ہیں،کہاں سے لیکر آئے؟ارے بھائی پھر سب کو پکڑو۔اس ملک میں ایسے چینل بھی ہیں جو دو دو ارب روپے گورنمنٹ کے لیکر بیٹھے ہوئے ہیں۔taxes بھی نہیں دیتے۔آپ ڈر کے مارے بولتے ہی نہیں۔بھائی پیپلزپارٹی کو زیرو کردیاان لوگوں نے،گھر بجھوادیا۔کہتے ہیں کہ حکومت بناتے بھی ہم ہیں۔بگاڑتے بھی ہم ہیں۔پیپلزپارٹی نے پنگا لیا۔پنگا لوگے تو دیکھوگے۔تو ہم نے دیکھ لیا۔ہم گھر چلے گئے۔ہم نظر نہیں آتے۔واقعی یہ tycoons ہیں۔یہ political tycoon ہوگئے ہیں۔یہ بڑی

چیزیں ہوگئ ہیں۔آپ ان پھڈوں میں نہ پڑیں۔میں تو ابھی بھی کہتاہوں۔بحثیت لیڈر آف دی اپوزیشن کہتاہوں کہ judicial enquiry کروائیں۔پکڑیں سزائیں دیں۔ لٹکائیں۔مگر برابری کی بنیاد پر۔جناب سپیکر! کافی چیزوں پر میں نے بات کرلی ہے او رمیں محسوس کرتاہوں کہ میں نے اس ہاؤس کا بہت بڑا ٹائم لیا۔میں آپ کا اور گورنمنٹ کی طرف سے جو ممبر بیٹھے ہیں اپنی اپوزیشن کے دوستوں کا بہت شکر گزار ہوں کہ Patiently مجھے سنا۔میں نے کوشش کی کہ بجٹ کے دائرے میں رہتے ہوئے بات کروں۔میں شکر گزارہوں اس امید کے ساتھ کہ میری بات کو negatively نہیں سوچاجائے گا۔positively لیاجائے گا۔میں نے جو کچھ بولا ہے۔ پاکستان کی بحالی،خوشحالی،پاکستان کے عوام کی خوشحالی،پاکستان کے مستقبل کے لیے،پاکستان کی sovereignty کے لیے،پاکستان کے بچوں اور صحت کے لیے میں نے بات کی ہے۔میں نے پاکستان کی قوم کی ترجمانی کی ہے۔اگر کوئی غلط بات ہوئی ہے تو معافی کا طلبگارہوں۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔جی دانیال عزیزصاحب۔

جناب دانیال عزیز:شکریہ جناب سپیکر! سر آپ order maintain کردیں گے پلیز؟

جناب سپیکر: جی Please order in the House تشریف رکھیے This is not the way. This is the budget debate جب debate میں آپ کا ممبر ہوگا ان سے پھر کہیے گا کہ بات کرلیں۔ That is not a correct way of doing. If it is urgent, you should come to me. You should right down, come to me and then I will decide whether I am going to give it to you or not. No it is not going to happen this way. No, No this is not 'D' Chowk.جی شروع کریں آپ۔

جناب دانیال عزیز: شکریہ جناب سپیکر! آج ہم پاکستان کی اس حکومت کا تیسرہ بجٹ پاس کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں اور بہت ہی جامع اور ماشاء اللہ اچھے انداز میں لیڈر آف دی اپوزیشن نے جو ہمارے بڑے بھی ہیں، انہوں نے بڑی اچھی تقریر کی، بہت ساری چیزوں کی نشاندہی کی۔ میں تھوڑی سی ان کی بات پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے آج صرف بجٹ پر ہی تقریر نہیں کی

بلکہ پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان کی جمہوریت کی ایسی نشانی ہے جس کے بغیر شاید پاکستان میں جمہوریت کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی جو قربانیاں رہی ہیں ان کی جو تاریخ رہی ہے وہ اپنے جنم دن سے ایک سیاسی جماعت کی شکل میں اور اس کے بعد آج تک بھی اگر آپ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی پہلی تقریریں سنیں، ان کی پارٹی کی جب formation ہورہی تھی۔ Late sixties میں early seventies میں تو ان کی تمام تقریریں وہ معیشت کے حوالے سے ہیں۔ انہوں نے عوام کو ایک معیشت کا تصور دے کر ان کو جگانے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس وقت پوری دنیا میں socialism and communism کا بول بالا تھا۔ چین تھا، روس تھا وارسا پیکٹ،آپ کے پورے لاطینی امریکہ میں، پورے ایشیاء میں بہت سارے ممالک یکے بعد دیگرے اس طرف اپنا رجحان کررہے تھے اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے پاکستان کے اندر، اس سوچ کی، اس اکنامک فلسفے کی ترجمانی کی اور اپنی جماعت میں ایک اسلامک سوشلز م کے حوالے سے ایک پورے کا پورا political سلسلہ شروع کیا۔ اس کے بعد جناب سپیکر وہ جو political سوچ تھی۔ اس کی بہت ساری پالیسیاں تھیں ان پالیسیوں کے حوالےسے ایک بہت بڑی پالیسی آئی جس میں nationalization کی گئی۔ پورے پاکستان کے جو بینک ہیں، جو پاکستان کے کاروباری مراکز ہیں، جو پاکستان کی انڈسٹری ہے، جو پاکستان کا تمام productive capacity ہے سٹیٹ کی، اس کو ایک نئے تصور سے لے جاکر تو ایک نیشنل ایجنڈے کے تحت کیا گیا، چونکہ اس میں distribution لانی تھی انہوں نے۔ اور اس ایجنڈے کے تحت ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اپنی حکومت چلائی۔ اس کے بعد جب محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ آئیں، تو دنیا بدل چکی تھی۔ روس ٹوٹنے کے کنارے پر تھا۔ چین سوچ بچار میں پڑا تھا۔ لاطینی امریکی ممالک اور ایشیائی ممالک وہ سارے اپنے سر پکڑے بیٹھے تھے، ان میں مختلف قسم کی حکومتیں آچکی تھیں۔ نئی سیاسی جماعتیں پیدا ہوچکی تھیں۔ وہ اس فکر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ جو ہم socialism and communism کا دور اور بول بالا دیکھ چکے ہیں اپنی پالیسیاں اس طرف راغب کرچکے ہیں وہ کام اس طرح سے نہیں بڑھ سکا جس طرح کہ ہماری سوچ میں تھا یا ہماری خواہشات تھیں تو وہاں سے پوری دنیا میں ایک واپسی کا راستہ ہوا،جس میں آخر کار cold war کا خاتمہ، اور بہت سارے لاطینی امریکی ممالک کی آزادی اور جمہوریت کی لہر پیدا ہوئی اور اس طرح ایشیاء میں بھی بہت سارے ممالک

نے اپنا رابطہ اور اپنی پالیسیوں کا سارا سلسلہ دوسری جانب یعنی مارکیٹ economy اور capitalism کی جانب راغب کرنا شروع کردیا۔ پاکستان میں بھی ایسا تصور آیا، لیکن پاکستان میں جو پاکستان پیپلز پارٹی کی چال تھی اس طرح، وہ ادھوری رہی۔ اگر آپ تھوڑا سا یاد کریں۔ یہ تاریخ اس لئے ضروری ہے جناب سپیکر تاکہ میں آپ کو جلدی سے ایک دو منٹ میں جہاں ہم آج کھڑے ہیں وہا ں تک لے آؤں۔ تاکہ جو آج کا بجٹ ہے اس کا جو ایک پس منظر ہے economy کا، اس میں دیکھیں تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ اس میں کیا کیا چیز یں ہیں جن کی میں تھوڑی سی نشاندہی کروانا چاہتا ہوں۔ جب پیپلز پارٹی کی محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت آئی تو انہوں نے مارکیٹ economy اور capitalism کی بات نہیں کی، کیونکہ وہ والد صاحب کی اور ان کی پارٹی کا جو جنم دن تھا اس کے ساتھ اس کی قربتیں نہیں ملتی تھیں۔ اس کی سوچ نہیں ملتی تھی، تو اس وقت ہم نے slogans سنے، ہم سٹوڈنٹس ہیں politics کے، اور ان کے ایک بڑے اچھے فخر زمان صاحب تھے۔ انہوں نے ریڈیو پاکستان سے،پاکستان ٹیلی وژن سے اور اس وقت کی غیر آزاد میڈیا سے، یہ جمع کرکے کتابچے بنائے۔ وہ literary جو پنجاب کے بنے ہوئے تھے تو انہوں نے ایک پوری لائبریری بنائی میں نے جاکر وہ بازار سے خریدے اور ایک ایک صفحہ راتوں کو جاگ جاگ کر میں نے پڑھا، یہ سمجھنے کےلئے کہ پیپلز پارٹی کی formation جو ہے ان کی جو سوچ تھی، جو origins تھے original speeches سے، تو اس میں پھر آپ کو پہلی مرتبہ سمجھ آتی ہے کہ یہ کتنا، اس میں جو پیپلز پارٹی کا جو structure and formation ہے اس میں یہ سوچ کتنی گہری ہے۔ تو جب محترمہ آئیں تو وہ اس سے الگ تھلگ نہیں ہوسکتی تھیں تو انہوں نے ایک نیا نعرہ دیا، government at the door step, public-private partnership, new social contract. یہ ساری وہ چیزیں تھیں جو زیادہ governance یہاں حکومتی کام کے ساتھ تھیں، انہوں نے سٹیٹ بینک یا جو پرائیویٹائزیشن کی پالیسی ہے یا جو fiscal and monetary policies ہیں ان کی طرف سارا اپنا نیا تصور پیش کیا، اس طرف نہیں گئے، وہاں جاتے تو پھر یہ صاف صاف بتانا پڑتا تھا کہ کیا آپ socialism and communism سے ہٹ گئے ہیں ؟ تو یہ بات پاکستان پیپلز پارٹی میں ساتھ ساتھ رہی ہے۔ ابھی سائیں خورشید شاہ صاحب نے کہا کہ ہم نے 2008ء میں آکر پرائیویٹائزیشن کی

پالیسی بند کردی۔ میں ایک بات کہتا ہوں کہ انہوں نے بند نہیں کی، ان کے کچھ دوست ہیں جن میں کائرہ صاحب بھی شامل ہیں، اس میں قصور کے ان کے بڑے اچھے ایک ایم این اے صاحب تھے وہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے ایک نئی سوچ پیدا کی تو انہوں نے اس کو ایک employee share scheme بنا کر ان کو ownership دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ وہ بھی ایک قسم کی پرائیویٹائزیشن ہے۔ کہ آپ ان کے جو ملازمین ہیں، ان پر مشتمل ایک distribution کریں اور آپ یہ کریں۔ٹھیک ہے۔ لیکن جو بنیادی بات ہے وہ change of gear جو ہے وہ جو نئی economic needs تھیں اس طرف راغب نہیں کرسکے۔اور یہاں تک اس کا ثبوت ہے کہ جب ان کی حکومت بنی، coalition government تھی تو آج جو ہمارے اسحٰق ڈار صاحب بجٹ پیش کررہے ہیں، میں یاد دہانی کےلئے کہنا چاہتا ہوں اس ہاؤس کے لئے اور پاکستان کے عوام کے لئے، کہ یہ اسحٰق ڈار صاحب پاکستان پیپلز پارٹی کے فنانس منسٹر تھے جو آپ بجٹ دے رہے ہیں یہ پیپلز پارٹی کے دوران حکومت فنانس منسٹر تھے۔ اور اس کے بعد اگر آپ دیکھیں تو پاکستان پیپلز پارٹی کے فنانس منسٹر تقریباً ہر سال بدلتے رہے ہیں، اور یہاں تک کہ ہمیں یہ بھی خبریں ملیں کہ فنانس منسٹر صاحب مل ہی نہیں رہے، چھ چھ مہینے، تین تین مہینے فنانس منسٹر ہی نہیں ہیں تو پھر کچھ اور جگہ سے کچھ نام پیش کیے گئے تو پھر چونکہ ایک صاحب تھے سندھ سے تعلق رکھنے والے۔ ان کو پھر فنانس منسٹر بنایا گیا۔ انہوں نے ایک ڈیڑھ سال نکال لیا ان کے ساتھ۔ اس سے پہلے جو شوکت ترین صاحب تھے اس سے پہلے جو تھے۔ اس طرح نوید قمر صاحب تھے لیکن یہ معاملہ چل نہیں سکا۔ تو یہ ایک بنیادی problem ہے۔ آج بات ہوئی employees کی salaries کی، میں اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ پاکستان میں 1972 تک تقریباً 680 scale of pay تھے۔ جناب سپیکر یہاں تک کہ جو botany کا پروفیسر تھا، جو curator of the museum تھا جو ریلوے انجنیئر تھا، جو پولیس تھی، جو ہیلتھ کا محکمہ تھا، ان سب کی علیحدہ علیحدہ تنخواہیں ہوتی تھیں اور 1972 میں وہی سوچ جو تھی socialism and communism والی، اس میں reform لایا گیا، Pay and Pensions Commission بنائی گئی۔ اس کے ہیڈ تھے ممتاز حسن صاحب۔ اس Pay and Pensions Commission نے مارکیٹ ریسرچ کرکے یہ فیصلہ کیا کہ پاکستان میں 26 scale of pay

ہونگے۔ اور جو 26 واں scale of pay ہے اس کو مارکیٹ ریسرچ کے تحت انہوں نے تعین کیا کہ یہ چار ہزار روپے ماہوار اس کی minimum pay ہوگی۔ تو یہ جو Pay and Pensions Commission بنا انہوں نے 680 سکیلوں کو ان 26 سکیلوں میں کیسے ضم کردیا کہ جو چار ہزار والا 26 واں سکیل ہے اس سے نیچے آتے آتے کسی کو 25 گریڈ میں، کسی کو 24 گریڈ میں، اور ہر جو scale of pay تھی اس کو کوشش کی گئی کہ ایک درجہ زیادہ اس کو دیا جائے یعنی اگر اس کا تیسرے سکیل پر پے فٹ ہوتی تھی تو کوشش کی گئی کہ اس کو چوتھا سکیل دیا جائے، تاکہ وہ اس کو اپنا لے۔ لیکن جناب سپیکر کیا ہوا کہ ایک رات کے اندھیرے میں ایک وزٹ پر گئے، اس وقت تو ماشاء اللہ بہت طاقتور تھے اور چین کے دورے کے بعد، پاکستان جب لوٹے ہیں، ہمارے ملک کے اس وقت کے لیڈر ذوالفقار علی بھٹو صاحب، ان کی بڑی شان و شوکت، پوری دنیا میں Islamic world میں انہوں نے foreign policy کا ایک نیا تصور پیش کیا، ہم وہ سب چیزیں مانتے ہیں، لیکن پاکستان میں کیا ہوا۔ کہ انہوں نے واپس آکر message بھیجا ممتاز حسن کو، اسی Pay and Pension Commission کے head کو، میں employees' salary کی بات پر آرہا ہوں، یہ بڑا ضروری ہے سمجھنا۔ ان کو کہا کہ آپ جو compression ratio ہے وہ one to ten کریں۔ وہ دنگ رہ گئے compression ratio میں آپ کو بتاتا چلوں۔۔۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر : دانیال صاحب آپ بریک کے بعد کرلیجئے گا۔ تاکہ نماز ہوجائے The proceedings of the House are suspended for Zohr prayers till 2 p.m.)

(The proceedings of the House were suspended for Zohar Prayers till 02:00 p.m.)

(ایوان کی کارروائی وقفے کےبعد دو بج کر پانچ منٹ پرزیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: السلام علیکم جی۔جی دانیال عزیز صاحب اپنی speech جاری رکھیں۔

جناب دانیال عزیز چوہدری: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی ریکویسٹ ہوگی کہ مجھے تھوڑا سا بتا دیا جائے اورپوائنٹس بہت زیادہ ہیں جو cover کرنے ہیں تو اگر ٹائم کا عندیہ دے دیا جائے تو اس کے مطابق پھر میں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہر ممبر کا ٹائم سات منٹ چھ سیکنڈ ہیں اور آپ زیادہ consume کریں گے تو آپ کے ممبرز ہیں ان کا۔۔

جناب دانیال عزیز چوہدری: میرے چیف وہپ نے مجھے ہدایات کی ہیں اور میں اس کے مطابق چلوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کوشش کریں کہ جتنی جلدی ہو جائے۔

جناب دانیال عزیز چوہدری: جی شکریہ۔ جناب سپیکر! جب اذان ہوئی تو میں چیئر کی وساطت سے بتا رہا تھا کہ جو compression ratio ہے وہ کسی بھی ایک محکمے میں جو سب سے کم paid employee ہے اور سب سے highest paid employee ہے ان کے درمیان ratio ہے اور یہ ایک political empiric تھا یعنی ایک سیاسی ناپ تول تھا۔اگر آپ کسی management کی کتاب پڑھیں تو اس میں آپ کو یہ چیزیں نہیں ملیں گے۔ وہ ایک سیاسی ناپ تول یہ تھا کہ جس وقت برطانوی راج یہاں پر قائم ہوا تو جو European Officers تھے ان کی تنخواہ بہت شہنشاہانہ تھی اور جو بے چارے یہاں کے natives تھے ان کی تنخواہ بہت کم تھی حالانکہ کام سارا وہ کرتے تھے۔ تو ایک نعرہ اس وقت بنا equal work for equal payاور اس کے تحت یہ compression ratio جو ہے یہ ان کی injury کا اندازہ لگانے کے لئے یہ بیان کیا گیا۔ آپ کے علم کے لئے جب پاکستان 1947 میں معرض وجود میں آیا تو اس وقت compression ratio one is to fourty-six تھا۔ بھٹو صاحب جب چین سے واپس تشریف لائے تو انہوں نے یک جنبش۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر عارف علوی صاحب کا مائیک کھولیے۔

POINT OF ORDER REG: QUORUM POINT OUT

ڈاکٹر عارف الرحمان علوی: سپیکر صاحب میں یہ گزارش کر رہاہوں کہ بجٹ کا بڑا اہم اجلاس ہے اور television coverage بھی ہے۔ ہمیں ملک کو یہ دکھانا ہے کہ people are interested.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ Quorum point out کررہے ہیں ؟

ڈاکٹر عارف الرحمان علوی: میں Quorum point out کر رہاہوں۔

Mr. Deputy Speaker: Count be made.

(The Count was made.)

Mr. Deputy Speaker: The House is suspended till the Quorum is in order.

(اجلاس کی کاروائی 2:10 pm زیر صدارت ڈپٹی سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

Mr. Deputy Speaker: The House is in order

جی جناب دانیال عزیز صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

(مداخلت)

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2015-2016

جناب دانیال عزیز: شکریہ جناب سپیکر۔ یہ fourth time interruption ہوئی ہے آپ تھوڑا سا مجھ پر رحم کرنا تاکہ میں اپنی بات دوبارہ سے اس مقام پر لے آؤں جہاں سے میں بات کر رہا تھا۔ اب چونکہ پی ٹی آئی کے دوستوں نےquorum point out کیا ہے میں تو تھوڑا depth میں جانا چاہ رہا تھا لیکن اب مجھے تھوڑی سی اس پر بھی روشنی ڈالنی پڑے گی تو آپ ذرا مجھے دو منٹ دینا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا اور میں آپ کو یہ بتانے کی کوشش کررہا تھا کہ جو compression ratio ہے وہ جو lowest paid employee and highest paid employee ہے کسی ڈیپارٹمنٹ کا ان کے درمیان فرق ہے۔ جب بھٹو صاحب لوٹے واپس چین کے دورے سے تو انہوں نے حکم بھیجا ممتاز حسن کےPay and Pension Commission کو کہ آپ کو حکم ہے کہ pay کی جوcompression ratio ہے اس کوone is to ten کریں تو انہوں نے واپس لکھا کہ جو روس کی نیوی ہے اس میں جوseaman ہے اور کپتان ہے ان کے درمیان one is to ninety nine کا فرق ہے جہاں سے communism آیا ہے جہاں سے socialism آیا جہاں سےoriginate ہوا ہے۔ آپ ہمیں بتائیں کہ ہم اس ملک میں یہ کیوں کر رہے ہیں یہ جو آپ کہہ رہے ہیں۔ تو انہوں نے حسب عادت کہا کہ اگر آپ نہیں کر سکتے تو میں آپ کے لیے کر دیتا ہوں۔ تو انہوں نے جناب گریڈ 23 گریڈ 24 گریڈ 25 گریڈ 26 یہ سارے کے سارے یک جنبش قلم delete کر دیے یہاں سے جناب سپیکر جو ماشااللہ خورشید شاہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ ایمپلائز کی تنخواہ بڑھانی چاہیے۔ ہم بھی کہتے ہیں تنخواہ بڑھانی چاہیے۔ بڑھائی بھی ہے لیکن بات صرف تنخواہ بڑھانے کی نہیں رہی پاکستان میں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان 22 سکیلز کو جن کو ہم لپٹے ہوئے ہیں ان میں سے جو 22 سکیل ہے وہ 1275 روپے 1972 میں لے رہا تھا جبکہ 26 سکیل چار ہزار روپے پر تھا۔ آپ نے جب یہ فیصلے کیے تو آپ نے ایک communism کی چھاپ ان 22 سکیلوں کے ذریعے انتظامیہ پر چھوڑ دی۔ اس کے بعد آپ communism, socialism سے ہٹ گئے۔ آپ

capitalist, market development, market economy میں چلے گئے اور ایک parliamentary democracy grow کرنے کی کوشش کی۔

تو یہ ایک تعجب کی بات ہے جناب سپیکر کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ایک market economy چلانے کے تگ و دو میں لگے ہوں۔ آپ ایک parliamentary democracy چلانے کی تگ و دو میں ہوں۔ آپ کی ساری ایڈمنسٹریشن میں ایک communist incentive کی چھاپ ہو گی۔ یہ تو جناب بالکل ہی نہیں چلنا۔ اور چل بھی نہیں رہا ہے اور آپ سب کو اچھی طرح پتا ہے اس ہاؤس میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں۔ کونسی بھی جماعت اقتدار میں آ جائے کونسی بھی جماعت حکومت میں آ جائے۔ صوبوں کا حال دیکھ لیں کہ وہ جو 22 اور 26 پرسنٹ کا جو فرق ہے اس کا سب کو نہیں پتا ہے۔ جناب سپیکر کیسے پورا ہو رہا ہے۔ کسی کو نہیں پتا کہ کیسے پورا ہو رہا ہے۔ سب کو پتا ہے کہ وہ کیسے پورا ہو رہا ہے۔ لیکن ہم کیا کر رہے ہیں۔ ہم ایک شترمرغ کی طرح ریت میں اپنا سر دیے ہوئے ہیں اور ہم کیا کرتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں موٹروے پولیس ہے ان کی ایک علیحدہ تنخواہ بنا دیں اسلام آباد پولیس ہے ان کی علیحدہ تنخواہ بنا دیں۔ جو آپ کے بینک کے ملازمین ہیں ان کی ایک علیحدہ تنخواہ بنا دیں۔ ہمیں معلوم ہےجو ٹریفک وارڈن ہے اس کی ایک علیحدہ تنخواہ بنا دیں۔ لیکن جو اصل جڑ ہے جو ریڑھ کی ہڈی ہے۔ جہاں پر آپ کی ایڈمنسٹریشن جہاں پر آپ کی تمام انتظامیہ جنہوں نے ملک چلانا ہے جنہوں نے یہ فیصلے کرنے ہیں ان کو آپ ہاتھ ڈالنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ آپ اس communism کی چھاپ کو تبدیل کر کے ایک نئے انداز میں پورے پاکستان میں taking the bull by the horns and giving a new structure of pay for Pakistan, giving a civil service reform for Pakistan مجھے یہ لگا ہے کہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد جو باتیں خورشید شاہ صاحب نے کیں وہ تو تمام حل ہونی چاہیے تھیں۔لیکن ہوا کیا ایک عجیب و غریب ہمیں اٹھارھویں ترمیم کے بعد ایک کباڑ خانہ ملا۔ اٹھارھویں ترمیم سے واپس کر کے یہ فیڈرل گورنمنٹ میں منسٹریاں دوبارہ بحال کر دی گئیں تو آج تک رضا ربانی صاحب اس کے بارے میں سناتے ہیں اور وہ سینیٹ کے چیئرمین ماشاءاللہ بن گئے ہیں اور وہ اپنی جماعت کو سناتے ہیں کہ آپ یہ قانون اور آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

خورشید شاہ صاحب نے NFC کی بات کی، میں جلدی جلدی سارے topic cover کرتا ہوں۔ جو NFC کا انہوں نے حوالہ دیا تو جب انہوں نے NFC بنائی تو انہوں نے اس وقت اور کام کیا کہ انہوں نے جو National Finance Commission ہے اس کا تسلسل برقرار رکھا اور ماضی میں یہ ہوتا تھا کہ Finance Commission, Award دے کر برخاست ہو جاتی تھی، اس دفعہ ایسا نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ مرکز سے صوبائی سطح پر فنڈز تقسیم ہوئے ہیں اور یہ بڑا خوش آئند ایک فیصلہ ہوا ہے۔ لیکن اس میں صوبائی حکومتوں کی بھی ایک ذمہ داری تھی اور انہوں نے وہ ذمہ داری عائد کی ہے in writing جس میں پنجاب نے، سندھ نے، بلوچستان نے، خیبرپختونخواہ نے اپنے اپنے حصے کا کسی نے 0.65% of GDP کسی نے 1.2% of GDP اور کسی نے 2.5% of GDP انہوں نے اپنا tax enforce کر کے اپنے taxes بڑھانے تھے۔ لیکن دیکھنے میں کیا آیا کہ کوئی ایک بھی صوبہ اس معیار پر پورا اتر نہیں سکا اور اب ہمارا جو tax to GDP ratio ہے جو NFC Award کے ذریعے فنانس ہو کر پورے ملک کو اٹھانا تھا۔ جس میں یہ ایجوکیشن کی باتیں ہو رہی ہیں، ہیلتھ کی باتیں ہو رہی ہیں،Agriculture کی تو وہ صوبائی سبجیکٹ ہو گئے ہیں۔ تو ان کے اوپر جو رقوم استعمال ہونی تھیں تو اس کی اہم ذمہ داری اور صوبائی حکومتوں کا حصہ تھا۔ اب ایک صوبائی حکومت پیپلز پارٹی کی ہے، ایک پی ٹی آئی کی ہے اور ایک حکومت بلوچستان میں coalition government ہے، جس میں major partner نون لیگ ہے اور پنجاب میں نون لیگ کی گورنمنٹ ہے۔ تو اس میں بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے کو توں اور تم کہہ کر بلائیں تو ہمیں اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ایک قومی سوچ پیدا کرنی پڑے گی۔ کیونکہ جب یہ اٹھارھویں ترمیم پاس ہوئی تھی تو یہ تمام جماعتوں نے unanimously pass کی تھی۔ تو اس لیے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ جس جس کا جو جو صوبہ ہے اور جو بھی مرکزی حکومت میں گورنمنٹ میں ہے تو ان چیزوں کو ہم دیکھیں اور جس کی غلطی ہوئی ہے وہ مانیں اور کوشش کریں کہ ہم اس کو پورا کریں۔ تا کہ جو original plan تھا اس جمہوریت کے ذریعے اور جب یہ بحال ہوئی اور نافذ کیا گیا تو وہ پاکستان کو مل سکے۔ اب اس میں ایک اور بات ہے کہ اس دفعہ NFC Award ایک سال آگے چلا گیا اور فیڈرل گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ پیپلز پارٹی نے جو منسٹریز

بحال کر دی ہیں تو وہ کہتی ہیں کہ ہمارے پاس تو کام بھی کوئی نہیں ہے۔ پاکستان میں مسئلہ یہ ہے کہ گریڈ ون سے لے کر گریڈ بائیس کیبنٹ سیکرٹری تک ہے تو یہ ہماری unitary bureaucracy ہے، یہ تحصیل میں گریڈ 17 سے شروع ہوتی ہے اور یہ بائیس گریڈ میں جا کر ختم ہوتی ہے یہ PUG کیبنٹ سیکرٹری میں، اس میں جو آپ کی گریڈ بائیس کی پوسٹیں ہیں وہ صوبوں میں نہیں ہیں، گریڈ اکیس کی بھی صوبوں میں پوسٹیں نہیں ہیں۔ جو چیف سیکرٹری، SMBR, IG ہے صرف ان کی by name grade اکیس ہیں، کبھی کبھار Personal to the Officers گریڈ بائیس مل جاتا ہے لیکن post upgrade نہیں ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو افسران ;APUG کے ہیں تو انہوں نے بائیس گریڈ لینا ہے تو انہوں نے اسلام آباد آنا ہے۔ جب انہوں نے اسلام آباد آنا ہے اور یہاں پر آپ نے 17 منسٹریاں ختم کر دیں تو 17 بائیس گریڈ کی پوسٹیں آپ نے ختم کر دیں، شاید اس سے ڈبل آپ نے اکیس گریڈ کی پوسٹیں، ڈپٹی سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری، جوائنٹ سیکرٹری، تو وہ ساری کی ساری آپ نے ختم کر دیں۔ جب انہوں نے صوبوں میں promote ہونا ہے اور صوبوں میں پوسٹ نہیں ہے تو وہ ادھر آکر کیا کریں گے، وہ اسلام کلب میں آکر گالف کھیلیں گے۔ وہ تو possible نہیں ہے، لہذا انتظامیہ کے اندر پریشر جاری و ساری ہے کہ اٹھارھویں ترمیم کے تحت ایک آئینی ترجمانی کی گئی تھی پاکستان کے federal structure کو تو اس سے بیورکریسی کا unitary structure ٹکرا رہا ہے۔ اپنی پرموشن کے لیے وہ زبردست قسم کا جنگ و جدل کر رہے ہیں، اس میں چاہے function ہو یا نہ ہو۔ دیکھیں پیپلز پارٹی کے دور میں CADD کی منسٹری بنی ہے اور CADD Ministry میں ایجوکیشن اور ہیلتھ ساری کی ساری ٹھسی ہوئی ہے، علیحدہ ایک ایجوکیشن اور ہیلتھ منسٹری بنی ہوئی ہے۔

اب آپ ایجوکیشن منسٹری میں دیکھیں تو اس میں National Voluntary Movement, National Training Programme, Talent Pool اس طرح کی چیزیں ہیں۔ وہ محکمے کب سے افادیت کھو بیٹھے ہیں اور ان کے اوپر غور و فکر بھی نہیں ہورہا۔ اب ہم حکومت کی حیثیت سے عجیب سے حصے میں آکر پھنس گئے ہیں کہ ہم نے اٹھارھویں ترمیم بھی کر دی، پیسے بھی صوبوں میں بھیج دیے، لیکن جو منسٹریاں تھیں، جن کے function ابھی تک صوبوں میں

ہیں وہ ہم نے دوبارہ بنا لی ہیں اور ان کے پاس ایسا کام نہیں ہے اور آپ نے ایک عجیب سی تگ و دو پیدا کی ہوئی ہے۔ چونکہ یہ ساروں نے کیا ہے اور اب ہمیں بیٹھ کر اس کا حل نکالنا پڑے گا اور وہ حل کیا ہے، وہ بات باقی ہے اور اس پر ایک کمیٹی بننی چاہیے اور اس پر ایک فیصلہ ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر ! جب تک وہ نہیں ہو گا تو آپ NFC نہیں بنا سکتے۔ آپ NFC نہیں بنائیں گے تو آپ کا census رکا رہے گا، آپ کا census رکا رہے گا تو آپ کے سارے ملک کی پلاننگ اور فنانس دبی رہے گی اور ایک متنازع معاملہ بنا رہے گا۔ یہ وہ ایک major initiatives ہیں جو ہمیں across party lines ایک democratic edifice کے ذریعے، جیسے ماشاء اللہ NFC Award بالکل صحیح کہہ رہے ہیں، 18th Amendment بالکل صحیح کہہ رہےہیں، خورشید شاہ صاحب ہم نے کیا، لیکن کام ابھی باقی ہے اور وہ کام ہم نے نمبٹانا ہے۔

میں تھوڑی سی زراعت کی بات کرنا چاہوں گا، زراعت کے حوالے سے جو خورشید شاہ صاحب نے باتیں کیں کہ اس میں agriculture sector کو سپورٹ کرنا چاہیے اور بالکل کرنا چاہیے اور اس وقت کی گورنمنٹ آف پاکستان نے ان کی ایک مین چیز ہے agriculture credit اور پانی، پاکستان میں پانی مہنگا ہوتا جا رہا ہے، ڈیزل کی وجہ سے، بجلی کی وجہ سے اور یہ ہمارے جو scarp tube wells ہیں اس کی وجہ سے جو salinity آرہی ہے، یہ سارا کا سارا بہت میگا مسئلہ ہے جو چاروں صوبوں میں ہے۔ اس حکومت نے پہلی مرتبہ اس کا ایک نیا حل نکالا کہ تیس ہزار سالانہ target دیا گیا ہے سولر ٹیوب ویل کا، جس سے ہماری مین کھپت جو ٹیوب ویل میں جا رہی ہے subsidized بلوچستان میں، پنجاب میں اور سندھ میں، وہ بھی بچے اور ہماری پانی کی جو فراہمی ہے وہ بڑھ جائے تا کہ maximum use ہو سکے۔ ہمارا agriculture out put جیسے کہ یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے راستہ ڈھونڈنا ہے کہ ہماری جو کپاس ہے وہ بیس ٹن سے ساٹھ پر چلی جائے،گندم کی پیداوار چالیس سے اسی پر چلی جائے۔ اس کا طریقہ سب سے شارٹ اور بہترین یہ ہے کہ آپ پانی کی فراہمی بڑھا دیں۔ اگر آپ کو پانی مل جاتا ہے تو naturally آپ کی agriculture output jump کر جاتی ہے۔ تو اس کے لیے گورنمنٹ نے پورا پلان بنایا ہے، جو ہمارا storage cold chain ہے اور جو agriculture in puts ہیں۔ ان تمام کے لیے جو 360 بلین جو ماضی میں

180 یا 185 بلین agriculture loan ہوتا رہا ہے اس کو بڑھا کر کر دیا ہے۔ جو آپ کا سارے کا سارا agriculture sector ہے تو اس کا ویسے بھی بہت زیادہ بجلی کے ساتھ تعلق ہے۔

اب میں تھوڑی سی بجلی کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس ایک اشتہار ہے جو پاکستان پیپلز پارٹی کی آخری گورنمنٹ نے 21 اپریل 2013 کو چھاپا تھا۔ April 21, 2013 نیوز اخبار میں ایک full page add چھپا ہے پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے، کب جناب April 21, 2013یعنی مئی کی گیارہ تاریخ کو الیکشن ہو رہا ہے، تقریباً بیس دن کے بعد اور اکیس اپریل کو یاد دیہانی آئی ان کو کہ جو 1997 میں، جناب سپیکر ! آپ کو حیرت ہونی چاہیے یہ سن کر کہ 1997 میں انہوں نے IPP کے جو پراجیکٹ لگائے تھے ان کا یہ خمیازہ بھگتنے کے لیے تیار ہو گئے اور کہا کہ ان کو ہم بحال کریں گے۔ کب جب کہ پانچ سال ان کی حکومت چل چکی تھی۔ پانچ سال کی حکومت کیسے چلی،پانچ سال کی حکومت ایسی چلی کہ ماشاء اللہ بڑا الزام لگایا جاتا ہے کہ آئی ایم ایف کے بل بوتے پر چل رہا ہے اور آئی ایم ایف یہ کرے۔ باباآپ آئی ایم ایف کو ایک طرف رکھو اور جو ایشین ڈیویلپمنٹ بنک نے آپ کے بارے میں رپورٹ دی تھی، آپ کے رینٹل پاور کےبارے میں اور جو مشہور و معروف آپ کے وزیراعظم صاحب کے اس وقت نام ہوئے تھے، جو اس وقت کے میگا سکینڈل عدالتوں میں چلے اور جو پورے پاکستان نے اور پوری دنیا نے دیکھا۔ آج ہم کیا دیکھ رہےہیں، جب ہم خورشید شاہ صاحب کی بات مانیں یا دوسروں کی بات مانیں تو ہمیں بڑی بھیانک تصویر کھینچ کر بتا رہے ہیں کہ پاکستان میں غریب کے منہ سے نوالہ کھینچ لیا، پاکستان میں آپ نے غریب کے لیے کچھ نہیں کیا، کسان کے لیے کچھ نہیں کیا، مزدور کے لیے کچھ نہیں ہوا۔ جناب سپیکر ! میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ Moody's ایک پوری دنیا کی اہمorganizationہے جو یورپ کے ممالک ہیں، لاطینی امریکہ کے ممالک اور ان ساروں کو وہ evaluate کرتا ہے۔ اس کا کوئی تعلق کسی امریکن یا برطانوی حکومت کے ساتھ نہیں ہے اور وہ پرائیوٹ سیکٹر ہے اور ان کا اپنا کام ہے اور وہ Corporate sector کو جانچتے ہیں اور ملکوں کو جانچتے ہیں،انہوں نے ایک ڈیڑھ مہینہ پہلے رپورٹ دی ہے اور جس میں کہا ہے کہ پاکستان حکومت کے اچھے اقدامات سے ہم اس کی رینکنگ بڑھا رہے ہیں۔ ایک اور ہے Standard & poors اب یہ آئی ایم ایف نہیں ہے، یہ ورلڈ بینک نہیں ہے،

یہ ایشین ڈویلپمنٹ بینک نہیں ہے، اس کو ایک منٹ کے لیے آپ چھوڑ دیں، یہ پرائیوٹ سیکٹر ہے اور ان لوگوں کو کسی کے ساتھ غرض نہیں ہے اور انہوں نے اپنا کام کرنا ہے اور پوری دنیا کی investment ہے، پوری دنیا کے جو بینک ہیں، پوری دنیا کا پرائیوٹ سیکٹر انڈسٹری ہے تو وہ ان کی جانب دیکھتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے وہاں سے اپنا اندازہ لگانا ہوتا ہے کہ ہم نے کہاں پر پیسوں کی کھپت کرنی ہے۔ تو جناب Standard and Poors نے بھی پاکستان کو کہا ہے کہ حکومت کی اچھی کارکردگی کی وجہ سے ہم ان کی رینکنگ بڑھا رہے ہیں۔ جناب سپیکر ! ہر سال یہاں پر ماتم ہوتا ہے، اپوزیشن ماتم کرتی ہے اور جس وقت بھی آپ کا Transparency International کا سروے چھپتا ہے تو یہ بتایا جاتا ہے اور بیسیوں سال سے ہم سن رہے ہیں جب سے کراچی میں ان کا دفتر بنا ہے گیلانی صاحب کا کہ پاکستان تین نکتے فلاں جگہ گر گیا، دس نکتے فلاں جگہ گر گیا ہے۔ جناب سپیکر ! یہ دس سال سے تسلسل ہے کہ پاکستان اس کے اوپر تلکتا جا رہا ہے۔ تو کیسے حیرت کی بات ہے کہ اس دفعہ جو جو Transparency International میں چھپا ہے، چھوڑ دیں Standard and Poor Moodysچھوڑدیں، چھوڑدیں آئی ایم ایف کو، چھوڑ دیں IDB نے جو آپ کو رپورٹ دی، Transparency International کی بات کر لیں اور انہوں نے کہا کہ پاکستان میں کرپشن جو ہے، خاص طور پر میرے دوست پی ٹی آئی کے بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے کے پی کے کا علیحدہ دیا ہے اور وہ میں آپ کو بعد میں بتاتا ہوں۔ کہ پاکستان میں کرپشن کا درجہ کم ہوا ہے اور پاکستان میں پوری دنیا کے معیار کے اوپر کرپشن کے خلاف جنگ میں بہتری نظر آرہی ہے، یہ اس میں لکھا ہوا ہے اور اس میں انہوں نے تفصیل دی ہوئی ہے۔

جہاں وہ انٹرویو کرتے ہیں چیمبر آف کامرس اینڈانڈسٹری کو،وکیلوں،پولیس کو مختلف محکموں کے افسران کو دوسرے تیسرے پورااان کا system ہے جس سے وہ جانچتے ہیں یہ چیز۔ United Nations جناب،اب United Nations تو World Bankاور آئی ایم ایف کے دباؤ کے نیچے نہیں ہے۔ United Nations تو ہمارے ووٹوں سے بنا ہے۔وہ دنیا کا ایک ایسا ادارہ ہے جوکہ تمام دنیا کے ممالک نے اکٹھے ہوکر خود بنایاہے اور وہ ہی اس کو چلاتے ہیں تو United Nations کا یہاں پر تھائی لینڈ میں جو شمشاد اختر صاحبہ ہیں وہ اس کی ہیڈ بنی ہوئی ہیں تو انہوں نے بھی ایک

UNS CAPجوکہ پورے ایشیا کا economies کا ناپ تول کر دیکھتے ہیں کہ emerging industries کہاں آرہی ہیں۔کیا صورتحال چل رہی ہےstability کہاں ہے،کہاں نہیں ہے۔آنے والے سالوں میں کیا چیزیں ہوں گی اور کہاں پر مشکلات پیدا ہونی ہیں۔انہوں نے یہ سارا کچھ جانچ کر پاکستان کو ایک رپورٹ دی جس میں جہاں پر جو سب سے زیادہ خلاف پاکستان کے Economic Management کے اشفاق حسن خان صاحب آپ نے دیکھا ہوگا نیوز اخبار میں وہ آرٹیکل چھاپتے رہے ہیں۔وہ کوئی بھی آرٹیکل پڑھے گا تو وہ سمجھے گا کہ کل صبح پاکستان رہنا ہی نہیں ہے تو وہ Adviser تھے UNS CAP کے۔ان کو بھی جو کہتے ہیں پاکستانی economist ان کو نیم حکیم کہتے ہیں۔ بڑے نام ہیں ان کے intellectual ان کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا کہ واقعتاً پاکستان میں stability آئی ہے۔اب آتے ہیں World Bank اور ADB کی طرف انہوں نے اپنی رپورٹس میں کہا کہ پاکستان میں بہترین اکنامک کارکردگی ہورہی ہے۔اس کے بعد آپ آئیں آئی ایم ایف کی طرف۔آئی ایم ایف وہ ادارہ ہے،جس سے پاکستان نے پوری عمر کے لیے قرضہ لیاہے۔ اور پاکستان میں یہ معمول رہاہے کہ کوئی بھی حکومت ان کی دوسری trench تک نہیں پہنچ سکا۔اس کا مطلب یہ کہ اگر آپ نے چھ سو ارب ڈالر لینا ہے ان سے تو پہلی قسط میں آپ تین سو ارب یا ساڑھے تین سو ارب روپے دیتے ہیں اور باقی تین چار قسطوں میں آپ سو، سو ارب کرکے دیتے ہیں۔تاکہ آپ کو ایک دم آپ ٹیکہ لگے اور آپ کی توانائی ٹھیک ہوجائے۔اس دفعہ کیا ہوا کہ آئی ایم ایف نے اس کو back load کردیا۔نہ صرف back load کیا بلکہ پاکستان کی حکومت پچھلے دو سال کے دوران جو ماضی کا لیا ہوا قرضہ تھا۔ایک failed IMF programme کا جو پیپلزپارٹی کی نگرانی میں ہوا۔اس کے بھی قرضہ جات سارے اتارے اور مزید جو نئے لیے وہ بھی سارے اتاردیے۔

اس کے بعد کیا ہوا جناب سپیکر! کہ آئی ایم ایف اس وقت seventh review پر ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے بھی انہوں نے structural bench mark ڈالے ہیں ان ساروں کے اوپر ایک ایک کر کہ ہم نے ان کو نہ صرف ثابت کیا ہے۔بلکہ ان کو منوایا ہے تو انہوں نے review کے بعد اگلا جو ہمیںtrench ہے وہ دیا تاکہ ہم آگے چلیں۔یہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا۔جناب سپیکر! مہنگائی کی بڑی بات ہوتی ہے اور تنخواہوں کے بارے میں بھی بات

کرناچاہتاہوں۔پاکستان میں پیپلزپارٹی کی حکومت ماضی میں inflation جو تھی consumer price index یہ 21اور22فیصد کو touch کررہی تھی درمیان جب ان کا تیسرا سال چل رہاتھا۔کیونکہ یہ نوٹ چھاپ رہے تھے۔اس کی وجہ سے inflation ہورہی تھی اور اس وقت یہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے 125فیصد تنخواہ بڑھائی۔بالکل ا ور ان کو بڑھانی بھی چاہیے تھی۔کیونکہ یہ inflation index ہوتا ہے پوری دنیا میں تنخواہوں کا تاکہ آپ کا purchase parity جو ہے وہ رہے۔لیکن جناب سپیکر! ہماری حکومت دیکھیں جو ہم inherit ساڑھے آٹھ فیصد inflation کو ہم چار پر لیکر آئے ہیں اور چار پر کیا لیکر آئے ہیں۔اگر آپ پچھلے تین مہینے کے دیکھیں تو 2.1فیصد پر ہے تو جب وہ 2.1فیصد پر ہے تو آپ ساڑھے سات فیصد increaseدے رہے ہو تنخواہ میں تو کیا یہ ان کی بہتری کی طرف بڑھ رہے ہیں آپ۔یہاں اگر بیس بائیس یا پچیس فیصد دے رہے ہیں۔کہیں آپ کو چار فیصد کا فرق پڑرہاہے،کہیں آپ کو دو فیصد کا فرق پڑ رہاہے۔ہم اس میں پھر بھی بہتر ہیں۔ اور میں یہ تجویز دیتاہوں across party lines کہ آئیں آپ بناتے ہیں وہ قانون آپ بنائیں۔بڑی اچھی بات ہے کہ اس کو مستقل مزاجی سے اس کا فارمولا بناکر اس کو indexکردیں۔یہ رو ز ہم بحث کرتے ہیں ہر سال اس کا مستقل حل نکالیں اور جو میں نے بائیس گریڈ کی بات کی تھی اس کا بھی ہمیں حل نکالنا چاہیے۔

یہاں پر گندم کی بات ہوئی۔گندم کی بڑی important بات ہے جناب سپیکر!میں آپ سے ایک منٹ چاہوں گا۔میں آرہاہوں wind upکی طرف۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دوسرے ممبر کا ٹائم time consume کر رہے ہیں۔جی Chief Whip صاحب نے کہا ہے۔لیکن وہ بھی آپ کا ختم ہورہاہے۔

جناب دانیال عزیز:سر مجھے چار دفعہ interrupt کیا گیا۔آپkindly مجھے ٹائم دے دیں تھوڑا سا۔گندم یہ ہوا کہ پاکستان میں 8-2007 میں پاکستان میں floods آئے۔ان floods کی وجہ سے جب پیپلزپارٹی کی حکومت بنی 2008 مارچ میں تو انہوں نے ستمبر،اکتوبر میں جو specifications دیئے تھے wheat Ministry of Food and Agricultureکے import کے ان کو تبدیل کردیا۔جناب سپیکر! اگر آپ وہ تبدیلی دیکھیں گے تو آپ کانوں کو ہاتھ

لگائیں گے۔یہ جو imports کی بات ہورہی ہے نہ کہ کالی گندم،اور بدبودار گندم import ہوئی ہے۔یہ کیسے ہوئی ہے۔اس کی تحقیقات ہورہی ہیں آج کل۔وہ جناب ایسے ہوئی کہ جو 2005 کی specifications تھیں۔دنیا میں پاکستان کی بہترین گندم ہے۔اس میں glutton contentہے کہ چپاتی ہماری بنتی نہیں ہے روسی گندم سے یا آسٹریلین گندم سے۔ہمیں یہاں کی گندم میں ملاوٹ کرکے بنانی پڑتی ہے تو پھر وہ ہمارے کھانے کے طور طریقے کے مقابل ہوتی ہے تو اس میں کیا کیا جناب کہ انہوں نے وہ specification بدل دی۔جب وہ specification بدلی تو اس میں انہوں نے نہ صرف اس کی checking اس کا طریقہ کار وہ سارا خارج کردیا۔بلکہ جو اس کی خصلت تھی اس میں انہوں نے کہہ دیا کہ جناب اس میں جو .rodents residue ہے۔کیا چیز rodent residue یعنی rodents چوہے کو کہتے ہیں چھوٹے بڑے چوہے کو۔وہ residue جو ہے وہ جسمانی اخراج ہے وہ residue انگریزی کا لفظ ہے وہ اس کو کہتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ لفظ ہیں جناب سپیکر! Shall be substantially free from rodents residue اور جو اس سے پہلے تھے 2005 والا اس میں لکھا ہوا تھا کہ There will be absolutely zero per cent rodent residue. آپ نے de-ratise کرنی ہے اس vessel کو جہاں پر اور آپ سیل کریں گے اور کاؤنٹر دستخط ہوں گے۔سب خارج کردیا۔

تو جناب سپیکر! یہ اور equalize لائے اس قسم کی وہ سب positive reports ہیں۔یہ ہی import کرتے رہے ہیں۔اور ملاکر مقامی گندم میں لوگوں کو کھلاتے رہے ہیں اور لوگ بیمار ہوتے رہے۔تو میں آپ سے عرض کرناچاہتاہوں کہ چاہے ریلوے ہو پاکستان کی اس میں آپ نے دیکھا کہ نئی ٹرینیں چل رہی ہیں۔انجن کی bogies اس کی revival ہورہی ہیں جو سال بہ سال double track نہیں کرسکے بیس سالوں سے وہ مکمل ہورہاہے اگلے سال۔اور اس کےساتھ ساتھ جو چکوال کے، نارووال کے، مختلف دوسرے ریلوے ہیں، جو بند پڑے ہیں جو اکھاڑ کرلیکر گئے ہیں وہ سارے بحال ہورہے ہیں۔آپ پی آئی اے کو دیکھ لیں۔نئے ایئرپورٹس بن رہے ہیں پورے پاکستان میں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی شکریہ۔ جی شیخ آفتاب صاحب۔تین ممبروں کا آپ ٹائم لے چکے ہیں۔آپ نے دو کا کہاتھا۔جی شیخ صاحب۔

شیخ آفتاب احمد: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جو Advisory Committee میں فیصلہ کیا ہے وہ سات منٹ اور کچھ سیکنڈ کا ہے ہرایم این اے کا۔چونکہ یہ خورشیدشاہ صاحب کی تقریر کا جواب دے رہے تھے تو میری گزارش ہوگی کہ پانچ منٹ ان کو اور دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی دانیال عزیزصاحب۔

جناب دانیال عزیز:شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کرناچاہتاہوں کہ اگر آپ پی آئی اے کی حالت دیکھیں دن بدن۔ آپ اسلام آباد ایئرپورٹ چلے جائیں،آپ ملتان ایئرپورٹ چلے جائیں جناب سپیکر! وہ پرانے ہتھکنڈے،وہ گندی سیاست نہیں ہے۔آپ دیکھیں کتنا بڑا gesture تھا جب میاں نواز شریف صاحب گئے ایئرپورٹ کا افتتاح کرنے۔انہوں نے سابق Prime Minister کو بلایا۔ان کو ساتھ بٹھایا۔ان کو عزت دی۔ان کو کہا کہ یہ نہیں ہے ایسی بات کہ ہم ایک دوسرے کے مقابل یہ بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔آپ کو موقعہ ملے گا۔جی جب آپ کا ٹائم آئے گا تو آپ جواب دیجیے گا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ کا ممبر آئے گا۔آپ کا پوائنٹ آگیا ہے۔ جی دانیال عزیزصاحب۔

جناب دانیال عزیز:میری جناب سپیکر! بدقسمتی یہ ہے کہ میں اتنے میٹھے انداز سے،اتنے پیار سے کوشش کرتاہوں اور اپنا موقف بیان کرنے کی۔لیکن ہمیشہ مجھے دوسری جانب سے،پچھلی دفعہ بھی انہوں نے interruption کی ہے۔پانچویں دفعہ interruption کی ہے انہوں نے۔اب پتہ نہیں ہضم نہیں ہورہاہے یا کیا مسئلہ ہے۔لیکن بہرحال میں کوشش کرتاہوں تو اس میں جو میں آپ سے عرض کرنا چاہتاہوں inflation کے بارے میں۔آپ کی جو mega industries انہوں نے کہا کہ industrial growth جو ہے وہ بہت کم ہوگئی ہے۔اس میں جناب سپیکر! میں focus کرنا چاہتاہوں ایک issue پر کہ ادھر پاکستان میں جو 1947 سے لیکر آج تک جو جمع قرضہ ہے ہمارا بیرون ملک وہ 53 billion dollar ہے۔آج کے debt management office کی جو رپورٹ ہے اس کے مطابق۔تو 53 billion dollar آپ نے 1947سے لیکر آج تک قرضہ لے

لے کر جمع کیا۔تو میاں نواز شریف صاحب کی حکومت کو یہ اعزاز ہے اور بھی بہت ساری حکومتوں میں،میں دوسرے لفظوں سے کہہ دیتاہوں۔اور بھی بہت ساری حکومتوں نے کوشش کی وہ کہتے تھے کہ ہم ہر ہفتے چین جائیں گے،ہم ہر مہینے چین جائیں گے۔ایک بھرمار جو ہےMoUs ہمیں پتہ چلا کہ مل گئی ہے وہ ادھر شاید کوئی پان والا یا چنے والے کے لفافے بن گئے اور پتہ نہیں چلا کہ وہ MoUsکہاں گئے۔جب end result نکلا تو پتہ چلا کہ پورے سال کے دوران گیارہ ہزار ڈالر چین سے investment آئی ہے تو جناب سپیکر! میں مزید وضاحت نہیں کرتا۔میرے دوست ناراض ہوتے ہیں۔آپ خود اندازہ لگائیں کی اس کی کیا وجہ ہوگی۔لیکن میں یہ کہنا چاہتاہوں ضرور کہ جو ان کے تصور میں بھی نہیں تھا۔وہ جاتے رہے ان کے بیٹے کو بھیجتے رہے دوبارہ دوبارہ جاتے رہے۔تو پاکستان میں ایک دم سے جو پورے پاکستان کی تاریخ میں جو قرضہ جات جمع ہوئے وہ 46 billion dollars کی investment جو ہے وہ چین سے پاکستان میں لائی گئی اور آج یہ بتایاجارہاہے تقریر میں کہ جی پاکستان کا investment level low ہوگیا۔ہاں جی پاکستان کا investment level اس سال lowہے۔اس کی وجہ یہ ہے۔

کہ یہاں پر ڈانس ہورہا تھا۔پہلے وہ ڈانس آبپارہ سے شروع ہوا،وہاں کچھ دن ڈانس کیا،پھرانہوں نے کہا کہ یہاں پر سڑک ذرا سخت ہے ہمیں کوئی نرم جگہ چاہیے ڈانس کرنے کےلئے،اس طرح ڈانس کرتے کرتے یہاں سامنے گھاس پر آگئے،یہاں پر ڈانس کیا۔

(مداخلت)

جناب دانیال عزیز : صبر سے سنیں،صبر سے سنیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کو موقع ملے گا۔ڈاکٹر صاحب آپ کو وقت ملے گا آپ جواب دیں۔ No shouting please. ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب دانیال عزیز : جناب سپیکر مجھے کہا گیا کہ میں wind up کروں،میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں اور ہے بھی آپ کے علاقے کی جناب۔جناب سپیکر ایک حجام تھا۔وہ ایک درخت کے نیچے

شیشہ لگا کر لوگوں کے بال کاٹتا تھا۔تو وہ جو حجام تھا وہ سو گیا،اس کا سر درخت کے ساتھ لگا تو وہ سو گیا۔جب وہ سو گیا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر : ڈاکٹر علوی صاحب اپنے ممبران کو خاموش کروائیں۔اپنے موقع پر آپ جواب دیں۔جب آپ کی بات ہوگی تو آپ جواب دیں۔جی تشریف رکھیں۔سب کا پارلیمانی رویہ ہونا چاہیےسب کا۔جی دانیال عزیز صاحب۔

جناب دانیال عزیز : جناب سپیکر یہاں پر بہت غریبوں کی بات ہوئی،تو میرے خیال میں اگر کوئی مظلوم اور غریب قوم ہے تو وہ حجام ہے۔تو میں کہہ رہا تھا کہ ایک حجام تھا وہ درخت پر اپنا ٹھیلا لگائے ہوئے شیشہ لگائے ہوئے لوگوں کے بال کاٹتا تھا۔ایک دن بیچارہ گرمی تھی تو اسکا سر لگا درخت کے ساتھ اور وہ سو گیا۔اتنی دیر میں کیا ہوا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ سب تشریف رکھیں آپ جواب دیں اس کے بعد۔جی آپ جاری رکھیں۔

جناب دانیال عزیز : تو جناب سپیکر وہ حجام بیچارہ سو گیا۔اتنی دیر میں کیا ہوا کہ ایک بندر درخت سے اترا۔تو حجام کا ایک ہی سرمایہ ہوتا ہے اور وہ ہوتا ہے اس کا استرا۔اور اس کے لئے سب سے مہنگی چیز وہی ہے۔کیونکہ اسکی آمدن ہی اس سے آتی ہے۔تو وہ بندر استرا اٹھا کر درخت پر چڑھ گیا۔اب حجام کو جاگ آگئی۔تو حجام نے جب دیکھا کہ اس کا استرا غائب ہے تو وہ گھبراگیا پریشان ہوگیا۔جب وہ پریشان ہوا تو اس نے اوپر دھیان کیا تو وہ بندر اس کا استرا لیکر درخت پر بیٹھا تھا۔حجام نے اس کو بہت آوازیں دیں،اس کو بلانے کی کوشش کی،چنے رکھے لیکن وہ نہیں مانا وہ دھرنے پر ہی رہا۔وہ استرا لیکر بیٹھا رہا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر : ڈاکٹر علوی صاحب جب آپ کے ممبران بات کریں گے تو پھر اسی طرح ہوگا۔آپ اس کا جواب دیں اس کے بعد آپ کو موقع ملے گا آپ جواب دیجئے گا۔آپ کی بات سنی جائے گی۔

جناب دانیال عزیز : جناب سپیکر آخر کار حجام تنگ آگیا۔اسی اثنامیں اس کو کوئی عقلمند ملا۔اس نے اس کو جاکر کہا کہ میرے یار پریشا ن نہ ہو تیرے روزگار کا مسئلہ ہے میں تجھے advice دیتا ہوں۔اس نے کہا کیا advice وہ جوکچھ کرے استرے کے ساتھ وہ بندر بھی وہی کچھ کرے تو اس نے کہا کہ تم اس طرح کرو کہ استرا گلے پر رکھ کرالٹا پھیر دو۔تو اس حجام نے اس طرح کیا اور گلے پر ویسے ہی الٹا پھیر دیا تو وہ جو کنٹینر پر چڑھا تھا اس نے سیدھا رکھ کر پھیر دیا وہ استعفیٰ دے گیا۔وہ استعفیٰ دے گیا،وہ بندر درخت پر چڑھا وہ استعفے دے گیا۔اب جناب یہ یہاں پر بیٹھے ہیں ماشااللہ اتنی میٹھی زبان ہے ساؤتھ پنجاب کی،ہمارے دوست کی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیریں مزاری صاحبہ آپ اس کے بعد جواب دیں۔آپ کو موقع ملے گا۔جو غیر پارلیمانی language ہے اس کو expunge کریں گے۔ وہ ہم expunge کریں گے۔یہ آپ اپنے ممبران کو بٹھائیں۔جی دانیال عزیز صاحب آپ اپنی wind up کریں۔

جناب دانیال عزیز: جناب سپیکر تو جس نے بھی ان کو مشورہ دیا ہےاستعفوں کا،ایک موشن آیا ہوا ہے ہاؤس میں،مختلف جماعتوں کی جانب سے،میں آپ سے یہ request کرتا ہوں ہم نے پہلے بھی،جس دن یہ یہاں آئے تھے اور یہاں پر ان کو کافی کچھ کہا گیا،لیکن یہ جواب نہیں دے سکے۔تو میں آپ کو پھر سے یہ یاد دہانی کرواتا ہوں جناب کہ ان کے جو استعفے ہیں وہ رولز کے مطابق ہمارے سامنے لائے جائیں کہ وہ کیسے صحیح ہیں اور اس پر ووٹنگ کروائی جائے اور یہ پتہ چلے پاکستان میں کہ جو اس پارلیمنٹ کی حرمت سے کھیلتے ہیں ان کا کیا علاج ہوتا ہے۔اور میں آپ کو کہتا ہوں کہ جس دن وہ ووٹنگ ہوئی،آپ یہ سمجھ لیں کہ وہ استرا انہوں نے سیدھا رکھ کر پھیر دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .Thank you دانیال عزیز صاحب۔جی جناب اسد عمر صاحب۔چیف وہپ صاحب اگر اس سے interruption ہوگی تو پھر سب سپیکرز کے لئے ہوگی۔جو غیرپارلیمانی بات

ہوگی وہ ہم expunge کریں گے۔ایک دوسرے کی speeches آپ سنیں۔ابھی اسد صاحب جواب دے دیں گے۔غیر پارلیمانی بات کوئی نہیں کررہا تھا اور behaviour بھی سب کا۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر : .No cross talk please آپ سب تشریف رکھیں۔جی اسد عمر صاحب۔

جناب اسد عمر : سپیکر صاحب بہت شکریہ۔یہ دوسرے سال لگاتار ہورہا ہے کہ بجٹ کی speech کا جب میرا موقع آتا ہے تو بجٹ کی speech شروع ہونے سے پہلے آخری الفاظ جو مجھ سننے کو ملتے ہیں،وہ جمہوریت کی حکمرانی،پارلیمان کا رتبہ،اور اس قسم کی مزید اچھی اچھی باتیں سننے کو ملتی ہیں اور وہ بھی اس سے سننے کو ملتی ہیں جس نے ایک ڈکٹیٹر کی گود میں سیاست شروع کی اور جس نے شب خون مارا،اس ملک میں جمہوریت ختم کی،اس ایوان کو تنگ کیا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر : تشریف رکھیں۔تمام ممبران تشریف رکھیں۔

جناب اسد عمر : کیونکہ ہمیں پارلیمان کی حرمت کا واقعی خیال ہے،اسلئے ہم کسی ممبر کو بندر نہیں بولیں گے چاہے اس کا behaviour کیسے بھی ہوجائے۔اچھا جی اب بجٹ پر آتے ہیں۔سپیکر صاحب۔بڑی لمبی لمبی تقاریر ہورہی ہیں۔

(اس موقع پر جناب دانیال عزیز point of personal explanation پر کھڑے ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: دانیال عزیز صاحب کا مائیک کھولیں on point of personal explanation.

جناب دانیال عزیز : کیا جہانگیر ترین ان کی گود میں نہیں پلا۔وہ ان کو نظر نہیں آتا تھا۔پرویز خٹک ان کے ناظم نہیں تھے۔اسحٰق خاکوانی جو ان کے ٹاسک فورس کا ممبر بنا ہوا ہے کیا وہ ان کا منسٹر نہیں تھا۔کیسی بات کررہے ہیں یہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اسد عمر کا مائیک کھولیں۔

جناب اسد عمر : جناب آپ نے دو دو کے مائیک کھولے ہوئے ہیں۔

(مداخلت)

جناب اسد عمر : تو جناب سپیکر بجٹ پر آتے ہیں۔یہ بڑی لمبی لمبی تقریریں ہورہی ہیں بجٹ پر۔ لوگ بڑی تیاری کرکے آتے ہیں۔پاکستان کے عوام۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر : جی شیخ آفتاب صاحب کا مائیک کھولیں۔چیف وہپ صاحب اپنے ممبران کو بھی کنٹرول کیجئے۔جی لیڈر آف دی اپوزیشن۔

سید خورشید احمد شاہ: مسٹر سپیکر اپوزیشن کا کام ہے تنقید کرنا۔حکومت کا کام ہے برداشت کرنا۔ میں نے آتے ہوئے لفظ سنا،میرے بھائی نے کہا،مجھے عزت ہے جتنے بھی پارلیمینٹرین ہیں، کہ میں آپ کو دیکھوں گا اور پتہ ہے کہ تم کون ہو۔اس طرح کی language گورنمنٹ کی طرف سے نہیں آنی چاہیے۔اپوزیشن تو اپوزیشن کرتی ہے ان کو موقع دیں ان کو اپنا point of view بیان کرنے دیں۔ اس طرح سے نقصان کس کو ہے۔اتنی سمجھ نہیں ہے کہ شور کرو گے تو کل لکھا جائے گا کہ اسمبلی مچھلی مارکیٹ تھی۔آپ اپنی strength ابھی دیکھ لیں اگر یہ اٹھ کر چلے جائیں تو آپ کا کورم پورا نہیں ہے یہ کس کی بے عزتی ہوگی کیا کررہے ہو تم لوگ۔کچھ خیال کرو،پورس کے ہاتھی نہ بنو۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی شیخ آفتاب صاحب۔

شیخ آفتاب احمد : جناب سپیکربالکل جس طرح شاہ صاحب نے کہا صحیح بات ہے۔ یہ ایک قومی بجٹ پیش کیا گیا ہےجس میں آگے چل کر اس اسمبلی نے اس بجٹ کو پاس کرنا ہے۔جس میں پاکستان کے بیس کروڑ عوام کی قسمت کا فیصلہ کرنا ہے۔تو میں دونوں اطراف سے یہ گزارش کروں گا کہ صرف بجٹ تک ہمیں محدود رہنا چاہئے۔اپوزیشن کا اور گورنمنٹ کا جب بجٹ تقاریر ہو جاتی ہیں اور اپوزیشن لیڈر کی طرف سے جب تقریر ہوتی ہے تو ہمیں چاہئے کہ ان تجاویر میں کوئی بہتر تجاویز اپنی add کریں کیونکہ جو تقاریر یہاں پر ہوتی ہیں یہ گورنمنٹ کے لئے ایک گائیڈ لائن ہوتی ہے ان lines کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ اپنے بجٹ کو فائنل کرتی ہے۔تو میں دونوں اطراف سے گزارش کروں گا کہ یہ ہم سب کا ایک ملا جلا کام ہے کسی ایک طرف کا نہیں ہے۔اپوزیشن ہو،گورنمنٹ ہو، تمام کے ہمارے بھائی بہنیں جو ہیں وہ represent کر رہے ہیں اپنی اپنی constituencies کو،

تو اب بیس کروڑ لوگوں کی نظریں اس ہاؤس پر لگی ہیں۔ میں تو یہی request کروں گا کہ مہربانی کر کے آپ صرف اور صرف جو بجٹ تقاریر ہیں ان کو لے کر آئیں۔ذاتیات پر نہ جائیں۔ذاتیات اس وقت ہوتی ہیں جب انسان election campaign میں ہوتا ہے۔ تو میں دونوں طرف request کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر! میر ظفراللہ خان جمالی صا حب۔وہ بھی اسی ایشو پر بات کرنا چاہتےہیں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی: شکریہ جناب سپیکر۔ سر میں ابھی اندر آ رہا تھا تو خورشید شاہ کو میں نے دیکھا۔تو میں نے اتنا ضرور کہا کہ کل سے آپ لوگوں نے غل غپاڑہ کیا ہوا ہے۔پہلے کبھی direct telecast نہیں ہوتا تھا۔آپ لوگ وہی ممبر ہیں،ہم بھی وہی ممبر ہیں۔کوئی ضرورت کوئی نہیں ہے۔آپ لوگ بہرحال بولتے رہتے ہیں۔telecast ہوتا رہتا ہے۔ہم لوگ تین گھنٹے کل یہاں بیٹھے رہے ہیں۔ان کو کس نے کہا تھا کہ ہمیں مفت میں بٹھاؤ اور تم اندر بیٹھ کے پنگے لو۔کیوں، ان کا کیا حق بنتا ہے۔یہ ہوتے کون ہیں۔.We are equal members چاہے اپوزیشن،چاہے گورنمنٹ میں،نہ گورنمنٹ کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ ہمیں خوار وخراب کرے اور نہ اپوزیشن کو یہ کرنا چاہئے کہ ہمیں خوارو خراب کرے۔کس کھاتے میں ہے۔under what cost اگر چہ ان کو کوئی بھی سوچ ہو politically تو in time بیشک آپس میں بیٹھیں Advisory Council today is the most ill advised council. یہ میں آپ کو بالکل واضح الفاظ کہہ رہا ہوں۔انہوں نے کہا کہ میں ان کو دیکھوں گا۔میں ان کو روز دیکھتا ہوں۔سکھر میں بھی دیکھتا ہوں۔میرے گھر سے پچاس میل دور رہتے ہیں وہاں بھی ان کو دیکھتا ہوں۔تو دیکھنے سے اتنے خوبصورت تو نہیں ہیں اور نہ میں اتنا خوبصورت ہوں۔بہرحال یہ ہے کہ دیکھنے کی بات اور ہوتی ہے۔کہنے کی بات کچھ اور ہوتی ہے۔اپنا وزن دیکھیں تو اس کے بعد کسی کا نام لے کر اس کے ساتھ بات کریں۔تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سید ہیں ہم احترام کرتے ہیں اور وہ احترام ہم پر لازم ہے۔مگر بحیثیت ایک ممبر ہم سارے وہی اپنے حلقوں سے جیت کر آتے ہیں چاہے کسی political party میں ہوں چاہے آزاد آ جائیں،چاہے Minorities میں ہوں، چاہے خواتین ہوں، چاہے gents ہوں، چاہے gentlemen ہوں، چاہے non gentlemen ہوں۔جن کو شوق ہے اپنے آپ کو ٹی وی پہ دکھانے کا،جائیں باہر اور کسی چینل پہ

چڑھ جائیں۔وہ روز بولتے رہتے ہیں۔مگر اسمبلی کاتقدس،میں حیران ہوں کہ اتنی دفعہ ایم این اے بننے کے بعد نہ ان کو اسمبلی کےdecorum کا پتہ ہے،نہ ان کو اسمبلی کے تقدس کا پتہ ہے۔یہ سمجھتےہیں کہ جو ہم کہیں گے وہی ہو گا۔پہلے ماشاء اللہ دھرنے میں کئی ماہ ہمارے گزر گئے۔آخر دھرنا دے کر واپس آ گئے۔اللہ اللہ خیر صلا۔تو آپ لوگوں نے کچھ نہیں کیا۔کسی کو کچھ نہیں ہوا۔نہ آپ نے ان کو dislodge کیا،نہآپ نے ان کو گھر بھیجا،نہ آپ نے ان کے خلاف ریمارکس دئے،نہ ECP کو لکھا، آپ نے کچھ بھی نہیں کیا۔اگریہ بات رہی جناب سپیکر!

تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر اس ہاؤس کا تقدس کیا ہو گا؟ چاہے سپیکر ہو،چاہے ڈپٹی سپیکر ہو، چاہے Leader of the Opposition ہو۔پچھلےدور میں چوہدری نثار صاحب Leader of the Opposition،آپ کے سید خورشید شاہ Leader of the Opposition،یہ نانی ویہڑہ کب تک ان کا چلے گا۔باقی ممبر کہاں جائیں گے۔تو میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ مہربانی کر کے ہاؤس کو عزت دے کر اس کو چلائیں۔نہیں چلائیں گے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی شائد کوئی اور سنبھال لے گا۔بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر! جی میری سب Chief Whip صاحبان سے گزارش ہے کہ جس طرح میر ظفر اللہ جمالی صاحب نے ابھی بات کی۔جو بھی decisions ہوتےہیں Business Advisory Committee میں،وہ ساری political parties کی مشاورت سے ہوتے ہیں۔ ہمیں جو problem ہوتا ہے وہ یہاں implementation کا ہوتا ہے۔تو میری سب سے گزارش ہے کہ جو decisions ہوئے ہیں ان پہ سختی سے عملدرآمد کیا جائے۔یہ ٹائم جو سپیکرز consume کرتے ہیں at the end پھر پارٹیز کا بڑا مسئلہ بنتا ہے۔ہم نے یہ decide کیا تھا کہ اب اگر time limit سے زیادہ کوئی بات کرے گا تو Chief Whip allow کرے گا تاکہ دیگر جو ممبران ان کی پارٹی کے ہیں پھر ان کو جب موقع نہیں ملے گا تو اس کی ذمہ داری Chief Whip پہ ہو گی۔تو kindly ذرا ٹائم کا بھی خیال رکھیں۔ جناب اسد عمر صاحب۔اس پہ بات ہو گئی ہے۔اعجاز جکھرانی صاحب کامائیک کھولئے۔جی بات کریں۔

میر اعجاز حسین جکھرانی : شکریہ مسٹر سپیکر۔ مسٹر سپیکر! کل خورشید شاہ صاحب نے یہاں بات کی تھی کہ live coverage ہونی چاہئے تو انہوں نے وہ بات صرف اپنی ذات کی خاطر نہیں کی تھی۔انہوں نے یہ بات اپوزیشن اور جتنے بھی پارلیمانی لیڈر ہیں ان کے حوالے سے کی تھی کہ سب کی live coverage آنی چاہئے اور آپ دیکھیں کہ Question Hour live ہو گیا ہے،چیزیں بہتر ہوتی جار ہی ہیں اور اس وجہ سے کل اجلاس نہ ہو سکا۔جہاں تک آج کی بات ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے خورشید شاہ صاحب آئے۔یہاں آپ نے دیکھا کہ ماحول کتنا گرم تھا۔ایک دوسرے کو آوازیں دے رہے تھے۔خورشید شاہ صاحب نے اس ماحول کو ٹھیک کرنے کے لئے اٹھ کے بات کی۔لیکن انہوں نے کسی کا بھی نام نہیں لیا۔میر ظفر اللہ خان جمالی ہمارے بڑے ہیں چچا کی حیثیت سے،ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔لیکن خورشید شاہ صاحب نے کسی کا نام نہیں لیا۔وہ ہمارے اس ہاؤس کے لیڈر بھی رہے ہیں اور کئی سال سے ممبر بھی رہےہیں۔تو خورشید شاہ صاحب نے کسی کا نام اٹھ کے نہیں لیا۔لیکن جس طریقے سے اٹھ کے خورشید شاہ صاحب کے بارے میں انہوں نے بات کی۔خورشید شاہ صاحب اس وقت Leader of the Opposition ہیں۔ Leader of the Opposition اور Leader of the House کی اس اسمبلی کے اندر کتنی اہمیت ہوتی ہے۔لیکن اٹھ کے ایک Leader of the Opposition کے بار ےمیں اس قسم کے ریمارکس دینا اور ان کے لئے یہ کہنا کہ میں جانتا ہوں آپ کو،اس طرح کی باتیں زیب نہیں دیتیں۔وہ خود وزیر اعظم رہےہیں اور خود خاندانی بندے ہیں۔تو میں چاہوں گا کہ اس طرح سے پھر یہ ہو گا تو ہم بھی پھر پیپلز پارٹی والے کہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ میں ا حتراماً کہتا ہوں۔

میر اعجاز حسین جکھرانی : یہ احتراماً،جس طریقے سے انہوں نے بات کی ہے۔ہم بھی احترام کرتے ہیں لیکن اس طرح کا ماحول نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آ گئی۔جناب اسد عمر صاحب۔

جناب اسد عمر : جی سپیکر صاحب ! بجٹ پر واپس آتے ہیں۔جیسا کہ میں کہہ رہا تھا کہ بجٹ جو ہے ظاہر ہے کہ ایک انتہائی اہم document بھی ہے اور ساری قوم انتظار بھی کرتی ہے اور بڑی

محنت بھی ہوتی ہے۔لیکن سب سے پہلا تو میرا سوال ہے کہ کیا یہ بجٹ اب کوئی معنی بھی رکھتا ہے یا نہیں۔جیسے پہلے تقریر کے اندر شاہ صاحب نے بھی اس کا ذکر کیا تھا کہ اگر بجٹ پیش کیا جائے اور اس کے بعد ہر ماہ میں ایسے فیصلے کئے جائیں جس کا اربوں روپے کا اثر عوام کی زندگی پر پڑتا ہو اور وہ کسی بھی پارلیمانی discussion کے بغیر ہو،کسی ڈیبیٹ کے بغیر ہو،تو پھر اس بجٹ کو اتنی اہمیت دینے کی ضرورت کیا ہے۔دوسری بات جس کی وجہ سے شک پڑتا ہے کہ یہ شاید بجٹ کی اب جو exercise ہے یہ جو بجٹ کا سارا کام کیا جاتا ہے وہ کوئی خاص معنی نہیں رکھتا کہ اس سال کا جو ابھی بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں جو جاری سال ہے اس کے ایک سو انتالیس ارب روپے کی supplementary demands پیش کر دی گئی ہیں۔پچھلے سال یہ صرف پینسٹھ ارب روپے تھیں۔یہ ایک سو انتالیس ارب روپے پیش کر دی گئی ہیں۔ چلیں ہمیں پتہ ہے کہ قانون کے اندر اس کی گنجائش ہے اور کوئی واقعی میں بہت ناگزیر چیز آ جائے اور قومی اہمیت کی چیز ہو تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ضرب عضب اگر آپ نے launch کردیا بجٹ بننے کے بعد تو اس کے لئے وسائل مہیا کرنا ذمہ داری بنتی ہے۔یہاں تک ہم آپ کے ساتھ ہیں۔لیکن میں ذرا لسٹ دیکھ رہا تھا کہ سپیکر صاحب! یہ کون کون سی national emergencies تھیں،قومی emergencies کون سی تھیں جس کی وجہ سے یہ supplementary demands پیش کرنے گئے۔پتہ چلا جناب کہ اس میں وزیر اعظم کے مشیر کے لئے گاڑیاں خریدنی تھیں۔پتہ یہ چلا کہ وزیروں مشیروں کے لئے نئے ad hoc reliefs دینے ہیں۔ہمارے وزیر اعظم جو ہیں بڑے خوش خوراک انسان ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کو ایسا رکھے۔ بجٹ کے اندر پہلے کروڑوں روپے کا انتظام تھا۔ دو کروڑ روپے کا اضافی supplementary پیش کیا گیا ہے وزیر اعظم کے کھانے اور تحائف دینے کے لئے اور جہاز ان کا ماشاء اللہ ایک بڑا اچھا جہاز ہے جس میں اڑتے ہیں۔لیکن شاید اس سے مطمئن نہیں تھے۔تیرہ کروڑ چالیس لاکھ روپے اس supplementary میں شامل کئے گئے ہیں VVIP جہاز کو upgrade کرنے کے لئے۔وزیر اعظم کے یہ ارمان جو ہیں وہ ہمارے سر آنکھوں پر،لیکن پاکستان کا آئین بھی کچھ تقاضا کرتا ہے۔پاکستان کا آئین یہ کہتا ہے کہ جو آپ نے اخراجات کرنےہیں وہ فنانس بل کی صورت میں اس پارلیمان میں پاس کرانے ہیں۔کم سے کم اگر وہ جون آنے کا انتظار کر لیتے تو مجھے یقین ہے کہ

کم سے کم مسلم لیگ کے ارکان کو تو ان کے ساڑھے تیرہ کروڑ روپے اپنے جہاز پہ خرچ کرنے پہ اعتراض نہیں ہوتا۔نہ دو کروڑ کے کھانوں پر ہوتا۔اور یہ سپیکر صاحب آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس پارلیمان کے تقدس کو اس کے استحقاق کو مجروح ہونے سے بچانا۔ آپ کا کام ہے اور امید رکھتے ہیں کہ ابھی آپ کی رولنگ آئے گی کہ یہ جو اربوں روپے کی سپلیمنٹری د ے کے اس سارے بجٹ کی exercise کو بے معنی کر دیا جاتا ہے اس کو روکنے کے انتظام کئے گئے ہیں،اس کے اوپر سپریم کورٹ رولنگ دے چکی ہے۔تو ہم آپ سے توقع کرتے ہیں۔

دوسری اسی سے جڑ ی ہوئی چیز کہ یہ پارلیمان میں ساری بحث مباحثے کا فائدہ کیا ہے۔اسی پارلیمان کےاندر جناب عارف علوی صاحب اور میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی privilege motionپیش کی کہ جناب قانون یہ کہتاہے،آئین یہ کہتا ہےکہ اگر ساٹھ فیصد سے زیادہ آپ کے قرضے ہوجائیں GDP سے یعنی معیشت کی سطح سے ساٹھ فیصد زیادہ ہوجائیں تو آپ نے پارلیمان میں آکے رپورٹ پیش کرنی ہے اور پارلیمان کو یہ بتانا ہے کہ کیا اقدامات لینے ہیں اس کو ٹھیک کرنے کےلئے اور آپ نے یہ نہیں کیا ہے۔ آپ قانون کی خلاف ورزی میں ہیں۔رانا افضل صاحب موجود ہیں۔ سپیکر صاحب کے چیمبر میں میٹنگ بلائی گئی اور میں نے رانا صاحب کو اس دن بھی بولا کہ رانا صاحب فنانس منسٹری میں کوئی آپ کے خلا ف سازش کر رہاہے۔یہ وفاقی وزیر کی سپیچ رکھی ہوئی ہے اسی پارلیمان کےاندر اور اس سپیچ کےاندر وہ خود کہتےہیں کہ پچھلے سال63.9فیصد تھا اور اس سال ہم 62.9فیصد پر لانے میں کامیاب ہوگئے ہیں یعنی ساٹھ فیصد سے اوپر ہے۔ کیا فائدہ privilege motion لانے کاکہ اگر پارلیمان کےاندر فنانس منسٹری کے بابو جھوٹ بولیں،لکھت کےاندر جھوٹ بولیں اور کوئی پکڑنے والا نہ ہو،کوئی سننے والا نہ ہو۔نہ سپیکر کی رولنگ لو،تو اس پارلیمان میں بحث کرنے کا کیا فائدہ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی نہیںno Point of Order جی آپ کریں۔ جی اس کے بعد ' آپ تشریف رکھیں

جناب اسد عمر: پوائنٹ آف آرڈر تو ہو ہی نہیں سکتا۔میں تو کہہ رہاہوں کہ رانا افضل صاحب بالکل ٹھیک تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شیخ آفتاب صاحب ممبرز کو۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: یار ممبر لیتےہیں آپ reply کر دیں۔ تشریف رکھیں budget speeches ہیں۔

جناب اسد عمر : میں تو اپنے ممبر کو defend کر رہاہوں۔میں تو کہہ رہاہوں کہ رانا افضل صاحب قصور وار ہیں ہی نہیں۔میں تو ان کو defend کر رہاہوں۔اچھا جی اب آجائیں بجٹ کے ذرا نظریاتی ' کیوں کہ بجٹ کی document صرف دو جمع دو نہیں ہوتی۔وہ جو حکومتی پارٹی ہے اس کے منشور کی اس کی سوچ کی نمائندگی بھی کرتی ہے۔پچھلے دو سال سے جتنے بھی اقدامات ہوئےہیں اس سےایک بات تو جو پہلے سے واضح تھی اس کو تقویت ملی ہے کہ پاکستان مسلم لیگ(ن) یقین کرتی ہےکہ پاکستان کےاندر اگر کسی کا حق ہے اور حکومتی پالیسی اگر کسی کےلئے بننی چاہیے تو وہ اس ملک کا طاقتور طبقہ ہے۔ 237ارب روپے کے SRO کی exemption کی cost ہوتی تھی سالانہ سپیکر صاحب جس وقت حکومت آئی اور بڑی پاکستان مسلم لیگ(ن) نے بھی اس کے اوپر تنقید کی،تحریک انصاف نے بھی تنقید کی،دونوں نےا پنے منشوروں میں لکھا کہ ان SRO کی exemptions کو ختم ہونا چاہیے۔پہلے سال میں پاکستان مسلم لیگ(ن) کے SRO exemption کی237 cost ارب روپے سے بڑھ کر 477 ارب روپے پہ پہنچ گئی۔اس بجٹ میں جو پچھلے سال اناؤنس کیا گیا اس میں انہوں نے کہا کہ ہم نے اس سے100 ارب روپے سے زیادہ کی مراعات اب واپس لےلی ہیں۔نتیجہ یہ نکلا کہ اس سال SRO exemption کی مد کے اندر قومی معیشت کو نقصان ساڑھے چھ سو ارب پہ پہنچ گیا ہے۔ 237 ارب روپے کا خرچہ زرداری صاحب کی حکومت نے ان کے حوالے کیا تھا وہ ساڑھے چھ سو ارب روپے پہ پہنچ گیا ہے امیر لوگوں کے لئے،غریبوں کےلئے GST بڑھا دیا گیا،سو لہ سترہ فیصد تو پچھلے سال کر دیا گیا تھا۔اس سال ڈیزل کےاوپر جس سے تمام غریب لوگوں کی زندگی متاثرہوتی ہے، ٹرانسپورٹ کےاندر استعمال ہوتا ہے، ٹیوب ویل کےاندراستعمال ہوتا ہے۔ جب بجلی جاتی

ہے تو چھوٹا کاروباری اپنا جنریٹر چلاتا ہے۔ 34 فیصد GST تک پہنچا دیا گیا۔ان کو پیپلزپارٹی سے سولہ فیصد سے ملا تھا اور 34 فیصد تک پہنچا دیا گیا۔چار نئے surcharges لگائے گئے بجلی کےاوپر اور وہ بھی ایسے لگاتےہیں کہ پارلیمان کو بھی bypass کرتےہیں، قانون کی دھجیاں اڑاتے ہیں،کورٹ میں جاتے ہیں اور کورٹ کو روکنا پڑتا ہے۔وہ چاروں surcharges اس وقت رکے ہیں لیکن انہوں نے کوشش پوری کی کہ عوام کے اوپر اور بوجھ ڈالا جاسکے۔

پچھلے دو سال کےاندر خاص طور پر میں پچھلے چھ مہینے میں بہت سنتا ہوں کہ معیشت بڑی بہتر ہوگئی ہے۔ دو چیزیں ہمیں بڑی سنائی جاتی ہیں۔ایک جیسے آج دانیال عزیز صاحب نے بھی اپنی بڑی تقریر کےاندر تفصیلاً اور انہوں نے مختلف ایجنسیز کا نام لے کر ' بالکل ان کو درست quote کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اسد عمر صاحب ایک منٹ ' شیریں مزاری صاحبہ ان کا ٹائم پورا ہو گیا ہے consume کریں جی۔آپ ذرا مائیک میں بتائیں۔شیریں مزاری صاحبہ کا مائیک کھولیں۔

ڈاکٹر شیریں مہرالنساء مزاری: میں نے انفارم کر دیا تھا کہ ہمارے پہلے سپیکر کو ہم unlimited time اپنے اس میں سے دے رہےہیں I wish, you have been informed.

جناب ڈپٹی سپیکر: جتنا بھی یہ consume کریں۔

ڈاکٹر شیریں مہرالنساء مزاری: جی بالکل جتنا بھی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ۔جی اسد عمر صاحب۔

جناب اسد عمر : انہوں نے بالکل درست کہا IMF والوں نے بھی کہا ہےکہ آپ کی capacity بہترہوگئی ہےdebt repaymentکی Moodys and Standardism Core کا حوالہ دیا گیا اور وہ سب دیکھ رہےہیں اس بات کو کہ کیا قرضہ ادا کرنے کی آپ کی capacity بہتر ہورہی ہے یا نہیں ہورہی لیکن سید خورشید احمد شاہ صاحب کہہ رہے تھے کہ آپ نے عوام کے منہ سے نوالا چھین لیا تو یہ متضاد باتیں نظر آتی ہیں لیکن یہ متضاد نہیں ہیں۔دونوں جو بات کر رہے ہیں درست ہیں۔آپ نے قرضہ ادا کرنے کی جو capacity بہتر کی ہے وہ کی ہی عوام سے نوالا چھین کے ہے۔سو روپے آپ کےموجود ہیں اور آپ نے عوام کی فلاح کے اوپر خرچ کرنے ہیں یا جن سے

قرضے لئےہوئے ہیں اور جو آپ کے بیرونی آقا ہیں'آپ نے ان کی خدمت کرنی ہے۔اس حکومت کا فیصلہ یہ ہےکہ عوام کےاوپر بوجھ ڈالاجاسکتا ہے لیکن آقاؤں کو ناراض نہیں کیا جاسکتا اس لئے آقا خوش ہیں اور عوام ناراض ہے۔جس بات کو نہیں mention کیا جاتا۔پندرہ لاکھ۔۔۔

Mr. Deputy Speaker: Order in the House please, order in the House.

جناب اسد عمر: پندرہ لاکھ مزید بے روزگار دو سال کےاندر' پاکستان کا نوجوان جو امید لگا کے بیٹھا تھا کہ معیشت میں ترقی آئے گی مجھے نوکریاں ملیں گے ان میں سے پندرہ لاکھ مزید لوگ بے روزگاروں کی صف میں آکر کھڑے ہوگئے،اس کی بات ہم نہیں کرتےہیں۔

Mr. Deputy Speaker: No cross talk.

جناب اسد عمر : آخری چیز کی جو میں بات کروں گا معیشت کی performance کےاوپر،اس کےبعد میں بجٹ کی suggestions کےاوپر آؤں گا کیوں کہ سب سے اہم چیز تو یہ ہےکہ تجاویز ہم ان کےسامنے رکھتےہیں، ووٹ تو ان کےپاس ہیں اور انہوں نے فیصلہ کرنا ہے۔سر fiscal deficit کم کیا گیا،بجٹ کا خسارہ کم کیا گیا،اس کے اوپر بہت بات کی گئی اور بڑی اچھی بات ہے بجٹ کے خسارے میں کمی آئے گی تو یہ معیشت کےلئے اچھی چیز ہے لیکن میں نے وزیر خزانہ کا ایک عجیب و غریب بیان پڑھا وہ کہتےہیں کہ یہ جو 300ارب روپے 'اگر میں ان کا exact number quote کروں تو 277ارب روپے جو circular debt ہے اس کا بجٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیا اس 277 ارب روپے کی قیمت پاکستان کے عوام سے وصول کی جائے گی یا نہیں کی جائے گی۔اگر نہیں کی جائے گی تو میں مانتاہوں کہ بجٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اگر حکومت نہ صرف وہ 277ارب روپے عوام سے وصول کرے گی بلکہ وہ 277ارب روپے کےلئے جو قرضہ لیا ہوا ہے اس کے اوپر جو سود کی ادائیگی ہے وہ بھی بجلی کےبلوں میں surcharge کی شکل کےاندر add کر چکے

ہیں تو معاف کیجئے گا یہ accountancy کی ہیر پھیر تو ہو سکتی ہے عوام کو کوئی فرق نہیں پڑتا،وہ 277 ارب کابوجھ بھی عوام کےاوپر ہے اور یہ بجٹ کاخسارہ اس وقت ایک مصنوعی طور پر کم دکھائی دے رہا ہے۔

ایک اچھی چیز جو میں نےا س بجٹ کےاندر دیکھی اور وہ یہ ہے کہ پہلی دفعہ تین سال کےاندر ' تیسرا بجٹ ہے ' growth کی بات کی،معیشت کی ترقی کی بات کی گئی کہ باہر کےبنکوں سے IMF اور ورلڈ بنک سے جو قرضے لئے ہوئےہیں ان کو ادا کرنے کےعلاوہ بھی کوئی ریاست اور حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی لیکن جو فیصلے ہمیں نظر آرہےہیں وہ فیصلے تو سارے کےسارے anti-growth measures ہیں وہ تو سارے وہ ہیں کہ جہاں سے growth آنی ہے جہاں سے معیشت کےاندر ترقی ہونی ہے ان کےاوپر بوجھ ڈالاجارہاہے اور وہ حصے' جو معیشت پہ بوجھ ہیں،معاشرے پہ بوجھ ہیں،ریاست پہ بوجھ ہیں ان کے خلاف کوئی کارروائی نظر نہیں آرہی ہے۔

ایک طرف سے بولتےہیں corporate sector کو کہ آپ کی ایک فیصد جو ہے یعنی ساری کمپنیاں جو investment کرتی ہیں انڈسٹری چلاتی ہیں commerceچلاتی ہیں،ٹریڈ چلاتی ہیں ان کو کہا گیا ہےکہ جی آپ کا ایک فیصد ہم نے انکم ٹیکس ریٹ کم کر دیا ہے،بڑے کمال کی بات ہے۔ بجٹ میں 30 page آگے جائیں تو وہاں پہ لکھا ہواہے صرف as a, by the way آپ سے ہم اس سال تین فیصد extra لیں گے یعنی ٹیکس ریٹ کم کرنے کی بجائے جو منشور کا حصہ تھا ان کے بھی منشور کا تھا،ہمارے بھی منشور کا حصہ تھا وہ ٹیکس ریٹ بڑھا دیا گیا ہے۔ ایک روپیہ ڈالا ایک جیب اور دوسری جیب سے تین روپے نکال لئے گئےہیں۔

انڈسٹری کیCost of business پرGIDC لگا دی گئی ہے۔ہمارے خیال میں وہ قانون کی بھی خیال ورزی تھی اور ہم نے پوری مخالفت کی اور اس بات پر ہمارا گلہ اپوزیشن کے ساتھ بھی تقریریں تو انہوں نے بڑی کیں GIDC کے خلاف جو عوام دشمن ٹیکس تھا۔گیس کے اندر جو قیمت بڑھائی گئی چھوٹے صوبوں کے ساتھ ظلم تھا لیکن انہوں نے ووٹ ڈال دیے۔ٹیکسٹائل انڈسٹری پہلے ہی گھٹنوں پر بیٹھی ہوئی ہے۔دو سال سے ہماری ایکسپورٹ گر رہی ہے بڑھ نہیں رہی۔ ان کی cost of business آپ نے جا کر بڑھا دی ہے۔انکم ٹیکس ریٹ آپ نے ان پر بڑھا دیے۔ ان

کےconsumer پر GST بڑھا کر اس کی purchasing power آپ نے کم کر دی۔اگر یہ growth کے طریقے ہیں تو اللہ جانتا ہے کہ اگر growth کم کرنے پر آئیں گے تو عوام کے ساتھ اور بزنس کے ساتھ کیا کریں گے۔ہمارے خیال میں کیا کرنا چاہیے۔میں تفصیلاً ایک ایک کر تیزی سے پڑھوں گا۔

سب سے پہلی چیز ہے میں نے کہا دونوں طرف آپ دیکھ لیں عوام کے اوپر بوجھ ان کے ہاتھ میں قوت خرید کم ہونے کی ایک بنیادی وجہ جو ہے وہ اتناhigh sales tax rate ہے۔16 فیصد پر تھا انہوں نے commit کیا بجٹ کے اندر کہ یہ کم کریں گے اور ہم نے بھی کیا اور ہم نے provincial GST 16سے کم کر کے 15 کر دیا۔انہوں نے بڑھا کر 17 کر دیا اور ڈیزل 34 پر لے گئے تھے انہوں نے عوام پر تھوڑا سا ترس کھایا ہے کہ وہ 28 پر لے آئے ہیں۔پہلی تجویز ہماری یہ ہے کہ فی الفور اس بجٹ کے اندر سیلز ٹیکس کو بشمول ڈیزل کم کر کے پندرہ فیصد پر لے آیا جائے جو ہم خیبرپختونخواہ میں کر چکے ہیں اور اگلے دو سال کے اندر اس کو ساڑھے بارہ فیصد کے اوپر لایا جائے۔اس سے معشیت کے اندر ڈیمانڈ اور purchasing power آئے گی اور عوام کے ہاتھ میں ڈیمانڈ بڑھے گی انڈسٹری اور بزنس کو help ملے گی۔عوام کو بھی فائدہ ہو گا او ربزنس کو بھی فائدہ ہو گا۔دوسرا جیسے میں نے پہلے ذکر کیا کہ ہمارے خیال میں بالکل غیر قانونی cess لگایا گیا ہے چھوٹے صوبوں کےساتھ ظلم کیا گیا ہے۔وفاق کو کمزور کیا گیا ہے اور عوام پر مزید بوجھ ڈالا گیا ہے۔GIDC کو اس بجٹ کے اندر مکمل طور پر withdraw کرنا چاہیے۔تیسری چیزcorporate tax rate جو ہے اسی سے جڑا ہوا ایک measure ہے کہ 50 کروڑ سے زیادہ آمدنی کے اوپر ایک one time taxلگایا ہے جو individualsہیں اس میں تو ہم اس کو سپورٹ کرتے ہیں جو آدمی پچاس کروڑ سے زیادہindividuallyکما رہا ہے اس سے پیسہ additionalلینے میں ہمیں اعتراض نہیں ہے لیکن اس میں پھر وہی بات کروں گا کہ آپ جب growthلانا چاہتے ہیں تو businessپر مزید ٹیکس نہیں لگاتے دانیال عزیز صاحب بتا سکتے ہیں آپ کو کہ کوئی simple economics بھی کہتی ہے جب growthلانا چاہتے ہیں تو tax cutکیا جاتا ہے بڑھایا نہیں جاتا۔

تو ہم مخالفت کرتے ہیں کمپنیز کے اوپر وہ ٹیکس لگانے کی individualسے بیشک لے لیں بلکہ ہماری رائے یہ ہے کہ بجائے یہ بتیس فیصد پر بھی لے کر آ رہے ہیں corporate income tax rateاس کو تیس فیصد پر لایا جائے اور اگلے سالوں میں مزید کمی کی جائے پورے خطے کے اندر ہمارا اس وقت سب سے زیادہ ٹیکس ریٹ ہے اور اس کی وجہ سے business discourageہو رہا ہے۔

تیسری چیز، یہ پیسہ میں کہہ رہا ہوں sales taxبھی کم کریں corporate income taxبھی کم کریں تو پیسہ آئے گا کہاں وہ جو ساڑھے چھ سو ارب روپے کی مراعات طاقتور طبقے کو دی گئی ہیں جو دو سو سینتیس سے کم کر کہ صفر پر لے جانی تھیں اور دو سو سینتیس سے بڑھا کر ساڑھے چھ سو پر لے آئے ہیں اس میں سے پچاس فیصد اس سال فل فور ختم کیا جائے یعنی تین سو پچیس ارب روپے تو آپ کو وہاں سے مل جائیں گے جو عوام کے اوپر آپ نے سیلز ٹیکس لگایا ہوا ہے اس کی گنجائش پیدا کرنے کے لیے دوسری چیز پراپرٹی کے اوپر لوگ ارب پتی بن گئے ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے بڑی اچھی بات ہے لوگوں نے پیسہ بنایا اور انہوں نے اس کے اندر سے پیسہ کمایا لیکن وہ جو پیسہ کمایا پھر ان کی زمہ داری بنتی ہے اور ریاست کا حق بنتا ہے کہ باقی جیسے sourcesہیں کمائی کے اس سے ٹیکس لیا جاتا ہے جس طریقے سے سٹاک مارکیٹ کے اوپر capital gains taxلگا اس وقت بھی لوگ ہمیں ڈراتے تھے کہ تباہ ہو جائے گی مارکیٹ برباد ہو جائے گی جب capital gains taxلگایا تو انڈکس دس ہزار سے کم تھی آج چونتیس ہزار پر پہنچی ہوئی ہے۔

اسی طریقے سے کچھ نہیں ہو گا پراپرٹی مارکیٹ کو بھیcapital gains taxپراپرٹی کے اوپر یہ فیڈرل ٹیکس ہے اس کو لگایا جانا چاہیے۔ اگلی چیز جو ہماری رائے ہے جی گورنمنٹ امپلائیز کی تنخواہ جس نظام کے ٹاپ پر وزیر اعظم صاحب بیٹھے ہوے ہیں اور عوام کے ٹیکسز سے ان کے جہاز کی upgradationپر ساڑھے تیرہ کروڑ روپے خرچ ہو رہے ہیں پچھلے سال چوبیس کروڑ روپے کے کتے PM Houseکی سیکیورٹی کے لیے لیے گئے خدا کا واسطہ وہ عام ملازمین جن کی بنیاد پر یہ سارا نظام چل رہا ہے کچھ ان کا بھی خیال کریں ساڑھے سات فیصد بالکل نا کافی ہے کم سے کم سرکاری ملازمین کے لیئےپندرہ فیصد اضافہ کیا جائے اور ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ یہاں پر جو جو آ کر تقریریں

کر رہے ہیں ان سب کا کہیں نہ کہیں صوبوں میں بھی حصہ ہے تو ہم عوام کو صوبائی بجٹ کی طرف نظر رکھنی چاہیے کہ ادھر جو اپنی recommendationsکر رہے ہیں یہ اپنے اپنے صوبوں میں جا کر وہ کہیں گے یا نہیں کہیں گے تو میں اس کو اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے یہ recommendationکر رہا ہوں کہ کم سے کم پندرہ فیصد سرکاری ملازمین کی تنخواہ کے اندر اضافہ کیا جائے ساڑھے سات فیصد کو مسترد کرتے ہیں ہم دوسری اس کے اندر جو ہماری تجویز ہے وہ یہ ہے کہ حکومت جو ہے ایک minimum wageجو ہے ایک کم سے کم تنخواہ جو ہے وہ قانونی طور پر کرتی ہے جو اس وقت بارہ ہزار ہے اور بجٹ کے اندر کہا گیا کہ تیرہ ہزار ہے ہم توخیبر پختونخواہ میں پچھلے سال پندرہ ہزار کر چکے تھے ہمارے خیال میں وہ پندرہ ہزار ہونی چاہیے کم سے کم تنخواہ اور ساتھ ہی اس سے جڑی ہوئی چیز یہ ہے کہ ہم کم سے کم تنخواہ ہم کیوں کہہ رہے ہیں کیونکہ ہم اس لیے کہہ رہے ہیں کہ زندگی کا گزارا کرنا مشکل ہے ایک شریف انسان کا اس سے کم پیسے کے اندر ایک غریب آدمی اپنی زندگی، ایک سفید پوشی برقرار نہیں رکھ سکتا کم سے کم اگر اس کو اتنی تنخواہ نہ ملے تو جناب سپیکر وہ لوگ وہ سرکاری ملازمین جنہوں نے تمام اپنی زندگی گزار دی سرکار کی خدمت میں اب وہ ریٹائرڈ ہو گئے ہیں وہ پنشنرز ہیں کیا ان کو عزت سے زندگی گزارنے کا حق نہیں ہے۔

اس لیے ہمارے خیال میں جو پنشن کی رقم بھی ہے اس کو جوڑا جائے یہ minimum wageکے قانون کے ساتھ اور کم سے کم جس طریقے سے آپ تیرہ ہزار آپ اس وقت کہہ رہے ہیں جو ہمارے خیال میں پندرہ ہزار روپے ہونی چاہیے اتنی ہی کم سے کم پنشن بھی دی جانی چاہیے۔ میں آپ کو ریلیف کے measuresبتا رہا ہوں اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتا رہا ہوں کہ یہ پیسہ لینا کدھر سے ہے میں صرف یہ نہیں کہ عوامی تقریر کر کے یہاں سے نکل جاؤں کہ عوام کو پیسہ یہ بھی دے دو وہ بھی دے دو تو میں ساتھ ساتھ یہ بھی بتا رہا ہوں کہ آنا کدھر سے ہے۔دوسرا پیسے لینے کے لیے دنیا کے اندر اچھے ممالک ترقی یافتہ ممالک جو اس وقت جو ہیں وہ کوشش کرتے ہیں کہ سماج کے اندر معاشرے کے اندر امیر اور غریب کے فرق کو ایک حد تک محدود کیا جائے۔ہمارے اپنے دین کی بھی ہمیں جو ہدایات ہیں وہ یہی ہیں۔اس لیے تمام progressive جو measures ہوتے ہیں جہاں پر آپ کی سوسائٹی ہوتی ہے وہاں پر آپ کی آمدنی پر بھی ٹیکس ہوتا ہے اور اس کے بعد جو

آپ نے سرمایہ اکٹھا کیا ہے تو اس کے اوپر بھی ٹیکس ہوتا ہے۔تو آپ اگر یہ پورا نہیں بھی کرنا چاہتے تو کم سے کم اتنا تو کریں کہ جس طریقے سے ڈار صاحبpresumptive taxes لگا کر non filer سے ایک additional ٹیکس لینے کی کوشش کر رہے ہیں تو بالکل اسی طریقے سے ایک net asset tax لگایا جائے اور net asset tax میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ وہ تمام جو آپ کیwealth ہے جو آپ کو ٹیکس ریٹرن کے اندر بتانی پڑتی ہے وہ tax return کے ساتھ آپ بتائیں۔

اس کے اوپر جو ٹیکس ہو اس میں سے جتنا آپ انکم ٹیکس ادا کر چکے ہیں تو اس سے آپ مثثنیٰ ہو جائیں اور اگر وہ minimum taxآپ انکم ٹیکس زیادہ دے چکے ہیں تو آپ کو کچھ بھی نہ دینا پڑے۔لیکن پاکستان میں جو لوگ بڑی بڑی جائیدادیں رکھتے ہیں گاڑیاں بڑی بڑی چلا رہے ہیں کوٹھیوں میں رہتے ہیں لیکن انکم ٹیکس کچھ بھی نہیں دیتے وہ تو ادھر پکڑے جائیں ان کے اوپر یہ ٹیکس لگانا چاہیے جو existing tax payer ہے اس کے اوپر مزید burden نہیں آئے گا اور مزید آمدنی کا بھی ذریعہ بنے گا۔یہ agricultural income tax صوبائی ہے لیکن میں ڈار صاحب کو تجویز کروں گا کہ اگلے این ایف سی ایوارڈ کے اوپر ڈسکشن کر لیں۔کہتے ہیں کہ یہ دوسرے صوبے میں نہیں لگا تو میں کیسے لگاؤں وفاق کہتا ہے میں کیسے لگاؤں یہ صوبائی ہے۔بھئی جب تمام پاکستان کی آمدنی پرNational Federal Income Tax ہے تو زراعت کی آمدنی کیوں اس کے اوپرexempt ہو۔آپ زراعت کی آمدنی کے اوپر بھیFederal Income Tax لگائیں۔اچھا۔اگلی چیز فارمرز کی بات کر رہے ہیں۔ہمارے فارمرز نے بڑی مار کھائی ہے۔اس کی cost of doing business بےتحاشہ طریقے سے بڑھی ہے کھاد کی قیمتیں اوپر گئی ہوئی ہیں، دوائی کی قیمت اوپر گئی ہے۔بیج کی قیمت اوپر گئی ہے۔ڈیزل بےتحاشہ مہنگا ہوا ہے پچھلے دو تین سال کے اندر اور ساتھ ساتھ اس کو مقابلہ کرنا پڑھ رہا ہے۔باہر سے جوagricultural product جو ہماری کھانے پینے کی اشیاء ہیں باہر سے درآمد کی جا رہی ہیں اور وہ ان ممالک سے درآمد کی جا رہی ہیں اور اس کی بڑی ایک تعداد ہندوستان سے آرہی ہے جو بہت بڑی سبسڈی دیتے ہیں اپنے ایگریکلچر کو۔اگر ڈار صاحب کے پاس یہ fiscal گنجائش موجود نہیں ہے کہ بڑی وہ سبسڈی کا مقابلہ کر سکیں جتنی بڑی بڑی سبسڈی وہاں

پر دی جار ہی ہیں تو مجھے پتا ہے کہ ہندوستان کے اندر آج سے دو تین سال پہلے صرف یوریا کے اوپر 125 ارب ڈالر کی سبسڈی دی گئی ہے۔اگر ہمارے پاس fiscal space نہیں ہو تو کم سے کم anti dumping loss کا استعمال کریں۔ہمارا جو کسان پس رہا ہے جو مارا جارہا ہے اس unfair competition میں تو اس سے تو اس کو بچایا جا سکے۔اگلی چیز جو ہے وہ یہ کہ retained earnings کے اوپر جو ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ وزیر خزانہ بھی موجود ہیں میں بہت سختی سے اس کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں جو بھی ان کے Immediate Revenues measures ہیں،میں نے یہ سنا کہ وہ چھوٹا شئیر ہولڈر ہے،لیکن یہ انتہائی regressive measure ہے۔یہ میں کیوں کہہ رہا ہوں،ایک تو آپ دیکھیں کہ پہلے وہ اپنی انکم پر ٹیکس دیتا اور پھر اس کے بعد جب وہ dividend دیتا ہے تو شیئر ہولڈر کے ہاتھ میں ٹیکس ہوتا ہے۔یہ آپ تیسری دفعہ اس کو tax کرنا چاہیے اور وہ ویسے ہی equity اصول کے مطابق ہے۔لیکن اس سے بھی زیادہ اہم چیز جو ہے اور ڈار صاحب کو بھی پتا ہے اور سب سے بڑا جو national challenge ہے وہ یہ ہے کہ سیونگ ریٹ دنیا کے کم ترین ریٹ پر ہے اور بڑی کوشش کے باوجود وہ اٹھ نہیں رہا ہے۔تو سیونگ کو discourage کرنا، ایک کمپنی جو پیسہ save کر کے earn کر رہی ہے اور خود اپنی کمائی کر رہی ہے اور اس کو save کر رہی ہے اور reimburse کر رہی ہے تو یہ بہت سخت زیادتی ہو گی کہ ان کو reverse disincentive دے کر اس کو punish کیا جائے کہ تم نے سیونگ کیوں کی reimbursement کے لیے،تو اس retained earningsکےtaxکومیں ڈار صاحب سے خاص طور پر درخواست کروں گا کہ پلیز reconsider کریں،ہم نے کچھ additional revenue کے طریقے propose کیے ہیں۔

پھر جناب اس کے اندر آجائیں کہ موبائل فون کے اوپر جی ایس ٹی بڑھایا گیا ہے،جناب سپیکر! یہ ایک عام پاکستانی کے استعمال کی چیز ہے،غریب ترین پاکستانی بھی استعمال کرتا ہے اور اس سے معاشرے کے اندر بہت بہتری بھی آئی ہے،efficiency بڑھی ہے،productivity بڑھانے کا بہترین طریقہ ہے۔یہ بہت سخت زیادتی ہے اور اس پر ٹوٹل آپ پیسے جوڑیں گے تو کچھ بھی نہیں بنے گا۔ہماری اس پر بہت strong recommendation ہے کہ جو سیلز ٹیکس بڑھایا جا رہا ہے وہ

بالکل نہ بڑھایا جائے اور وہ جس لیول پر ہے وہیں پر رہنے دیں،بلکہ ہم جو کہہ رہے ہیں کہ overall Sales Tax کی reduction ہے تو اس میں بھی کمی آنی چاہیے۔پھر اسی سے ملتا جلتا،چھوٹی چیزیں لگیں گی لیکن ہمارا غریب پسا ہوا ہے،وہ تو چھوٹی چھوٹی چیز کے لیے اس وقت ترس رہا ہے۔بیچارا گرمی میں باہر جا کر ایک ٹھنڈی بوتل پی لیتا ہے،FED Excise Duty کا فیصلہ یہ تھا کہ جب سیلز ٹیکس introduce ہوا تو ایکسائز ڈیوٹی ختم کر دی جائی گی،کیونکہ یہ دہری taxation کی بنیاد ہے اور یہ لوکل انڈسٹری کے لیے discrimination ہے،کیونکہ باہر والا یہ ٹیکس نہیں دے رہا۔وہ Software, Drink Industry کے اوپر پہلے تین سے چھ بڑھایا گیا اور پھر چھ سے نو کیا گیا اور اب نو سے بارہ کرتے جا رہے ہیں۔ہو کیا رہا ہے کہ ٹیکس بڑھا بڑھا کر ہم نے اپنی growth rate کرا دی ہے اور ہو گا یہ کہ جو evasion کریں گے،جنہوں نے چوری کرنی ہے ان کا مارکیٹ شیئر بڑھ جانا ہے اور جو tax net کے اندر ہیں ان کا گر جانا ہے۔ویسے بھی میں نے جیسا کہا کہ وہ غریب انسان ہے،کیونکہ انہوں نے تو pass on کر دینا ہے جتنی قیمت بڑھے گی،وہ ٹھنڈی بوتل گرمی میں پیتا ہے،خداکے واسطے اس کو پینے دیں اور باقی امیر لوگ پتا نہیں کیا کیا مشروبات پیتے ہیں اس کے اوپر تو پاکستان میں ٹیکس نہیں ہے۔

آخری Taxation Measure اور پھر میں ایک overall strategy پر آؤں گا، Aviation Industry کو اس سال کے اندر جہاں پر ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم exemptions withdraw کرنا چاہتے ہیں، سارے سیکٹر سے withdraw کر کے exemptions ہمیں suddenly پاکستان کے ان لوگوں پر ترس آگیا ہے جو جہازوں پر سفر کرتے ہیں،کیونکہ یہاں پر تفریق نہیں ہے اور جیسے پالیسی یا تقریر کے اندر لکھا ہوا ہے تو یہ پالیسی یہ بھی کہتی ہے کہ اگر غریب آدمی چینی خریدنے کے لیے جائے گا تو یہ سیلز ٹیکس دے گا۔اگر ایک چھوٹا کسان ایک بوری DAP یا یوریا خریدنے کے لیے مارکیٹ میں جائے گا تو وہ اس میں سیلز ٹیکس دے گا۔لیکن ایک ارب پتی انسان اگر اپنے لیے جہاز منگوائے گا تو اس پر نہ سیلز ٹیکس اور نہ ہی کسٹم ڈیوٹی دے گا،یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے،کسی طور پر نہ یہ Economy کے point of view سے کوئی ہمارا priority sector ہے اور نہ ہی equity کے point of view سے ہمیں سمجھ آتی ہے۔ایک

طرف مراعات ختم کر رہے ہیں اور دوسری طرف شروع کر رہے ہیں،جیسے خورشید شاہ صاحب نے کہا تھا اور بالکل ٹھیک کہا تھا کہ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ loss making unit معاشرے کا ناسور ہیں اور ان کو کل privatize کر کے ختم کرو اور دوسری طرف سارے اسلام آباد اور پنڈی میں بینرز بڑی خوشی سے لٹکا دیتے ہیں کہ ہم نے ایک اورloss making unit میٹرو بس کے نام سے شروع کر دیا۔تو فیصلہ کر دیں کہ مراعات exemption خراب چیز ہوتی ہیں یااچھی چیز ہوتی ہیں،ایک طرف لے رہے ہیں اور دوسری طرف نئ شروع کر رہے ہیں،تو ہم ان کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

آخری رہ گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ڈار صاحب اس پر اتفاق کریں گے۔انہوں نے 0.6% ٹیکس لگایا ہے banking transactions کے اوپر اور non filer کے لیے۔ہمارے خیال میں یہ اچھا اقدام ہے جیسے کہ کسی بھی non filer کو آپ زیادہ cost pay کرنے کے لیے کہیں گے تو ہم اس کو سپورٹ کرتے ہیں۔لیکن شاید اس پالیسی کےاندر تھوڑی سی گنجائش رہ گئ ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے ہی ہمارے غریب لوگ جو چھوٹا deposit holder ہے اس پر rate of return بہت کم بنتا ہے،banking deposit to GDP ratio دنیا کے کم ترین میں سے ہے اور یہ ایک بہت مسئلہ ہے۔ایک طرف حکومت کو بینکنگ سسٹم سے پیسہ borrow کرنے کی جو پرابلم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا deposit base بہت چھوٹا ہے۔ تو ہم اس کو اور چھوٹا کر دیں،تو اس میں ایک exemption limit لگا دی جائے،ڈار صاحب خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کتنی ایک amount ہے کہ اس سے نیچے نیچے کا اگر آپ کے پاس deposit ہے،وہ پچاس ہزار ہو،لاکھ ہو یا تین لاکھ روپے ہو یا جو بھی مناسب سمجھتے ہوں،کیونکہ جو بالکل چھوٹا deposit holder ہے تو اس کی آمدنی نہیں ہے وہ کہاں سے ٹیکس دے گا،اس نے تو non filer ہی ہونا ہے۔تو ایک exemption limit اس کے اوپر کر دیں اور یہ 0.6 % کو ہم سپورٹ کرتے ہیں۔لیکن یہ تمام taxation measure،ڈار صاحب بڑے دل سے اور بڑی نیک نیتی سے اور صبح سے لے کر رات تک کام کر کے measures تو announce کر دیتے ہیں،ہوتا کیا ہے،پہلے سال کے اندر دو سو ارب روپے کا revenue short fall،سواء دو سو ارب روپے کا revenue short fall دوسرے سال کے

اندر، تو سوچنے کی بات ہے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہو سکتا ہےکہ ڈار صاحب کوbudgeting ٹھیک نہیں آتی ہے،یہ بالکل ایک non realistic بجٹ بنا دیتے ہیں جو ممکن نہیں ہوتا۔

لیکن ہمارے خیال میں ایسا نہیں ہے، ہمارے خیال میں بجٹ اس سے بھی زیادہ aggressive ہو سکتے ہیں، ٹارگٹ اس لیے achieve نہیں ہوتے اور اس سے زیادہ aggressive budgeting اس لیے نہیں کی جاتی کہ جس مشینری سے آپ نے پیسہ اکٹھا کرنا ہے تو اس مشینری سے اس پیسہ کو اکٹھا کرنا بس سے باہر ہے،وہ کرپشن سے برے طریقے سے دیمک زدہ ہے،وہ سیاسی مداخلت سے مار کھائی ہوئی ہے،جب تک ایف بی آر کے نظام کو بہتر نہیں کیا جائے گا،اس کو political interference سے بچا کر autonomy نہیں دی جائے گی،جب تک آپ وہاں کے operations کو transparent نہیں کریں گے،جب تک وہاں پر integrated data bases جو transparent ہوں وہ نہیں آئیں گے اور مزید بہت سے ایسے کام ہیں، جتنی مرضی اچھی budget speeches کر دیں، جتنی مرضی نیک نیتی سے فنانس منسٹر اعلانات کر دیں، جتنی مرضی صبح سے لے کر شام تک محنت کر لیں،وہ پیسہ جو اکٹھا کرنا ہے جس سے پاکستان کی عوام کی زندگی بہتر ہو سکے تو وہ نہیں ہو سکتا۔اس لیے جب اپنی تقریر کو wind up کریں گے تو اس میں خاص طور پر ہم ڈار صاحب سے سننا چاہیں گے اور وہ روایتی نہیں کہ ہم نے کوئی پانچ بلین روپے اوررکھ دیے،کیا کہتے ہیں کہ automation programme،نہیں سر جو administrative political aspect ہے اس کو کس طریقےسے ہینڈل کریں گے اور اگر ڈار صاحب چاہیں تو شاید 13 تاریخ کو خیبرپختونخواہ میں جو بجٹ پیش ہو گا تو اس بجٹ کے اندر شاید اچھی تجاویز بھی اس کےاندر مل جائیں۔

آخری چیز اور اس کے بعد میں ختم کر رہا ہوں Thank you very much for your time وہ یہ کہ یہ پارلیمان براہ راست،باقی وفاق کے علاوہ ایک شہر یعنی اسلام آباد کے لیے بھی ذمہ دار ہے۔پچھلے سال وزیراعظم نے ایک 46 ارب روپے کا پراجیکٹ شروع کیا،جس کے لیے بجٹ میں پیسے نہیں رکھے گئے تھے اور یہ ہم نے بتا دیا کہ پیسے بہت ہیں اور پیسے کی کمی نہیں ہے۔تو اگر 46

ارب روپے اسلام آباد میں خرچ ہو سکتے ہیں،ایک ایسے پراجیکٹ کے لیے جو وزیراعظم کا خواب تھا تو میری درخواست یہ ہے کہ سات سو ارب روپے development fund میں رکھے جا رہے ہیں،کم سے کم پچیس ارب روپے کا ایک special development package رکھا جائے،ان چیزوں کے لیے جو اسلام آباد کے شہریوں کا خواب ہیں،پینے کا صاف پانی،متاثرین کے پیسے جو بیس بیس سال سے پھنسے ہوئے ہیں اس کی ادائیگی،سڑکیں،نالیاں،گیس کی فراہمی،بجلی،سٹریٹ لائٹس،BHU،ڈسپنسری اور دو ہسپتال جو اس وقت بے تحاشا بری حالت میں ہیں ان کی بہتری،میری یہ درخواست ہے اور امید ہے کہ ڈار صاحب اس پر غور کریں۔طارق فضل چوہدری چلے گئے ہیں اور وہ بھی I am sure اس کی حمایت کریں گے۔Thank you very much Speaker Sahib بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : قیصر احمد شیخ۔

جناب قیصر احمد شیخ : جناب ڈپٹی سپیکر ! آج ایک موقع ہے جس پر ہم بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے بجٹ کو ڈسکس کرنا ہے وہ پاکستان کے لیے ڈسکس کرنا ہے۔میں اکثر اس ہاؤس میں دیکھتا ہوں کہ کوئی ایک پارٹی کی طرف سے بول رہا ہے اور کوئی دوسری پارٹی کی طرف سے بول رہا ہے۔اصل میں اس بجٹ میں ہم نے وہ تجاویز دینی ہیں، جو کام ہوئے ہیں ان کے اوپر تبصرہ کرنا ہے اور وہ تجاویز دینی ہیں جو ملک کی اکانومی کے لیے بہتر ہوں۔unfortunately ہم 1960 کی دہائی میں جو 2^{nd} five years plan and 3^{rd} five years plan پاکستان نے دیا تو وہ ایشیاء میں ایک مثالی پانچ سالہ پلان تھے اور دنیا کے مختلف ممالک ہمارے پاس آرہے تھے کہ وہ کیا وجہ ہے کہ پاکستان اتنی تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔مجھے 2^{nd} five year plan کے بعد یاد ہے کہ جب کوریا نے اپنے Economist بھیجے اور ہمارے Deputy Planning Chairman جناب ڈاکٹر محبوب الحق صاحب مرحوم تھے۔ انہوں نے اپنے Economists بھیجے اور وہاں آکر learn کرکےگئے کہ کیا وجہ ہے پاکستان اتنی fast growth کررہاہے۔میں آج بھی جب کوریا جاتاہوں تو یہ کہتے ہیں کہ آپ ہی لوگوں سے ہم نے یہ سیکھاہے کہ ترقی کس طرح ہوتی ہے۔ اس زمانے میں کوریا کیexports سو ملین ڈالر تھی اور پاکستان کی export دو سو ملین ڈالر تھیں۔آج کوریا ہم سے تقریباً پندرہ سے بیس گنا زیادہexports کررہاہے۔اسی طرح مجھے وہ چائنہ کا دور یاد

ہے۔سب سے پہلے نومبر 1972 میں چائنہ گیا۔چائنہ میں جب میں ان کے Canton Airport گیا تو وہاں پر صرف اور صرف پی آئی اے کے جہاز کھڑے تھے۔چائنہ کی جتنی بھی foreign travel تھی اس وقت ہمارے پاکستانی International Airlines کے through و ہ دنیا میں باہر جاتے تھے چائنہ سے۔

آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری پی آئی اے کہاں کھڑی ہے اور چائنہ کتنا develop کرچکاہے وہ ایک دور تھا جبکہ ہم جاتے تھے China business کرنے کے لیے آپ یقین جانیے کہ اس وقت وہ امریکہ کے سخت مخالف تھے اور جو باربار وہ امریکہ کے خلاف باتیں کرتے تھے۔ ایک دور میں ہمارے ہاں 1970 میں یہاں سے کسنجر صاحب Foreign Minister تھے امریکہ کے فارن سیکرٹری وہ گئے پاکستان سے اڑکر وہ چائنہ پہنچے اور وہاں جب وہ گئے اورجانے کے بعد جب ملاقات ہوئی President Nixon کی اور Zhou Enali, Prime Ministerکی دو دنیا کے بڑے ملک،آج دنیا کی دو بڑی economics چائنہ اور امریکہ جو ایک دوسرے کے مخالف تھے۔ہم نے ان دونوں کو ملایا اور Zhou Enali نے یہ کہا President Nixon کو کہ پاکستان کی اس contribution کو نہیں بھولیے گا جو ہم کو ملاکر پاکستان نے جو contribute کیا ہے۔میں یہ محسوس کرتاہوں کہ اس بات کا فائدہ امریکہ نے تو لے لیا۔لیکن امریکہ نے بہت بڑی investment کی چائنہ میں اور دنیا کے بڑے ممالک چائنہ میں جاکر investment کررہے ہیں۔ہماری دوستی تھی۔ہم نے چین کو U.N. میں introduce کرایا۔ہم نے چین کو W.T.O. میں introduce کرایا۔لیکن ہم نے وہ جاکر چائنہ میں نہ ہم نے investmentکی اور نہ چائنہ کی investment یہاں آئی۔آج پہلی بار ہم دیکھ رہے ہیں کہ چائنہ بہت بڑی ایک investment لیکر پاکستان 46 بلین ڈالر کی investment سے پاکستان میں جو ہماری رہداری بن رہی ہے گوادر سے لیکر کاشغر تک۔یہ بہت بڑا step ہے اور میں سمجھتاہوں کہ میاں نواز شریف صاحب کی حکومت میں یہ game changerہے اور یہ پوری دنیا دیکھ رہی ہے کہ پاکستان میں کیونکہ پوری دنیا کو یہ کہاجاتاتھا کہ یہ terrorism کا Centre ہے۔حالانکہ ہم نے دنیا کو بچانے کے لیے ایک بہت بڑی جنگ لڑی ہے۔ہم نے ساٹھ ہزار لوگوں کی قربانی دی اور اس کے بعد ہم نے تقریباً 110 بلین ڈالر کا نقصان

کیا۔دنیا کو چاہیے تھا کہ وہ ہمیںsupport کرتے۔لیکن آج وہ ہی دنیا ہمارے ہاں investment کرنے سے کترا رہی ہے۔

چائنہ نے سب سے پہلے پاکستان میں یہ جو 46بلین ڈالر کی investment ہے۔اس میں ہماری successive حکومتوں کا ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ صرف مسلم لیگ (ن) کی وجہ سے ہوا ہے۔چائنہ سے ہماری دوستی تمام ہماری پارٹیوں کی دوستی تھی۔لیکن آج اس investment کی وجہ سے پوری دنیا پاکستان کی طرف انشاء اللہ توجہ کرے گی کہ اگر چائنہ اتنی بڑی investment کرسکتا ہے یہ چائنہ کی Internationally investment سب سے زیادہ ہے تو میں یہ بات کرتاچلوں۔لیکن ہمیں کس طرح اس کا فائدہ اٹھاناہے۔دیکھیں آج میاں نواز شریف صاحب کی حکومت میں اور جناب اسحٰق ڈار صاحب نے جو بجٹ پیش کیا ہے۔اس نے اس بجٹ میں یہ کہا کہ 4.2فیصد کی growth ہوئی ہے۔جناب ڈپٹی سپیکر! 4.2فیصدکوئی اچھیgrowth نہیں ہے۔پچھلے آٹھ سال میں جب سے ہمارے ہاں جمہوریت آئی ہے لوگ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ملک ہمارا کیسے آگے بڑھتاہے۔ہمارے ہاں آبادی بڑی کثیر تعداد میں بڑھ رہی ہے اور جب تک کسی ملک میں کم ازکم سات فیصدgrowth نہیں ہو۔ہم اپنے بچوں کو روزگار نہیں دے سکتے۔ہمیں زیادہ سے زیادہ ترقی کرنی ہے۔پچھلے دنوں جب ہماری پارٹی کی meeting ہورہی تھی تو اس پارٹی meeting میں میں نے کہا کہ 1990 میں انڈیا کی economy پاکستان سے چار گنا تھی۔آج 2015 میں پچیس سال کے بعد انڈیا کی econocmy پاکستان سے آٹھ گنا ہوگئی ہے۔

انڈیا اتنی تیزی سے ترقی کررہاہے۔ ہمارا پڑوسی ملک ہے اور جس سے ہمارا مقابلہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انڈیا کا جو revenue ہے وہ پاکستان سے پندرہ گنا ہوگیا تو ہمیں اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ایسے step لینےچاہئیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بجٹ موجودہ حالات میں ایک بہترین بجٹ ہے جو ہماری حکومت نے دیا ہے اور جو ہمارے وزیرخزانہ صاحب نے اور ان کی ٹیم نے جو effortکی ہے۔لیکن میں یہ سمجھتاہوں کہ ہمیں اپنی effort کو double کرناہے۔ Standing Committee Finance سب کمیٹی کا مجھے Convener بنایاگیا اور ہم نے تمام پارٹیوں کے مشورے کے ساتھ ہم نے اپنی تجاویز پیش کیں اور وہ تجاویز بجٹ کی ہم نے ایف بی آر کو

دیں۔ہمارے ریاض صاحب بھی اس میں ممبر تھے۔دانیال عزیز بھی ممبر تھے،ڈاکٹر نفیسہ شاہ صاحبہ بھی ممبر تھیں۔ہم نے اس میں مختلف تجاویز دیں۔ایک ہماری تجویز یہ تھی جس کو اسد عمر صاحب نے بھی سراہا ہے۔یہ 0.6 فیصد ہم نے bank transaction کیایک تجویز دی تاکہ پاکستان کا revenue زیادہ حاصل ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب آپ کا ٹائم پورا ہوگیاہے۔ جی شیخ آفتاب صاحب۔

شیخ آفتاب احمد: جی ان کو پانچ منٹ اور دے دیں آپ۔

جناب قیصر احمد شیخ:بہت اچھی تجویز تھی۔یہ جو 0.6 فیصد ہے۔میں نے ابھی اسحٰق ڈار صاحب سے کہا کہ اس کو reduce کریں تاکہ ہم ان لوگوں کو پہلے،وہ اپنا return form, return بھریں۔زیادہ سے زیادہ اس کو 0.2 فیصد کریں۔کیونکہ transaction سے،میں کل مارکیٹوں میں گیاہوں۔میں کیونکہ خود چیمبر آف کامرس کا صدر رہاہوں کراچی میں۔میں نے کل فیصل آباد میں صرف اسی کام کے لیے کہ میں اپنی بجٹ کا feed back لوں۔مارکیٹوں میں اس بات کا panic تھا کہ اتنا بڑا اگر ساری turn over پر یہ ٹیکس لگے گا۔ہاں حالانکہ جو لوگ return بھردیں گے ہم ان کو suggestنہیں کررہے ہیں۔لیکن باوجود اس کے میں جناب وزیر خزانہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ شروع شروع میں لوگوں کو لانے کے لیے اس کو minimum rate رکھیں تاکہ لوگ اس پر توجہ کرسکیں اور وہ اپنی زیادہ سے زیادہ یہ transaction کو legalize کرنے registerکرنے اور وہ Return بھرنے کی طرف رجوع ہوں۔

میں بڑا سراہوں اس بات کو کہ بڑی کمپنیوں دیکھیں پہلی بار ہوا ہے کہ direct taxکے اوپر ہماری توجہ زیادہ ہوئی ہے۔ہم نے تقریباً دو فیصد last yearسے direct tax زیادہ کیا ہے اور indirect taxکم کیا ہے۔تقریباً اڈھائی سو ارب روپیہ اور اس بات کو میں سمجھتاہوں کہ تمام اپوزیشن کو سراہنا چاہیے۔کیونکہ یہ اس اسمبلی کی مشترکہ قرارداد تھی کہ direct taxکرے اور direct tax امیر آدمیوں پر پڑتاہے۔بڑی بڑی انکم کمپنیوں پر ہوتاہے۔indirect taxپہلی بار یہ ہوا ہے کہ بجٹ میں Customs کے جو slabs ہیں وہ کم ہوئے ہیں۔کیونکہ Custom indirect ہے۔پچیس فیصد کا rate بیس فیصد کیا گیا ہے۔زیادہ سے زیادہ Custom House slabs کا بیس

فیصد کرکے ایک بہت بڑی facility دی گئی ہے عام آدمی کے لیے تاکہ چیزوں کے rate کم ہوں۔میں نے کئی بار جو ہمارے ٹی وی پروگرامز ہوتے ہیں۔ان پروگرامز میں بار بار میں نے پوچھا ہے۔جب اپوزیشن والے مخالفت برائے مخالفت کررہے ہوتے ہیں تو میں نے ان سے کئی بار پوچھا کہ عام آدمی کو اس بجٹ کی کس وجہ سے ٹیکس زیادہ ہوا ہے۔یہ کس وجہ سے اس کو hit کیا ہے یا کہاں مہنگائی ہوئی ہے۔میں سمجھتاہوں کہ یہ پہلا بجٹ ہے جس میں indirect tax کسی قسم کا کوئی نہیں لگایاگیا۔نہ عام آدمی پر نہ کسی درمیانے طبقے کے لوگوں پر کوئی بھی بجٹ کا اثر نہیں پڑا۔ہاں بڑی بڑی کمپنیوں کو اور میں سمجھتاہوں کہ یہ بہت اچھا کیا ہے کہ آپ نے بڑی کمپنیوں کو tax کیا ہے۔لیکن اب میں تھوڑی سی بات یہ کرناچاہوں گا وہ اسد عمر صاحب نے بھی کہا اور اس سے پہلے بھی کئی بار اسمبلی میں یہ بات ہوچکی ہے کہ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہSupplementary Grants کم سے کم ہوں۔بجٹ ایک ہی بار پیش ہو جو اسمبلی میں ہو اور اسمبلی اس کو approve کرے۔

میں آپ کو ایک بڑا اچھا step اس کا بتاؤں کہ پہلی بار یہ ہوا ہے اس بجٹ میں،کہ ہمارے current expenditures پچھلے سال سے بڑھے نہیں ہیں۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ حالانکہ inflation بھی ہے لیکن ہم نے اپنے current اخراجات،تمام اداروں کے اخراجات میں،ہماری حکومت نے کمی کی ہے اور یہ ایک بہت بڑی appreciable بات ہے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ جو خیبر پختونخواہ میں ایک انقلابی فیصلہ کیا گیا ہماری حکومت کی طرف سے،حالانکہ وہاں پر تحریک انصاف کی حکومت ہے،لیکن وزیر خزانہ صاحب کی بات میں اس دن سن رہا تھا۔انہوں نے کہا کہ ہمیں پورے پاکستان سے محبت ہے۔ہم پاکستان کے ہر حصے کو برابر سمجھتے ہیں۔اگر خیبر پختونخواہ میں تحریک انصاف کی حکومت ہے۔لیکن پورے صوبے کو ٹیکس سے پورا exempt کیا گیا ہے کہ جو نئی انڈسٹری لگے گی اس کو پانچ سال کے لئے کسی قسم کا کوئی انکم ٹیکس نہیں لگے گا۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔اس کے ساتھ ساتھ پیپلز پارٹی کی طرف سے بےنظیر انکم سپورٹ پروگرام ہے حالانکہ یہ ان کا دیا ہوا پروگرام ہے۔ہم نے اس میں فنڈز کا اضافہ کیا ہے،تو یہ ہماری حکومت کی فراخدلی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : قیصر صاحب بہت شکریہ۔Thank you very much. جناب ڈاکٹر محمد فاروق ستار صاحب۔

ڈاکٹر محمد فاروق ستار : سپیکر صاحب بہت بہت شکریہ آپ کا۔سب سے پہلے میں وفاقی بجٹ -2015 16ء پر اپنی پارٹی کا موقف دیتے ہوئے یہ کہوں گا کہ جو ستر سالوں سے پاکستان میں وفاقی بجٹ آرہے ہیں،ہر حکومت میں جس طرح کا بجٹ آتا ہے۔یہ بجٹ بھی ایک روایتی بجٹ ہے۔یہ مراعات یافتہ طبقے کا بجٹ ہے اور اگر میں زیادہ کھل کر کہوں تو یہ غریب دشمن بجٹ ہے،اور معیشت دشمن بجٹ ہے۔ کیونکہ بجٹ میں کوئی ایک بھی ایسا انقلابی قدم نہیں اٹھایا گیا جس کے ذریعے ایک عام آدمی کو معاشی ترقی کے عمل میں شامل کیا جائے،اسے یہ موقع دیا جائے کہ وہ اپنے لئے روزگار حاصل کرسکے،ایک خود روزگار ی کا طریقہ اپنے لئے اختیار کرسکے۔مجھے عوام کا ردعمل اسطرح نظر آتا ہے کہ۔

جب گھر کی آگ بجھی تو کچھ سامان بچا تھا جلنے سے
سو وہ بھی ان کے ہاتھ لگا جو آگ بجھانے آئے تھے

نہ تو وفاقی حکومت اور وزیر خزانہ جو اس وقت اصل اپوزیشن کی تقریر ہورہی ہے،اسحٰق ڈار صاحب محو گفتگو ہیں تو میں چاہوں گا کہ وہ تھوڑی سی توجہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ڈاکٹر صاحب آپ چیئر کو مخاطب کریں آپ جاری رکھیں رانا صاحب بیٹھے ہیں۔

ڈاکٹر محمد فاروق ستار :خورشید شاہ صاحب کے ساتھ تو engage ہوکر انہوں نے بات کی،اور مجھے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ ایک طرف اندھوں نے حکومت کی تھی اب کانوں کی حکومت آگئی ہے۔اور اب اگر کانا آجائے اندھوں میں تو وہ تو پھر راجہ ہوتا ہے۔تو یہ حکمرانی ہے۔انہوں نے پانچ سال اتنی بدترین حکمرانی کا مظاہرہ کیا،معیشت کا ایسا بیڑا غرق کیا،اب اس میں اگر آپ نے تھوڑی بہت پیوند کاری کردی تو آپ۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر : .No cross talk please جی ڈاکٹر صاحب آپ چیئر کو مخاطب کریں۔

ڈاکٹر محمد فاروق ستار : نہ معیشت کا کوئی ٹارگٹ حاصل ہوا ہے نہ بجٹ کا کوئی ٹارگٹ حاصل ہوا ہے۔اگر ہم growth rate کی بات کریں تو 5.1 کی بجائے وہ 4.2 growth rate حاصل ہوئی ہے۔اگر ہم بجٹ کے خسارے کی بات کریں تو اسے ہمیں 4.5 پر لانا تھا لیکن وہ 5.5 پر رہا ہے۔اس طرح اگر ایکسپورٹ کی بات کریں تو ا س میں بھی 3 فیصد کمی ہوئی ہے۔تجارتی خسارہ جو امپورٹ اور ایکسپورٹ میں ہوتا ہے اس میں بھی اضافہ ہوا ہے۔جبکہ ہمارے پاس ایکسپورٹ بڑھانے کے کئی مواقع آئے تھے GSP Plus کا بھی ایک incentive ہمیں یورپ میں ملا تھا۔ ہم اس سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکے۔تو سپیکر یہ اس با ت کا بین ثبوت ہے کہ جو بھی اقدام ہورہے ہیں،وہ صرف امیروں کو امیر سے امیر تر کرنے کےلئے اورغریب کو غریب سے غریب تر کرنے کےلئے ہورہے ہیں اور اس کے بعد سفید جھوٹ بولاجارہا ہے اور غلط بیانی سے کام لیا جارہا ہے۔

مجھے اگر وقت ملا تو میں اس کی تفصیل میں جاؤں گا۔وزیر خزانہ صاحب کی تقریر کے کچھ حصوں کو میں quote کروں گا۔لیکن میں یہاں پر بہتر یہ سمجھتا ہوں کہ ہم ہر سال ایک کوشش کرتے ہیں،کہ وفاقی بجٹ سے پہلے ایک شیڈو بجٹ کی announcement کریں۔یہ ہم نے تیسرا مسلسل شیڈو بجٹ announce کیا۔اور اس کے ذریعے سے ایسی proposals یا تجاویز دیں،جن کو اختیار کرکے ہم ایک ایسا بجٹ بنائیں جس سے وفاقی بجٹ کا براہ راست اثر ایک امور خانہ داری سے تعلق رکھنے والی ہماری ایک بیٹی اور بہن جو گھر میں کچن چلاتی ہے،جس کا تعلق غریب طبقے سے ہے، جس کا تعلق متوسط طبقے سے ہے۔اسے اسحٰق ڈار صاحب یہاں کھڑے ہوکر سینہ ٹھونک کر یہ بات کہہ سکیں کہ آج آٹے کی قیمت اتنی ہے جو ہم بجٹ دے رہے ہیں اس کے بعد آٹے کی قیمت پہلی جولائی سے اتنی ہوجائے گی یہ عوام کو ہم ریلیف دے رہے ہیں یہ دعویٰ کرسکیں سینہ ٹھونک کر،اگر آپ عوام دوستی کی بات کررہے ہیں۔آپ یہ بتاسکیں کہ کیا آٹے،دال،گوشت،دود ھ، سبزی اور پھلوں کی قیمتوں میں کوئی کمی ہوئی ہے۔ایک عام آدمی کی قوت خرید میں کوئی اضافہ ہوا ہے۔کیا ایک عا م آدمی کے معیار زندگی کو بہتر کرنے کےلئے اسے مناسب بنیادی تعلیم کی سہولت دینے کےلئے علاج معالجے کی بنیادی سہولت دینے کےلئے کوئی اقدام،ایک ہی اقدام ایسا کیا ہے جو آپ بتا سکیں ؟ جس کے ذریعے سے آپ کہہ سکیں کہ ہاں ہم نے پاکستان کی ایک بیٹی کو اس کے کچن میں،اس کے باورچی

خانے میں ریلیف دی ہے۔وہاں پر اس کے اوپر پریشر کو کم کیا ہے۔ایک تنخواہ دار ملازم،ایک مزدور، ایک کسان،ہم نے اسے زمینوں پر،فیکٹری میں اور کسی سروس سیکٹر میں کام کرنے والا جو اس وقت ذہنی اذیت سے دوچار ہے۔غربت،مہنگائی اور بیروزگاری آسمان سے باتیں کررہی ہے کیا یہ جو تین چیلنجز ہیں ہماری معیشت کو،غربت،مہنگائی اور بیروزگاری۔کیا وزیر خزانہ 16-2015ء کے بجٹ کے اعلان کے بعد یہ دعویٰ کریں گے کہ آئندہ مالی سال میں خط افلاس سے جو نیچے لوگ چلے گئے ہیں،کتنے افراد خط افلاس سے اوپر آجائیں گے۔جو متوسط طبقہ ہے وہ خوشحال ہوگا۔جو نچلا طبقہ ہے غریب طبقہ ہے وہ متوسط طبقہ بنے گا کیا اس طرح کا کوئی دعویٰ اسحٰق ڈار صاحب کرسکتےہیں ؟ میں ان کے سامنے ایک چارٹ بہت آسانی کے ساتھ پیش کرسکتا ہوں۔کہ جو ہم نے تجاویز دی ہیں۔

اس کے بعد آٹے کی قیمت میں کتنی کمی ہو گی،دال کی قیمت میں کتنی کمی ہو گی،گوشت کی قیمت میں کتنی کمی ہو گی،آلو ٹماٹر کی قیمت میں کتنی کمی ہو گی،پیاز کس قیمت پر لوگوں کو دستیاب ہو گا اور دیگر پھل اور سبزیاں جو ہیں وہ لوگوں کو کس قیمت پر ملیں گی۔ہم یہ بات دعوے کے ساتھ کہہ سکتے کیونکہ یہ باتیں ممکن ہیں یہpossible ہے۔اگر کچھ بنیادی تبدیلیاں اختیار کی جائیں معاشی نظام میں جس معاشی نظام کو لے کر ہم چل رہے ہیں عوام کی اس میں کوئی شرکت اور شمولیت نہیں ہے۔ سپیکر صاحب! اگر عوام سے ووٹ لے کر انہیں اس طرح دھوکہ دینا ہے تو میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اسحاق ڈار صاحب حلفاً اور قسماً یہ کہیں کہ انہوں نے 2013 کے انتخابات میں جو manifesto عوام کو دیا اور جس manifesto پر الیکشن لڑا،کیا ان کا 14-2013 کا بجٹ، 15-2014 کا بجٹ اور اب یہ 16-2015 کا بجٹ ان کے اس منشور میں جو معیشت کی بحالی کا منشور ہے۔کیا اس منشور کی کسی بات پر ان کے ان تینوں بجٹ پر عمل ہوا ہے۔اور پیشتر جو تجاویز رکھی گئی ہیں اور دی گئی ہیں وفاقی حکومت، وزیر خزانہ کی طرف سے وہ ان کے اپنے منشور کی نفی ہے۔اور میں آپ کو وہ باتیں پڑھ کے ابھی دومنٹ میں بتا دیتا ہوں کہ کہاں کہاں پر یہ نفی کی گئی ہے۔

اب میں main point چار ایسے اقدمات جن کو اختیار کئے بغیر یہ دعویٰ ہی نہیں کیا جا سکتا کہ یہ غریب دوست بجٹ ہے،عام آدمی کی حالت تبدیل ہو گی،آٹے دال گوشت دودھ،سبزی اور پھل

کی قیمت کم ہو گی،لوگوں کی قوت خرید بہتر ہو گی۔انہیں انسانی وسائل کی ترقی کے بہتر مواقع ملیں گے۔انہیں ہنرمند بنایا جائے گا،بیروزگاری کو ختم کیا جائے گا۔یہ دعوے،کیا ان پر عملدرآمد ہو سکتا ہے۔میں اب یہ تجاویز آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔چار بنیادی تجاویز ہیں جن کے ذریعے سے ہی ترقی کی رفتار کو تیز کیا جا سکتا ہے،جس کے ذریعے سے معیشت کی ترقی کے عمل میں ایک عام آدمی کو شامل کیا جا سکتا ہے۔جس کے ذریعے سے ایک تنخواہ دار ملازم کو،ایک مزدور کو،ایک زمیندار اور ایک کسان کو ریلیف دیا جا سکتا ہے۔اگر یہ اقدامات آپ نہیں کرتے جو کہ practically ممکن ہیں اور یہ ایسے اقدام نہیں ہیں جو ممکن نہ ہوں۔میں وہ اقدامات آپ کو تجویز نہیں کروں گا اور جو ہمارے خطے میں ممالک ہیں، ہم نے رول ماڈل بنایا ہے South Korea کو،ملیشاء کو،انڈونیشیا کو،تھائی لینڈ کو، ویت نام کو اور کیا پدی کیا پدی کا شوربہ،بنگلہ دیش کو جو چالیس سال پہلے ہمارا حصہ تھا اور ہم سے الگ ہونے کے بعد آج وہ کہاں پر کھڑا ہے اور ہم اس کے سامنے کہاں پر کھڑے ہیں۔یہ گراف بنا کر میں چاہوں گا ہمارے اس شیڈو بجٹ کو میری اس تقریر کا حصہ بنایا جائے۔میں اس کو اس کے ساتھ منسلک کر کے اپنی تقریر کے ساتھ میں چاہتا ہوں کہ یہ بھی اسمبلی کے ریکارڈ پر آ جائے۔

میں یہ بھی آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ سپیکر صاحب! سب سے پہلا اقدام جس کے بغیر سارے دعوے آپ کے بیکار ہیں۔ بجلی،گیس، تیل اور کھاد کی قیمتوں میں کمی کی جائے۔اگر بجلی،گیس، تیل اورکھاد کی قیمتوں میں آپ نے کمی نہیں کی تو پھر یہ آپ کا دعویٰ بیکار ہے کہ آپ ترقی کی رفتار کو تیز کرنا چاہتے ہیں،ٹیکسوں کی وصولی میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں،ٹیکس کی بنیاد کو وسیع کرنا چاہتے ہیں، بجٹ کے خسارے کو کم کرنا چاہتے ہیں،آمدنی کو بڑھانا چاہتے ہیں،اخراجات کو کم کرنا چاہتے ہیں۔روزگار کو بڑھاکرسرمایہ کاری کے عمل کو تیز سے تیز کر کے برآمدات میں اضافہ کر کے آپ پاکستان کو ترقی اور خوشحالی کے راستے پر لگانا چاہتے ہیں۔پاکستان کو معاشی طور پر پوری دنیا میں صحیح معنوں میں ایک آزاد اور خودمختار پاکستان بنا نا چاہتے ہیں۔اگر آپ نے بجلی،تیل،گیس اور کھاد کی قیمتوں میں کمی نہیں کی،آپ نے زرعی اور صنعتی شعبے اور ایک عام پاکستانی کو یہ ریلیف نہیں دیا تو آپ سمجھ لیں کہ آپ کے سارےدعوے بیکار ہیں۔اور میں آپ سے جو رعایت مانگ رہا ہوں وہ صرف تین سو ارب روپے کے ٹیکس کی وصولی ہے۔اگر آپ اسے کم کر دیں،بجلی پر سے سیلز ٹیکس کو ختم کر دیں یا اس کی

شرح کو کم کر دیں،تو سترہ فیصد کا جو بجلی کے اوپر آپ نے یہ ٹیکس لگایا ہوا ہے،utilities پر کس بات کا ٹیکس ہے۔یہ ٹیکس نہیں ہے بلکہ بھتہ ہے۔یہ financial terrorism ہے جو ریاست اور حکومت اپنے ہی عوام کے خلاف کر رہی ہے۔ان کو معاشی طور پر ناکارہ بنا رہی ہے۔انہیں معاشی طور پر بیکار بنا رہی ہے پاکستان کے عوام کو۔

آج ایک نیا پاکستانی،ایک نومولود جو اس دنیا میں آتا ہے وہ ایک لاکھ روپے کے قرضے میں جکڑا ہوا ہوتا ہے۔میرا یہ کہنا ہے سپیکر صاحب! کہ ایک گیس بجلی اور کھاد کی قیمتوں میں کمی ہو گی،ان پر جو سیلز ٹیکس ہے اس کو ختم کیا جائے اور تیل جو بین الاقوامی منڈی میں اس کی قیمتوں میں نمایاں کمی ہوئی ہے اور سات روپے لیٹر اوسطاً ہر طرح کا تیل پوری دنیا سے آپ امپورٹ کر رہے ہیں۔تو یہ لوگوں کو پچھتر روپے کا جو دیا جا رہا ہے جس میں petroleum levy کا بھتہ بھی شامل ہے اور سیلز ٹیکس کا بھتہ بھی شامل ہے۔کم از کم ان چار utilities پر اور commodities پر سیلز ٹیکس کو ختم کر دیں،Petroleum levy کو ختم کر دیں۔آپ ایک انقلابی تبدیلی اپنے پاکستان کی معیشت میں دیکھیں گے۔بجلی کے نرخ کم ہو جانے سے آپ کی small medium enterprises،آپ کی چھوٹی گھریلو صنعتیں جو ہیں وہ ترقی کی رفتار میں آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گی۔آپ نے اپنے manifesto میں کہا ہے کہ ہم صنعتوں کی ترقی کی رفتار کو آٹھ سے دس فیصد تک لے جائیں گے۔ لیکن اسحاق ڈار صاحب جب تقریر کرتے ہیں تو اس میں اپنے پانچ سال کے پروگرام میں بتاتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ہم چھ اعشاریہ پانچ فیصد تک لے جا سکتے ہیں۔خود اپنے منشور کی نفی اپنی بجٹ تقریر کے ذریعے سے کر رہے ہیں۔عوام کو انتخابات کے وقت جو بتایا گیا،جو دکھا گیا،یہاں پر اس کا پول خود ہی کھول دیا۔سپیکر صاحب! اس سے بڑا عوام کو اور کوئی دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔جو دعوے کئے جا رہے ہیں اسکے برعکس اقدامات کئے جا رہے ہیں۔آپ کی پیداوار میں اضافہ ہو گا،روزگار میں اضافہ ہو گا،برآمدات میں اضافہ ہو گا۔تیل گیس بجلی اور کھاد کی قیمتوں میں کمی جائے،سیلز ٹیکس ختم کیا جائے۔ Petroleum levy ان کے اوپر سے ختم کی جائے اور یہ اس لئے بھتہ لیا جاتا ہے تاکہ جو یہ مشینری ہے ٹیکس وصول کرنے کی اس کی نااہلی،اس ہٹ دھرمی،اس کی مجرمانہ غفلت پر پردہ ڈالا جائے۔اس کی سیاسی سرپرستی کی جائے جو ایف بی آر کے ذریعے سے پانچ سو سے ایک ہزار ارب روپے

کی کرپشن وہاں پر ہو رہی ہے۔جو leakage ہو رہی ہے اس پر پردہ ڈالا جائے اور اس کا بوجھ بھی عام عوام پر ڈال دیا جائے اور یہ تین سو ساڑھے تین سو ارب روپے کا یہ بھتہ پھر عوام سے لیا جاتا ہے۔

سپیکر صاحب! اسے اگر آپ ختم کرتے ہیں تو یہ عوامی اور شرکتی اور شمولیتی جمہوریت ہو گی۔ پھر آپ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ whether there is taxation, there is representation, there is taxation اس کے بغیر آپ یہ دعوی نہیں کر سکتے۔آپ کا حق حکمرانی ہی نہیں ہے اگر آپ مراعات یافتہ طبقے سے ٹیکس نہیں لے رہے ہیں۔اگر آپ ایف بی آر کا احتساب نہیں کر رہے۔اگر آپ ایف بی آر سے ٹیکس وصولی میں جو کمی ہو رہی ہے دو سو ارب روپے کی ڈھائی سو ارب روپے کی اور اس سال تین سو ارب روپے کی اور اس کے باوجود ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ اگلے سال،اس سال کا ٹارگٹ پچیس سو ارب یا پچیس کھرب روپے کا تھا۔اگلے سال آپ ٹارگٹ رکھ رہے ہیں اکتیس سو ارب روپے کا،پچیس سو ارب روپے تو آپ نے جمع کئے نہیں۔ایف بی آر میں آپ نے ایسی کون سی تبدیلی کر دی ہے، ٹیکس مشینری کو آپ نے ایسے کون سے پر لگا دئے ہیں جو اڑنے لگے گی اور اس سال جو پچیس سو ارب روپے جمع نہیں کر سکی تو اگلے سال وہ اکتیس سو ارب روپے کیسے جمع کرے گی۔آپ کہاں سے لائیں گے۔کیا آپ نے وہ جو potential tax payers تھے جو فہرست نادرہ نے آپ کو دی تھی تین سال پہلے،کیا آپ نے ان کو ٹیکس نیٹ میں شامل کیا۔جن کے پاس پجارو اور لینڈ کروزر اور بڑی بڑی گاڑیوں۔

ڈاکٹر محمد فاروق ستار: جن کے پاس پیجارو اور لینڈ کروزر اور بڑی بڑی گاڑیوں کے fleet ہیں، جن کے بڑے بڑے bank balances ہیں، جن کے پاس تعیشات کا سامان ہے، بیرونی ممالک کے درجنوں، ہر سال جن کے سفری اخراجات ہیں' کیاان کو جو ٹیکس نہیں دیتے جو آپ کے tax payer نہیں ہیں کیاان کو شامل کیا۔ یہ نااہلی چھپانے کے لئے آپ نے بجلی، گیس، تیل اور کھاد جیسی اشیاء کے اوپر یہ بھتہ لگایا ہوا ہے اور عام عوام سے اس کو وصول کیا جاتا ہے۔ سپیکر صاحب !اسی طرح public sector enterprises میں جو hemorrhaging ہو رہی ہے ان

کا,loss سٹیل مل ہو، پاکستان ریلوے ہو,PIA پاکستان انٹر نیشل ایئر لائن ہو تو پہلا اقدام میں نے آپ کو یہ بتایا ہے کہ کرپشن ختم کریں اور اس کے ساتھ یہ بجلی گیس تیل اور کھاد کی قیمتوں کو کم کریں۔

دوسرا ٹیکسو ں کا منصفانہ نظام ہونا چاہیے۔ اب تقریر کے اندر دعویٰ کیا کیا جارہا ہے' صفحہ نمبر 45پر Withdrawal of exemptions to further eliminate the discriminatory tax exemptions and concessions. اب وہSRO کی کہانی اسد عمر نے بھی بتادی، خورشید شاہ نے بھی بتادی اور پھر aircraft کے اوپر سے یہ ڈیوٹی اور exemption دی گئی ہے، ختم کیا گیا ہے۔ یہ اپنی ہی تقریر کی نفی ہے، اپنے ہی منشور کی نفی ہے اور کہا کیا گیا کہ Reviewing tax laws and procedures to cut down on discretion, آپ کہہ رہے ہیں کہ discretion جو کہ discrimination ہے اس کو ختم کریں گے۔ اگر اسحاق ڈار صاحب خدا کی قسم اپنے اس دعوے میں سچے ہیں تو بھائی tax laws تو بچے ہیں جو ان سارے بچوں کی ماں ہے, Federal Legislative List, 4th Schedule صفحہ نمبر 209 اور Federal Legislative List کا آئٹم سینتالیس Taxes on income other than agricultural income. اگر آپ عوام کے دعویٰ کر رہے ہیں، آپ کہہ رہے ہیں کہ reviewing tax laws and procedures to cut down on discretion, یہ استثنیٰ ہے، یہ mother of exemption ہے سارے استثناؤں کی ماں ہے جس میں معیشت کے ایک سیکٹر کو اور بڑے وڈیروں کو اور جاگیرداروں کو جو کہ اب سرمایہ دار بھی بن رہے ہیں' اگر ان کے گندم کے کھیت ہیں تو انہی کی آٹے کی ملیں بھی ہیں، اگر گنے کے کھیت ہیں تو پھر چینی کی ملیں بھی انہی کی ہیں۔ سپیکر صاحب اگر چاول آرہے ہیں تو چاول کی جو ملیں وہ بھی پھر انہی کی ہیں 'چٹ بھی میری پٹ بھی میری' یہاں سے بھی exemption وہاں سے بھی, exemption صنعتوں کا منافع بھی ایگریکلچر کے شعبے میں دکھایا جائے۔

تو اگر خورشید شاہ صاحب بات کر رہے ہیں تو اپنے پیپلز پارٹی کے بھی ان پانچ سالوں کو بتائیں کہ پھر اس exemption کو ختم کرنے کی بات کریں پھر authority کے ساتھ بات کریں، پھر دعوے کے ساتھ بات کریں۔ اگر آپ اس mother of exemption کو ختم کرنے کی بات کرتے ہیں۔ تو direct tax کی کتنی شرح بڑھادی' میرے یہ بہت سرمایہ کار ہیں قیصر شیخ جو یہاں بات کر رہے تھے، میرے بھائی ہیں learned colleague ہیں لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ اسحاق ڈار بجٹ میں claim کریں۔ میرا claim یہ ہے کہ آج بھی آپ

کا indirect tax سڑسٹھ سے اڑسٹھ فیصد ہے، direct tax آپ کا صرف بتیس سے تینتیس فیصد ہے۔ تو یہ جو اڑسٹھ فیصد عوام کے اوپر آپ نے بوجھ ڈالا ہوا ہے آپ نے انکم ٹیکس میں ' آپ کہہ رہے ہیں کہ corporate tax میں بھی ایک فیصد ٹیکس کی شرح کو کم کر رہے ہیں، عام آدمی کو پانچ لاکھ کی بجائے ceiling جو ہے وہ چار لاکھ روپے کر رہے ہیں تو پھر آپ بتائیے کہ direct tax کی جو آمدنی ہے اس میں اضافہ کہاں پر ہو رہا ہے۔ تو دعویٰ کچھ کر رہے ہیں ایکشن آپ کا کچھ ہے۔

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جس طرح یہ SRO کے exemption سے ساڑھے تین سو ارب روپے آپ وہاں سے وصول کر سکتے ہیں Afghan Transit Trade, smuggling اور under-invoicing کو آپ ختم کریں۔ ایف بی آر کی جو efficiency ہے اس کو یہاں پر آزمائش میں لائیے، یہاں ٹیسٹ کریں اور یہ Afghan Transit Trade کی آڑ میں جو بدمعاشیاں ہیں جو smuggling ہے under-invoicing ہے اس کو ختم کر کے دو سو ارب روپے کے اضافی وسائل generate کریں SROs کی exemption کو ختم کر کے تین سو ساڑھے تین سو ارب روپیہ آپ وصول کریں لیکن لوگوں پر یہ جو آپ نے چونتیس سترہ سے چونتیس چونتیس فیصد یہ جو سیلز ٹیکس لگایا ہوا ہے نہ اس خطے میں نہ ترقی یافتہ دنیا میں نہ ترقی پزیر دنیا میں کہیں پر بھی اس ریٹ پر سیلز ٹیکس نہیں ہے۔ جس قدر سیلز ٹیکس آپ وصول کرتے ہیں۔ پھر صوبوں کو بھی چلایا ہوا ہے پھر صوبوں کے وسائل ' صرف آپ Federal Consolidated Fund میں جو divisible pool ہے اس میں سے دیتے ہیں جبکہ جو petroleum levy اور other taxes ہیں اب جو تین سو ارب روپے کی یہ آمدنی ہے یہ آمدنی قابل تقسیم نہیں ہے۔ یہ سارا کا سارا وفاق کے پاس رکھا جاتا ہے۔ پھر اگر یہ رکھا جاتا ہے تو کیا تعلیم اور جو صحت کا بجٹ ہے، آپ صرف صوبوں سے توقع کرتے ہیں اور وفاق اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں سے دستبردار ہو رہا ہے تو یہ نہیں ہو گا۔

آیئے اگر exemptions ختم کرنے ہیں تو فنانس بل کے اندر ہم یہ تجویز دیں کہ سینیٹ میں بھی یہ بل جانا چاہیے اور اس حد تک کہ ہم ساری سیاسی جماعتیں مل کر Constitution کو دو تہائی اکثریت سے پاس کرتے ہیں اور یہ جو آئیٹم نمبر 47 ہے اس کو چینج کریں اور یہ استثنیٰ ختم کریں Every taxable income must be taxed. ہر قابل ٹیکس آمدنی پر ٹیکس لگنا چاہیے۔

سپیکر صاحب تب جا کے آپ ایک منصفانہ نظام قائم کریں گے۔ جب لوگ ٹیکس دیں گے رضاکارانہ ورنہ پھر ٹیکس چوری میں اضافہ ہو گا، ٹیکس کے default میں پھر اضافہ ہو گا اگر آپ نے یہ نہیں کیا اور بجٹ کے خسارے میں

بھی اضافہ ہوگا۔ سپیکر صاحب سیلز ٹیکس کو کم کریں indirect taxes کو کم کریں petroleum levy کو ختم کریں اور تمام اشیاء پر' صرف بجلی گیس اور تیل پر نہیں تمام اشیاء پر سیلز ٹیکس کی سترہ فیصد شرح ہے یا ستائیس فیصد ہے اس کو کم کر کے نو سے بارہ فیصد تک لایا جائے۔ یہ ہم نے اپنے shadow budget میں تجاویز دی ہیں اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ جو corporate sector کا جو ٹیکس ہے اسے بھی تینتیس فیصد سے بھی کم کر کے تیس فیصد کر دیا جائے اور ہم اس کے بھی حامی ہیں۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تیسرا اقدام آپ کو بجٹ کو reform agenda کی سپورٹ دینی ہو گی۔ اگر اصلاحات کا پیکج ساتھ نہیں ہے، سرمایہ کاری کو ترغیب نہیں دیں گے incentives نہیں دیں گے investment میں اضافہ نہیں ہوگا، بیرونی investment نہیں آئیں گی، آپ کی گھریلو صنعتیں اگر کام نہیں کریں گے، مائیکرو فنانس نہیں ہوگا بنگلہ دیش کی طرز پر، آپ اپنے نوجوانوں کو empower نہیں کریں گے، نوجوانوں میں سرمایہ کاری نہیں کریں گے، اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو ترقی کے عمل میں شامل نہیں کریں گے انہیں آسان قرضے نہیں دیں گے۔ گرامین بینک پروفیسر یونس نے بنگلہ دیش میں ستر لاکھ عورتوں کو قرضے دے کر اپنے پیروں پر کھڑا کیا اور ان عورتوں نے اپنے گھر کی کفالت کے ساتھ ساتھ بنگلہ دیش کی برآمدات میں جو اضافہ کیا ہے اس اضافے کے نتیجے میں آج بنگلہ دیش کی برآمدات پاکستان سے زیادہ ہیں۔ ہماری زیادہ سے زیادہ ان بارہ مہینوں کی بائیس ارب ڈالر پہنچے گی اور بنگلہ دیش کی برآمدات اکتیس بتیس بلین ڈالر ہو گئی ہے اور اس سے زیادہ اضافہ بھی جو ہے۔

Cooperative farming ہے پھر value addition ہماری کاٹن جو ہم بین الاقوامی منڈی میں 'raw کاٹن yarn یا سوت یا ہم جو raw کپڑا بیچ دیتے ہیں، ایک ارب ڈالر کی کاٹن یا کپاس ہم بیچتے ہیں۔

ہم دنیا کی دوسری بہترین cotton produce کرتے ہیں۔ ہم کاٹن کے چوتھے بڑے producer ہیں اس کے باوجود بھی ہماری کاٹن جو ایک ارب ڈالر کی ہم بیچتے ہیں بنگلہ دیش ہماری اسی ایک ارب ڈالر کاٹن کو بین الاقوامی منڈی میں چار ارب ڈالر میں بیچتا ہے چار گناہ منافع کماتا ہے ہماری کاٹن کا پردہ ہمارے نام سے اٹھا اور آنکھ لڑائی بنگلہ دیش نے سپیکر صاحب پھر جو دعوے کیے گئے کہ ہم یہ گروتھ کر دیں گے بجٹ کا خسارہ کم کر دیں گے ایکسپورٹ بڑھا دیں گے ارے اقدامات ہوں گے تو یہ سب کچھ ہو گا ہمارے لیے تو بالکل یہ اسی طرح کے دعوے ہیں کہ غالب نے کہا تھا کہ:

آہ کو چاہیے اِک عُمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زُلف کے سر ہونے تک

بجٹ ٹارکٹ کی تکمیل تک آپ مجھے بتایئے۔ اسی طرح ایک اور تجویز ہے کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سو ارب تک آپ نے پہنچا دیا سپیکر صاحب یہ ہم اپنی قوم کو بھکاری بنا رہے ہیں۔ وظیفے مقرر کر کر کے ہم انہیں ریاست پر ان کا انحصار اور دارومدار بڑھا رہے ہیں ہم خود انحصاری کے بجائے قوم کو بھکاری بنانے کی طرف لے جا رہے ہیں سپیکر صاحب ہمیں تھوڑا سا اس پالیسی کو reviewکر نا چاہیے یہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے بجائے بے نظیر انکم جنریشن پروگرام ہونا چاہیے اور بے نظیر انکم اور مجھے یقین ہے کہ اگر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید زندہ ہوتی تو یہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام نہیں ہوتا بلکہ یہ بے نظیر انکم جنریشن پروگرام ہو تا انکم جنریشن پروگرام کو youth promotion development loan schemeاس سے اگر ملا دیں تو یہ کوئی سوا سو ارب رو پے بن جاتے ہیں اور اگر اس سوا سو یا ڈیڑھ سو ارب روپے سے آپ سستی زمینیں دیں نوجوانوں کو جو تعلیم یافتہ ہیں ICTمیں سافٹ ویئر کی پروڈکشن میں وہاں پر اگر ان کو incentiveدیں چھوٹی اور گھریلوں صنعتوں کا جال بچھانے کے لیے cottage industryکا جال بچھانے کے لیے وہاں پر ان کا ایک پورا پیکج بنائیں اور کونسی چیز ایکسپورٹ کرنی ہے آپ انہیں guidanceدیں صرف قرضہ دینے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا صرف سولہ ہزار فارم،بیس ہزار، پندرہ ہزار فارم بھر دیئے گئے بیس ہزار اور بھرے جا رہے ہیں اس سے مسئلہ حل نہیں ہو گا جب تک کہ پوری سکیم ایک پیکج ہو گا آپ guidanceکے ساتھ ان کو بتائیں گے کہ ہم نے کہاں اپنی ایکسپورٹ کو بڑھانا ہے کہاں ہم نے پیداوار کو بڑھانا ہے کس شعبے میں سرمایہ کاری کرنی ہے اگر آپ یہ guidanceنہیں دیں گے تو یہ سارے پیسے آپ کے defaultکر جائیں گے اور ایک لون بھی آپ کو واپس نہیں ملے گا یہ تیسرا اقدام تھا ریفارم ایجنڈا کا پھر debt managementکی بات آپ کر رہے ہیں قرضے کی میں خیر اس کو گول کرتا ہوں۔ پھر آپ نے لینڈ ریفارمز نہیں ہیں فرٹیلائزر اس وقت کسانوں کو جس دام پر دی جا رہی ہیں اس کے بعد زرعی ترقی جس حال میں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ مختلف نہیں ہو سکتی اب چوتھا میرا اہم اور آخری پوائنٹ ترقیاتی بجٹ کا ہے یہاں بھی prioritiesبالکل الٹ ہیں۔

الٹی ہو گئی سب تدبیریں،کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا

سپیکر صاحب اگر ہائی ویز ہماری priorityہے ریلویز ہماری priorityہے تو پھر یہ دعوے بیکار ہیں یہ سات ہزار میگا واٹ بجلی 2017کے آخر تک آ جائے گی لوگوں کو مت بیوقوف بنائیں انہیں صاف صاف بتا دیں جو میٹرو بسیں آ جائیں گی جو ظاہری چیزیں جو نظر آ رہی ہیں، ہوائی جہاز آ جائیں گے، اسی طرح قوم کو بھکاری بنایا جائے اور اسی طرح اگر کام چلانا ہے تو پھر صاف صاف بتا دیں اصل ایجنڈا کیا ہے لوگوں کو دھوکا نہ دیں ہائی ویز کو اگر priorityآج پاور پر ہے توانائی اور بجلی کے بجائے ہائی ویز پر زیادہ پیسے ہیں ریلویز پر زیادہ پیسے ہیں اور پانی آج وزیراعظم پاکستان تاجکستان میں غالباً water for life کی کانفرنس میں شریک ہو رہے ہیں اور وہاں پر climate change کی بات کر رہے ہیںfood insecurity کی بات کر رہے ہیں۔ماحولیاتی آلودگی کی بات رہے ہیں۔اس سے جو پوری دنیا میں تبدیلی آ رہی ہےموسموں میں اس کی بات کر رہے ہیں اس سے پاکستان اور اس خطے میں جو اثرات ہوں گے اس کی بات کررہے ہیں۔کیا اسحاق ڈار صاحب کا بجٹ وزیراعظم صاحب کی تقریر کو جو تاجکستان میں انہوں نے کی ہے کیا اس سے ایک انچ بھی مطابقت رکھتا ہے۔

تو ایک اقدام ایسا ہے کہ تعلیم میں ہم نے investment کی اور ہم نے صحت کے شعبہ میں investment کی۔ہم نے تعلیم میں GDP کی جو ratioہے اس کو پانچ پانچ فیصد تک ہم لےکر جا رہے ہیں۔کیا صوبوں کے ساتھ مل کر Council of Common Interest میں ہم نے اس بات کو طے کیا ہے۔کیا ان کو جو اضافی وسائل دیے جا رہے ہیں کیا ان کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے اگر نہیں ہے تو آج جو جماعتیں اس ایوان میں بیٹھی ہیں آیئے ہم ایک اورlegislation کریں۔ایک تو Constitutional Legislationہو گی کہ استثنیٰ کی ماں کو ختم کیا جائے۔جو ائٹم 47 ہے اس کو ختم کیا جائے۔ایک اور استثنی ہے اس کو بھی ختم کیا۔یہ سب دامن چراتے ہیں اور اس کے بعد وفاق صوبے پر اور صوبہ وفاق پر الزام لگاتا ہے۔اگر 20 فیصد تعلیم اور صحت کی ذمہ داری وفاق کی ہے اور 80 فیصد صوبے کی ذمہ داری ہے تو آئیں یہ ساری سیاسی جماعتیں صوبے میں بھی ان کی حکومتیں ہیں۔تو پھر یہاں پرایک بل پاس کرتے ہیں اور یہ فنانس بل کا حصہ بناتے ہیں کہ اس سال

کم سے کم تعلیم اور صحت پر صوبے اور مرکز مل کر کم سے کم تین فیصد GDP کی allocation رکھیں گے اور آئندہ دو سالوں میں ہم پانچ فیصد تک اس allocation کو لے جائیں گے۔ پانی water for life ہے۔میں کہتا ہوں کانفرنس ہونی چاہیے Water is life پانی زندگی ہے۔پانی پر 31 ارب روپے اور ہائی ویز پر 184 ارب روپے۔water for life, Water is life اگر یہ سونامی اور یہ اشوبہ آ رہا ہے۔نیلوفر تو چلی گئی تھی اگر اشوبہ آ گیا یہی ہے نا طوفان،اگر اشوبہ آ گیا تو سپیکر صاحب یہ ساری ہائی ویز صاف ہو جائیں گی۔ساری ہائی ویز پر پانی پھر جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تینوں چیف وہیپ صاحبان سے گزارش ہے کہ interruption نہ کریں۔اسمبلی کے لیے بڑی خوش آئند بات ہے اگر یہ تینوں کھڑے ہو جائیں۔

ڈاکٹر محمد فاروق ستار : کیا ڈھٹائی ہے صفحہ 45 پر Removal of Sectoral distortion in domestic taxes. ٹیکس کی جو بعد میں suggestion دی ہیں کسی ایک suggestion میں Sectoral distortion ختم نہیں کیا۔اگر Sectoral distortion کو ختم کرنا ہے تو پی ٹی آئی کے اسد عمر نے بھی کہا ہے کہ پھر ایگریکلچر انکم ٹیکس ایف بی آر کو وصول کرنا چاہیے۔وڈیروں اور جاگیرداروں کی کروڑوں اور اربوں روپے کی آمدنی پر ٹیکس لگنا چاہیے۔پھر ان کی جو صعنتوں کا منافع جو کہ ایگریکلچر میں دکھا کر corporate tax چوری کیا جاتا ہے۔اس ٹیکس کی چوری کو بھی ختم کیا جانا چاہیے۔ سپیکر صاحب measures for broadening of the tax base and documentation of economy مجھے بتایئے کہ کہاں Tax base broaden ہو رہا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہم ایکسپورٹ کوpromote کریں گے۔آپ نے ایکسپورٹ پر بھی وہ جو انڈسٹری پر جس پر دو فیصد کا سیلز ٹیکس تھا rationalization کی آڑ میں اس میں بھی ایک فیصد ٹیکس کا اضافہ کر دیا۔

جب گھر کی آگ بجھی تو کچھ سامان بچا تھا جلنے سے
سو وہ بھی ان کے ہاتھ لگا جو آگ بجھانے آئے تھے

سپیکر صاحب یہ کیا سنگین مذاق ہے لوگوں کے ساتھ۔مجھے بتایئے کہ increasing the share of the direct taxes بتائیں کتنے پرسنٹ آپ نے ڈائریکٹ ٹیکس،یہ دعویٰ کر رہے ہیں آپ اپنی

بجٹ تقریر میں تو پھر بتائیں کہ کتنے فیصد آپ نے اضافہ کیا ہے۔مجھے یقین ہے چیف وہیپ نوٹ کر رہے ہوں گے کچھ چیزیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب نوٹ کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر محمد فاروق ستار : اب ایک اور بات دیکھیں کہ وفاقی وزیر خزانہ کیا دعویٰ کر رہے ہیں کہ بے روزگاری کی شرح میں کچھ کمی آئی ہے،6.24 فیصد کم ہو کر یہ 6 فیصد ہو گئی ہے۔ Minister sees no decline in joblessness یہ آج کا اخبار ہے،احسن اقبال آپ کا اپنا وزیر کہہ رہا ہے کہ جب تک growth rate سات فیصد نہیں ہو گی تو بے روزگاری کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا،تو پھر وزیر خزانہ لوگوں کی آنکھوں میں کیوں دھول جھونک رہے ہیں۔آپ کا اپنا وزیر کہہ رہا ہے،وہ کہہ رہا ہے کہ Minister sees no decline in joblessness،میں اس کی تفصیل میں نہیں جا رہا۔ Poverty alleviation, alleviation of unemployment, Benazir Income Generation Programme سے آئے گی، elimination and alleviation of price hike, Benazir Income Generation Programme سے آئے گی،Micro Finance سے آئے گی،women and youth empowerment سے آئے گی،ان کو زمینیں دیں۔

جو قبضہ مافیا کراچی لاہور،کوئٹہ اور پشاور میں زمینوں پر قبضہ کر رہا ہے، جناب والا ! وہ زمینیں ان کو مفت دے دیں،وہاں پر چھوٹی صنعتوں کے زون بنا دیں،جہاں پرآپ کو ایکسپورٹ درکار ہے،جہاں پر GSP میں آپ کو edge مل رہا ہے،جہاں پر anti dumping law میں جو رعایت ملی اس سے آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔آپ کی مختلف پالیسیاں ہیں تجارت کی،بجٹ کی،معیشت کی وہ ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہونی چاہئیں discoordinated نہیں ہونی چاہئیں۔وزیر تجارت کوئی بات کر رہا ہے، وزیر خزانہ کوئی بات کر رہا ہے اور وزیر منصوبہ بندی کوئی بات کر رہا ہے۔جناب سپیکر ! یہ قوم کے ساتھ کب تک مذاق ہوتا رہے گا۔ آج ہی ورلڈ بینک نے یہ کہا ہے کہ پانی، Water is life, water for life پاکستان کا بڑا مسئلہ میٹرو ٹرین نہیں ہے،آج کے اخبار میں ہے آپ دیکھ لیں کہ Water scarcity is the biggest problem of Pakistan.۔جناب سپیکر ! اس کے

اوپر بھی ہمیں توجہ دینی ہے اور پھر ہائی ویز کا بجٹ توانائی اور پانی پر منتقل کر دیا جائے اور فنانس بل میں یہ ایڈ کیا جائے کہ مرکز اور صوبے مل کر صحت پر گیارہ ارب روپے ہیں، تعلیم پر سات ارب روپے ہیں، ہائیر ایجوکیشن پر بیس ارب روپے ہیں۔آپ انڈیا کے ساتھ compete کرنے کی بات کرر ہے ہیں۔اب آپ کو وہاں سے براہ راست دھمکیاں آرہی ہیں،پہلے پراکسی وار کے ذریعے سے دھمکیاں آرہی تھیں اور اس کی یہاں پر کھڑے ہو کر مذمت کرنے سے استحکام اور سلامتی اور داخلی استحکام نہیں آئے گا۔جب تک آپ ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری نہیں کریں گے،جب تعلیم میں سرمایہ کاری نہیں کریں گے،ایک پاکستان کی بیٹی اور نوجوان اور ایک کسان،زمیندار اور مزدور کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے نہیں دیں گے تو اس کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔Skill Development, Human Resource پر،development پر ہمیں یہ پیسے لگانے ہوں گے۔

آپ دنیا سے کتنے پیچھے ہیں،بجٹ تقریر میں Millennium Development Goals کی بات ہو رہی ہے،Millennium Development Goals تو قصہ پارینہ ہوا،پوری دنیا نے اپنے ٹارگٹ حاصل کر لیے اور اب تو Sustainable Development Goals کا زمانہ آگیا۔ آپ اپنی معیشت میں وہ نصاب پڑھ رہے ہیں جو کہ متروکہ ہے،اب تو Sustainable Development Goals کا زمانہ ہے۔اگر وزیر خزانہ کو پوری دنیا کے trends نہیں پتا ہیں تو ہم کیسے اعتبار کریں گے کہ قوم اپنا معاشی نظام وزیر خزانہ کے ہاتھ میں دے گی۔

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے تم کو خبر ہونے تک

یہ سارے معاملات بھی ہیں اور اب میں زراعت کی جو agriculture inputs, seeds ہیں،کھاد ہے ان کی قیمتوں کو بھی ہمیں کم کرنا ہو گا۔اب مزے کی بات یہ ہے کہ ہمارا توانائی،صحت،پانی،تعلیم، ان چار شعبوں کے ساتھ ساتھ ایک بڑا چیلنج دہشت گردی کا بھی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ

نہ جانے کب طوفان بنےاور رستہ رستہ بچھ جائے
بند بنا کر سو مت جانا دریا آخر دریا ہے

جناب سپیکر ! نیشنل ایکشن پلان بن گیا، وزیر خزانہ بتائیں گے کہ اس کے مختلف جو 19 componentsہیں اس میں جو سرمایہ کاری ہونی ہے،کیا community policing کے لیے کوئی پیسہ رکھا گیا،کیا چوکیداری نظام محلوں میں عوام کو ضلعوں،قصبوں اور تحصیلوں میں دہشت گردی کے خاتمے،انتہا پسندی کے خاتمے میں کردار دینے کے لیے کیا بجٹ میں کوئی رقم مختص کی گئی۔کیا پاکستان کے عوام کو مدرسہ ریفارم کے لیے کوئی رقم دی گئی۔کیا پاکستان کے عوام کو forensic laboratories قائم کرنے کے لیے کوئی کوشش کی گئی ہے۔عدالتی نظام کو بہتر بنانے کے لیے ججوں کو protection دینے کے لیے کیا کوئی investment کی گئی ہے۔ اگر نیشنل ایکشن پلان بنا کر دہشت گردی ختم ہو گئی تو کل ہی شمالی وزیرستان میں افغانستان کے بارڈر پر ہمارے سات بہادر اور جری سپاہیوں نے،فوج کے اہلکاروں نے جام شہادت نوش کیا ہے،کل ہی ہمارے سات مجاہد شہید ہوئے ہیں۔انیس دہشت گرد جاں بحق ہوئے ہیں،ہلاک ہوئے ہیں اور کئی کمانڈرز کی لسٹیں ہیں اور وہ گرفتار نہیں ہوئے۔کراچی میں ڈیڑھ سالوں میں targeted operation چل رہا ہے،اپیکس کمیٹی وزیراعلیٰ سے پوچھتی ہے،وزیراعلیٰ رینجرز سے پوچھتے ہیں،رینجرز پولیس سے پوچھتی ہے کہ 61 بڑے دہشت گرد،کالعدم تنظیموں سے تعلق رکھنے والے،ان سے اب تک ایک شخص گرفتار نہیں ہوا،یہ ڈیڑھ سال کی کارکردگی ہے اور آپریشن کہاں پر ہو رہا ہے یہ آپ دیکھ لیں۔پھر سوال بھی کیا جا رہا ہے،خود آئینہ بھی دیکھا جا رہا ہے،اپنا چہرہ بھی نظر آرہا ہے اور پھر بھی یہ پوچھ رہے ہیں کہ 61 دہشت گرد کراچی آپریشن میں گرفتار کیوں نہیں ہوئے۔کس قدر شرم کی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ڈوب کر مرجانا چاہیے۔سات سولجرز کی ہلاکت اور پھر ہزارہ ٹاؤن کے لوگوں کے زخموں کو بھول جائیں گے،پانچ اہل تشیعوں کا ابھی وہاں پر قتل ہوا ہے اور یہ بھی میرے خیال میں آج کے ڈان میں ہے اور وہ تصویر بھی آپ آج کے 'ڈان' میں دیکھ سکتے ہیں۔یہ دیکھیں ہزارہ ٹاؤن کی خواتین سراپا احتجاج ہیں، مسلسل انہیں نشانہ بنایا جا رہا ہے،جب کوئٹہ کے ایک محلے کو ہم protect نہیں کر سکتے تو نیشنل ایکشن پلان ہوا میں معلق کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے،اسے زمین پر آنا چاہیے۔زمین پر لانے کے لیے اس بجٹ میں کتنا پیسہ نیشنل ایکشن پلان کے ان حصوں پر لگایا گیا ہے جس کے لیے وسائل چاہئیں،کیا وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں کہیں انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے اور نیشنل ایکشن پلان پر عمل

کرنے کے لیے بتایا کہ وہاں پر کیا وسائل رکھے ہیں۔184 ارب روپے، شیر شاہ سوری کا زمانہ یاد آگیا، جب کوئی لوڈشیڈنگ نہیں ہوتی تھی شیر شاہ سوری کے زمانے میں،یہ شیر شاہ سوری کا زمانہ نہیں ہے، یہ میرا سلطان کا زمانہ نہیں ہے کہ جہاں پر ماہ دوراں اور حورم سلطان کی خواہشوں کو پورا کیا جائے۔ جہاں پر سنبل آغا کی خواہشوں کو پورا کیا جائے اور بجٹ سنبل آغا کے مشوروں سے بنایا جائے،ماہ دوراں اور والدہ سلطان کے مشوروں سے بنایا جائے۔ یہ پاکستان کے عوام کے ساتھ سراسر زیادتی ہے اور ہزارہ ٹاؤن کا بھی میں نے منظر بتا دیا ہے،آپ کے سات فوجی شہید ہوئے ہیں۔ آپ مذمت کر رہے ہیں اور مذمت کریں،لیکن آپ اپنی قوم کو مضبوط بنانے کے لیے کیا کر رہے ہیں Micro Finance کہاں پر ہے؟

آپ کی خواتین کہاں ترقی کے عمل میں شامل ہیں۔بیروزگاری کی شرح آپ کی 6.2فیصد تھی۔آپ کو دعویٰ کرنا چاہیے تھا ہمارے اقدامات سے ساڑھے چار فیصد ہوگئی۔ہم نے پچیس فیصد بیروزگاری کو ختم کردیا۔لیکن دعویٰ آپ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔کیونکہ آپ کو highways بنانی ہیں۔45ارب روپے کی میٹرو بسز بنانی ہیں اور ایسے منصوبے بنانے ہیں جو نظر آئیں اور اس سے آپ لوگوں سے ووٹ لینا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ کا مزید کتناہے؟

ڈاکٹر محمد فاروق ستار: بس پانچ دس منٹ اور لوں گا میں۔آج کا ساڑھے چار کا ٹائم تھا۔بس مجھے تھوڑا سا اضافی دے دیں۔دیکھیں جی K-4 کا منصوبہ ہے۔اس پر ساڑھے بارہ ارب روپے کی وفاق کی commitmentہے۔ایک ارب روپے بھی نہیں دیے گئے۔دس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔یہ سوتیلی ماں کا سلوک ہے اس شہر کے ساتھ۔جناب سپیکر! جو آپ کا bread earner ہے۔جو ساٹھ سے ستر فیصد کا revenue آپ کو دیتا ہے محاصل آپ کودیتا ہو۔

کچھ اپنے دل پر بھی زخم کھاؤ میرے لہو کی بہار کب تک
مجھے سہارا بنانے والو میں لڑکھڑایاتو کیا کروگے

تو جناب ڈپٹی سپیکر! یہ آج سوتیلی ماں کا سلوک ہورہاہے کہ نہ مقامی جمہوریت ہے،نہ لوگوں کے محلوں میں جمہوریت ہے،نہ ان کے پاس فیصلے کرنے کا اختیار ہے نہ وہ اپنے مقامی ٹیکسوں پر کوئی کنٹرول رکھتے

ہیں نہ وہ اپنے مقامی اختیار پر کوئی کنٹرول رکھتے ہیں۔وہاں پر بھی آپ ڈھائی سال سے محروم رکھ رہے ہیں سات سالوں سے۔یہ جمہورت کی بحالی کے بعد2008سے مقامی حکومتوں کے الیکشن پنجاب،سندھ،بلوچستان میں نہیں ہوئے اور کے پی کے میں ہوئے ہیں تو جیسے الیکشن ہوئے ہیں وہ ہم سب نے دیکھے ہیں کہ کیسے الیکشن ہوئے ہیں۔وہ بھی ہمارے سامنے ہے۔اب میں آتا ہوں K-4 پر کم ازکم دس ارب روپے رکھے جائیں۔ بلکہ یہ جو ایک ارب روپیہ Green bus کا ہے یہ خیرات ہمیں نہیں چاہیے۔یہ سولہ ارب روپے کا منصوبہ نہیں چاہیے۔ہمیں چائنہ پاکستان Economic Corridor میں اگر ہم پاکستانی ہیں اور اگر یہ اس آئین میں اگر کوئی ہماری جگہ یاحیثیت ہے۔اگر کراچی ریاست ہے، پاکستان کا حصہ ہے۔اگر کراچی کی آبادی پاکستان کا پندرہ فیصد ہے اڈھائی کروڑ کی آبادی۔آپ کی ترقی کا انجن آپ کی معیشت کاhub اگر اس کا کوئی پاس ہے تو وزیرخزانہ کو اپنی concluding speech میں دو ارب ڈالر چائنہ پاکستان جو معاشی راہداری ہے اس سے Karachi Circular Railways کی بحالی کے اوپر مختص کرانی چاہیے۔ہم بھی پاکستانی ہیں۔اگر Mass Transit کے منصوبے لاہور میں بنائے جارہے ہیں تو ہمیں خوشی ہے۔اگر گوادر کو develop کیاجارہاہے۔تو کراچی پورٹ کو نظرانداز نہ کیاجائے۔سب کو ایک نگاہ سے دیکھاجائے۔

ایکKarachi Circular Railways کا منصوبہ پاکستان چین معاشی راہداری میں شامل کیاجائے دو ارب ڈالر یا دو سو ارب روپے اور دوسرا جو راہداری ہے جو corridor بن رہے ہیں۔اس میں East and West کو چھوڑیں۔آپ Westبھی بنائیں۔East میں ہمیں گوادر سے connect نہ کریں۔ ہم پہلے ہی connected ہیں۔اس پر مزید خرچہ مت کریں۔ہاں کراچی کو بسما سے connect کریں بلوچستان میں۔تربت ہے میرے خیال میں خضدار ہے اور اس کے ذریعے سے تاکہ ہم کوئٹہ سےdirect connect ہوجائیں۔تاکہ کراچی اور کوئٹہ کا بھی ایکconnection بن جائے، تو آپ اس طرح connectکریں۔تین سو کلو میٹر کا یہ ہے کراچی سے بسما کوئی بہت بڑا فاصلہ نہیں ہے تو Karachi Circular Railways اور کراچی سے بسما تک جو ہے آپ نے link کرناہے تو یہ اس میں آپ شامل کریں۔یہ infrastructure development میں یہ منصوبے جو میں بتاناچاہتاہوں۔پھر infrastructure میں ICT sector کو developکریں۔آپ

نے دعویٰ کیا ICT میں tele E centers بنائیے۔ارے یہ tele E Centers چلیں گے تب جب یو ٹیوب کا استعمال پاکستان میں بحال ہوگا۔یوٹیوب کے استعمال کے بغیر آپ پوری دنیا سے کہاں سے information لائیں گے۔جناب سپیکر! اگر یو ٹیوب تک رسائی بحال نہیں ہوگی ایک عام پاکستانی کی تو tele E- Centers کا فائدہ کیا۔517 مراکز بنانے کا فائدہ کیا۔کیوں لوگوں کو بیوقوف بنارہے ہیں۔کیوں لوگوں کی آنکھوں میں دھول پھینک رہے ہیں۔اگر Centres بنارہے ہیں تو کم ازکم یوٹیوب سے پابندی ختم کریں۔

جو bandwidth ہے اس پر آپ نے جو ریٹ لگائے ہیں اس کو کم کریں۔مزید جو پرائیویٹ سیکٹرز ہیں ان کو وہاں پر encourage کریں۔جو duties ہیں ICT import کی اس کو کم کریں آپ۔Software Industry جو export ہورہی ہے اس کو ترجیحات دیں۔اس کوpromote کریں اور IT parks بنائیں۔اس میںNEDکے بچے،بہاؤ الدین زکریا کے بچے،UETکے بچے،پشاور یونیورسٹی کے بچے۔یہ ان بچوں کو نوجوانوں کو وہاں بٹھائیں،فاٹا کے بچے۔گلگت بلتستان کے بچے،انہیں بھی انسان کا بچہ سمجھیں اور انہیں بھی ترقی کا موقع فراہم کریں۔اب میں آتا ہوں مساوی ترقی کیسے ہوگی۔آپ مجھے بتائیں پارلیمان میں سیٹیں تو آپ نے special سیٹیں خواتین کو بھی دے دیں۔ special سیٹیں آپ نے اقلیتوں کو غیر مسلموں کو بھی دے دیں اور پوری اقلیتی برادری کو جو ہے آپ آئین میں ان کے آنسوں پونچھ کر ان کو یہ دھوکا دے رہےہیں کہ آپ بھی برابر کے پاکستانی ہیں۔آئین میں ہے انتخابی عمل میں ہے۔جمہوریت میں ہے۔بجٹ میں مجھے بتایئے کہ اقلیت ہے کہاں پر۔بجٹ میں اقلیتیں اچھوت ہیں۔ہم برہمن ہیں اور وہ اچھوت ہیں۔وہ untouchable ہیں۔بات ہے رسوائی کی۔اس طرح سندھ کے پسماندہ علاقے کہاں پر ہیں۔بلوچستان کے لیے package کہاں پر ہے جناب سپیکر!۔پھر کے پی کے میں ہزارہ علاقہ ہے وہاں ایک احساس محرومی ہے وہ کہاں پر ہے۔گلگت بلتستان میں الیکشن تو جیت لیا تو کم ازکم الیکشن جیتنے کے بعد ہی اعتراف کے طور پر ان کی حمایت اورsupport کریں۔آپ گلگت بلتستان کے کسی package کا اعلان کردیں ۔ان کے لیے کوئی package بتادیں۔اگر ان کی نمائندگی آپ کی اسمبلی میں نہیں ہے۔اپنا نام تو وہاں پر چاہیے۔لیکن بجٹ میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے۔فاٹا کے لیے کہاں پر پیسے ہیں بتایئے۔فاٹا کے لیے کونسے

منصوبے ہیں۔کیا فاٹا کی ساتوں ایجنسیوں کو ایک دوسرے کےساتھ جوڑنے کے لیے آپ نے Circular Railways کا یا کسیcorridor کا اعلان کیا ہے۔کیا وہاں مقامی حکومت کے الیکشن کا اعلان کیا۔کیا وہاں کے لوگوں کے لیئے مالی طور پر آپ بجٹ کا اعلان بعد میں کریں۔ارے ان کو اپنے ٹیکسوں پر تو اختیار دیں کہ وہ اپنی ٹیکسوں کا استعمال کریں۔

وہاں مقامی حکومت کا کم ازکم نظام تو قائم کریں فاٹا کے اندر جناب سپیکر!۔پھر میں کہوں گاکہ جو سرکاری ملازمین کی تنخواہ ہے اس میں کم ازکم بیس فیصد کا اضافہ کیا جائے Basic . Ad hoc نہیں بلکہ مستقل اضافہ ہوناچاہیے۔اسی طرح pensioners کیpension میں بھی کم ازکم پندرہ سے بیس فیصد کا اضافہ ہوناچاہیے یہ بھی میرا مطالبہ ہے اور میری تجویز ہے۔اب میں آتاہوں آخری بات پر یہ جو حکومت قرضے لیتی ہے اور انہوں نے خود کہا ہے اپنے اس میں کہ ہم قرضے لیتے ہیں تقریر میں ہے تو private sector کے لیے قرضہ نہیں بچتا۔مجھے زراحساب کتاب دے دیں کہ دو سالوں میں اب آپ نے یہ تیسرہ بجٹ بنایاہے۔انہوں نے debt servicing and debt management میں کیا اقدام کیاہے۔جس کے ذریعے سے بینک پرحکومت کا قرضے کا بوجھ کم ہوگا اور یہ سٹیٹ بینک نے شرح سود میں کمی کی ہے سات فیصد یہ اچھا اقدام ہواہے تو اس سے پرائیویٹ سیکٹر اور خاص طور پر چھوٹے سرمایہ کاروں،گھریلو صنعتوں Cottage Industries اور ایسے SAVs کو فائدہ ہوگا۔مجھے بتادیں کہ کتنا قرضہ بینکوں سے یا حکومت سے چھوٹی صنعتوں کو ملے گا۔

کیا بینکوں سے کوئی commitment لی گئی ہے۔کتنا قرضہ خود اپنے لئے بک کیا گیا اور کتنا قرضہ بینکوں سے بک کیا گیا ہے۔تو میرے خیال میں جو 14-2013ء میں کیا،15-2014ء میں کیا وہی آپ 16-2015ء میں بھی کررہے ہیں۔کراچی کے ساتھ زیادتی وہ میں نے پہلے ہی بتا دی۔فاٹا میں بھی آپریشن چل رہا ہے،اور کراچی میں بھی آپریشن چل رہا ہے اگر KPK میں بھی آپریشن چل رہا ہے اور وہاں پانچ سال کا tax holiday دیا گیا ہے تو پھر فاٹا کو بھی پانچ سال کا tax holiday ملنا چاہیے اور کراچی کو بھی پھر پانچ سال کےلئے tax holiday ملنا چاہیے۔

میں آپ کو کہتا ہوں کہ اگر آپ tax holiday دیں گے اس سے آپ کا انکم ٹیکس بڑھے گا۔آپ وصول کرنے والے بنیں۔اگر آپ ٹیکس وصول کریں گے تو پھر آپ دیکھیں پاکستان

کہاں سے کہاں جاتا ہے۔اب آپ نے عقیل ڈیڈی اور عارف حبیب کی محنتوں کا سارا claim اپنے سر لیا ہے کہ کراچی کا سٹاک ایکسچینج کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔انہوں نے 14000کے انڈکس کو34000 تک پہنچا دیا۔ اور آپ نے کہا کہ market capitalization میں 40فیصد اضافہ ہوا۔جو انڈکس تھا KSE اس میں 70 فیصد اضافہ ہوا۔تو مجھے یہ بتائیں کہ پھر اس market capitalization کا کوئی پلان بنایا ہے آپ نے investment کا۔کوئی آپ نے صنعتو ں میں اس سرمایہ کو لگانے کا کوئی پروگرام بنایا۔وہ ان ہی صنعتوں کے شیئرز خریدے گئے ہیں۔وہ real investment کہاں پر ہوئی ہے۔کوئی portfolio investment ہوئی ہے۔کوئی foreign direct investment ہوئی ہے 34000 جو KSE کا انڈکس بڑھا ہے۔گورنمنٹ نے اس میں FDI کے ذریعے سے کتنی investment کی ہے۔تو میں مانتا ہوں کہ آپ کی کارکردگی ہے۔تب میں کہوں گا کہ ہاں آپ نے اس میں اضافہ کیا ہے آپ اس کا جواب مجھے اپنی concluding speech میں دیں۔تو پھر میں سمجھوں گا۔اب ٹیکسوں میں جو نا انصافی ہوئی ہے۔Duties میں امپورٹ، 90فیصد آئیٹمز میں duties کم کی گئی ہیں۔اب یہ پوری دنیا میں رواج ہے کہ کسٹم یا امپورٹ ڈیوٹیز کم ہورہی ہیں۔ 25 فیصد سے 20 فیصد کردی گئی ہیں۔لیکن 10 فیصد آئیٹمز ایسے ہیں جن پر آپ نے سو فیصد امپورٹ duty میں اضافہ کیا ہے۔اور وہ آئیٹمز کیا ہیں ؟ دال ہے،دال کی امپورٹ پر ایک فیصد duty کو بڑھا کر دو فیصد کردیا گیا ہے۔تو جو عام آدمی کے استعمال کی اشیاء تھیں اس پر آپ نے duty بڑھادی۔جہاز پر کمی کردی،باقی چیزو ں پر کم کردی عام آدمی کےلئے duties کو آپ نے بڑھا دیا shame میرے خیال میں۔

اس طرح ایکسپورٹ کو بڑھانے کےلئے آپ نے ایکسپورٹ پر بھی ایک فیصد کی ڈیوٹی بڑھائی ہے۔اس کو کم کرنا چاہیے۔میں سیلز ٹیکس کم کرنے کی بات کررہا ہوں electricity پر، آپ نے domestic electricity consumption کے نام سے ایک اور ٹیکس لگا دیا۔اپنے منشور کی نفی کی سپیکر صاحب۔پھر Overseas Pakistanis کو کوئی رول نہیں دیا۔کوئی ذکر نہیں ہے پوری speech میں Overseas Pakistanis کا۔آپ کا منشور کہتا ہے converting atleast 50% of the remittances by Overseas Pakistanis into investments جو

remittance آرہا ہے پندرہ ارب ڈالر کا آرہا ہے۔ان کے خون پسینے کی کمائی ہے۔ان کو سپیشل پیکج آفر کرنا تھا۔Investment میں ترغیبات دے کر سستی زمینیں دے کر tax holiday دے کر Overseas Pakistanis کو اور پچاس فیصد ان کا سرمایہ، سرمایہ کاری میں آپ کو لگانا تھا سپیکر صاحب۔لیکن آپ نے ان کو ووٹ کا بھی حق نہیں دیا اور آپ نے منشور میں بڑی لمبی لمبی باتیں کی ہیں۔ سپیکر صاحب یہ اس کے بعد اگلا دعویٰ ہے limiting government borrowing پچھلے سال اور اس سال government borrowing میں کوئی کمی نہیں ہوئی decreasing tax rates کسی ٹیکس کے ریٹ میں کوئی کمی نہیں ہوئی ہے۔ پھر اس کے بعد and cost of production of energy. Cost of production of energy reducing energy shortage میں اضافہ ہوا ہے۔17 روپے کا یونٹ بنا ہے۔کوئی ایک آپ کا فرنس آئل کا پلانٹ نہیں ہے۔دو سال میں آپ نے کسی ایک پاور پلانٹ کو coal کے اوپر convert نہیں کیا جو آپ کا دعویٰ تھا۔آپ اب بھی آئندہ کا دعویٰ کررہے ہیں۔ان دو سالوں میں ایک یونٹ electricity کا پیدا نہیں کیا ہے۔

پھر industrial manufacturing will be taken to 10% . Investment GDP ratio will be taken to 20% اور جو medium term goals ہیں اس میں اسحٰق ڈار کہتے ہیں کہ 13فیصد۔ ابھی سے ہی انہوں نے ہتھیار ڈال دیے۔منشور میں عوام کو کہتے ہیں tax GDP ratio 20% اور اپنی اس پانچ سال کی حکومت کےلئے کہہ رہے ہیں 13فیصد۔ منشور میں کچھ کہہ رہےہیں،بجٹ تقریر میں کچھ اور کہہ رہے ہیں اور پھر جو آخر میں نتیجہ نکلے گا وہ میرے خیال میں وہی نو کا نو فیصد ہوگا۔شاید اس سے بھی کم ہوگا۔کیونکہ جو ٹیکسوں کا استثنیٰ ہے اس کی ماں کو آپ نے ختم نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد فاروق ستار : Value addition کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ایک ارب ڈالر کی ہماری کاٹن، بنگلہ دیش کے4 ارب ڈالر۔ اسی طریقے سے up-front cost of investment privatize equity fund ایسا کوئی investment fund ابھی تک create نہیں ہوا ہے۔

Infrastructure Development کا کوئی بورڈ نہیں بنا ہے۔ جو یہ بڑے پاکستان کے infrastructure یہ آپ کا منشور ہے،خود عوام منتظر ہیں کہ آپ ان پر عملدرآمد کریں۔اس طرح اور بہت سارے ہیں،میں آپ کو پورا منشور پڑھ کر بتا سکتا ہوں،اس پر عملدر آ مد نہیں ہوا۔آخر میں میں یہ کہوں گا کہ Overseas Pakistanis کو بھی کردار دیا جائے۔ Low cost housing schemes میں زمینیں سستی دے کر،ایسے پیکج دے کر ان کے سرمائے،تجربے،ان کی تعلیم اور ان کی مہارت کو پاکستان میں منتقل کرنے کی ضرورت ہے سپیکر صاحب۔

اس کے بعد ایک پولٹری کی صنعت پر آپ نے چھری چلا دی۔ اب پولٹری کی صنعت جب تک آپ کے پاس تھی،اس وقت تک اس پر کوئی ٹیکس نہیں لگا تھا۔اب جب وہ پولٹری کی صنعت آپ نے کسی او رکو بیچ دی،کسی اور کے متھے لگا دی،تو پولٹری کی صنعت پر ٹیکس لگ گیا۔اب کیا ہوگا ملائیشیاء سے مرغیاں آئیں گی۔ملائیشیاء سے انڈے آئیں گے۔چائنہ سے یہ ساری چیزیں process ہوکر یہاں پر آئیں گی۔آپ کے پاس 40000 پولٹری فارم ہیں اور یہ established farms ہیں۔ پنجاب میں 80 فیصد ہیں اور سندھ میں 20 فیصد ہیں۔یہ آپ کے سارے فارمز چھوٹی صنعتوں میں آتے ہیں،جب آپ کے ہاتھ سے یہ کاروبار چلا گیا،تو آپ نے اس پر ٹیکس لگا دیا،اب میں نام نہیں لے رہا کسی کا۔ دودھ کا کاروبار آپ نے اختیار کیا تو اس پر ٹیکس زیرو ہے۔ تو جب یہ discrimination ہوگی سپیکر صاحب،تو کیا ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد فاروق ستار : اس طرح SROs کے ذریعے جو اسد عمر نے بات کی،350 ارب روپے کا discretionary ہے،یہ exemption ختم کریں۔12.5 Capital Gain Taxہے کافی ہے15 فیصد نہ کریں،اس کے بعد موبائل پر ٹیکسوں میں اضافہ نہ کریں۔اور یہ جو ڈیزل پر 34 فیصد کا ٹیکس ہے اس کو بھی 12 فیصد تک رکھیں۔Sales Tax Refund کا جو 150 ارب روپیہ پرائیویٹ سیکٹر کا حکومت کے پاس رکھا ہے یہ بھی آپ نے آمدنی میں دکھایا ہے۔اگر 300 ارب روپے کا شارٹ فال ہوا ہے اور یہ سیلز ٹیکس کا اضافہ بھتہ 150 ارب کا جو سیلز ٹیکس کا refund ہے اگر یہ واپس جائے گا تو یہ150 ارب بھی آمدنی میں کم ہوجائے گا۔تو آپ کا real short fall

450 ارب روپے کا ہے تو یہ اعدادوشمار کا گورکھ دھندہ ہے۔اور لوگوں کو صرف بیوقوف بنایا جا رہا ہے،جھوٹی تسلیاں دی جا رہی ہیں اور یہ مراعات یافتہ طبقے کا بجٹ ہے۔وڈیروں،جاگیرداروں،بڑے بڑے سرمایہ داروں کا بجٹ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ بہت شکریہ۔جی مائیک کھولئے۔کافی پڑھ لی ہیں۔

ڈاکٹر محمد فاروق ستار : یہ سب کچھ کہنے کے بعد اب میں یہ کہوں گا کہ

یا رب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
دے اور بھی دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زباں اور

پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی جناب غازی گلاب جمال صاحب۔آخری سپیکر ہیں۔

سید غازی گلاب جمال : Before I start ڈپٹی سپیکر صاحب کتنا ٹائم ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تقریر کریں۔

سید غازی گلاب جمال صاحب : شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! کہ آپ نے مجھے موقع دیا بات کرنے کا 2015-16 regarding budget ۔میں خود فنانس کا بندہ تو نہیں ہوں جس کی وجہ سے میں بہت زیاد ہ فنانس پہ discussion کر سکوں اور یہ analysis کروں کہ منسٹر فنانس نے speech کی اور نہ ہی I belong to any political party کہ we are having any financial advisors with us. بہرحال I must say کہ hearing all the speeches today خاصا کچھ پتہ لگا فنانس کے بارے میں 2015-16 کے۔

لیکن میں یہ ضرور کہتا چلوں کہ ایک نظر جو فنانس پہ ہمیں books دی گئی ہیں اس پہ جو میں نے ایک نظر دوڑائی تھی اور فنانس منسٹر کی جو تقریر سنی تو اس سے stability کا smell مجھے ضرور آیا جو کہ مجھے پچھلے سال ان کی تقریر کا اور اس سے پچھلے سال یعنی دو سال پہلے کی تقریر میں نہیں تھا۔ Definitely the country, I felt has become more stable than it was last year or the year before. Reason اس کی definitely ایک یہ بھی ہے it means that development wise particularly economically, I کہ

think it seems we have become much better than what we were two years back. لیکن یہ میں ضرور کہتا چلوں کہ اس تقریر میں اس سال کوئی direct relief as such غریب طبقے کو اور middle class, particularly lower middle class کو میں نے نہیں دیکھا کہ وہ ان کو ملا ہو۔کیونکہ ان کی جو بنیادی تکالیف ہیں اس ملک میں اور ان کی majority ہے اس ہمارے ملک میں انہی لوگوں کی کہ جتنے essential items ہیں like food, medicines, energy جس میں بجلی اور پینشن وغیرہ سارے ہیں۔ Education, unemployment ان سب چیزوں میں مجھے ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئی کہ اس سے ہم کہہ سکیں کہ immediately relief یا immediate decrease ان چیزوں میں آئے گی اور اس کی وجہ وہ عام زبان میں جو کہتے ہیں کہ عوامی بجٹ ہو تو یہ عوامی بجٹ اس لحاظ سے مجھے نظر نہیں آیا۔سر خیبر پختونخواہ کی اچھائی اور بھلائی کے لئے تو یہاں ان کے نمائندے بھی بیٹھےہیں ہاؤس میں اور لیڈران صاحبان بھی ہیں۔اس صوبے کے بارے میں تو وہی viewpoints دیں گے۔لیکن میں فاٹا کے بارے میں چند باتیں ضرور کروں گا۔ To begin with Deputy Speaker Sahib, what an irony and what a budget کہ جہاں اس سال کا بجٹ development budget اور ہمارے پچھلے سال کا development budget ایک ہی برابر ہے۔ There has been no increase in the budget of FATA development اس سال میں اور پچھلے سال میں دونوں تقریباً 19 billion ہیں۔تو definitely ہر سال ہم تو یہی دیکھتےہیں کہ اضافے ہوتے رہتے ہیں۔لیکن اس دفعہ اس میں کسی ایک پیسے کا اضافہ نہیں کیا گیا۔

Likewise میں اس کی مثال ایک اور طریقے سے بھی دینا چاہوں گا کہ جو کہ فاٹا کے عوام میں Pashtoon in general and FATA in particular ان کے عوام میں یہ feeling ہے کہ 19 billion میں نے جس طرح آپ سے کہا ان کا پورا development budget ہے پورے سال کا اور on the other hand, in the very same country just one project with less than one hundred busses ہمیں بہت خوشی ہوتی ہے کہ اگر کسی قسم کی development اس ملک میں ہو جائے کسی سیکٹر میں ہو جائے کیونکہ یہ سارا

پاکستان ہمارا ہی ہے۔لیکن ترقی جو ہے وہ ایک ملک کی development کے لئے ضرور ہو تا ہے کہ ترقی expand ہو اور سب کی ہو اور انصاف کے ساتھ ہو۔یہاں اسی شہر میں اور اس کے جڑواں شہر پنڈی میں I have lot of love for Pindi and I am glad کہ پنڈی کے لوگوں کے لئے because my own birth place is also Pindi. ہوا Metro Project لیکن یہ ایک آپ ذرا comparison دیکھیں کہ فاٹا جو کہ سٹارٹ ہوتا ہے باجوڑ سے اور ختم ہوتا ہے وہ جو دیر کا اوپر کا حصہ ہے خیبر پختونخواہ کا،اس end سے سٹارٹ ہوتا ہے اور ختم ہوتا ہے درازندہ میں which is شیرانی قوم ادھر پڑی ہے اور ایف آر ڈی آئی خان کا حصہ ہے اور وہ بلوچستان کے ساتھ لگا ہوا ہے بلوچستان کے شیرانیوں کے ساتھ لگا ہوا۔اتنے بڑے علاقے کا 19 billion اور یہاں ایک پراجیکٹ کا صرف جس طرح میں نے آپ سے کہا کہ hundred busses سے کم ہے وہ 44 billion ہے۔I mean this is naturally یہ فاٹا کے ساتھ اور جب اس سے پتہ لگتا ہے کہ how much ہم اس کو ترقی دے رہے ہیں اور اس کی importance کو ہم دیکھ رہے ہیں۔اس کی reasons ہیں اور ان reasons پہ میں اپنی بات پہ آؤں گا۔ any way اور افسوس یہ ہے کہ یہ وہ علاقہ ہے کہ جو دہشت گردی میں frontline رہا ہے اور ابھی بھی ہے۔سب سے زیادہ اس جنگ میں آفت زدہ ہے۔یہ جنگ جو کہ 1980 سے چل رہی ہے۔یہ کہنا یہ جنگ 2005 کے بعد یا 2002 or 2001 کے بعد سٹارٹ ہوئی ہے not at all یہ 1980 سےجنگ چلی آ رہی ہے جہاں تک عوام کا تعلق ہے۔تو اس جنگ کا سب سے زیادہ آفت زدہ علاقہ بھی فاٹا ہی ہے۔ Infrastructure وہاں کا totally تباہ ہوا ہے۔

اگر IDPs ہیں جن کا نیا نام TDPs ہے اگر وہ بھی ہیں تو وہ بھی فاٹا کے ہی ہیں۔غربت اور افلاس عروج پر ہے۔اور اندازہ لگائیں کہ ان کے لئے development budget صرف 19 billion ہے۔دوسری بات ہمارے ادھر unfortunately Minister SAFRON تو نہیں ہیں لیکن پارلیمانی سیکرٹری ہمارے دوست فنانس کے رانا صاحب بیٹھےہوئے ہیں۔تو this is also important, I want to be sent to both, the main person concerned which is the Governor and the Governor's Secretariat and then to

SAFRON also کہ عجیب بات ہے کہ current expenditure کا جو فاٹا کا ہے وہ بھی running جناب ڈپٹی سپیکر! یہ سٹاف کے Current expenditure ہے۔ 19 billion expenditures ہیں ان کی pays ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو جتنا current expenditure ہے In other words, رکھا ہے۔ development budget نے انہوں اتنا ہی 19 billion FATA has become a dumping ground for staff. اور کون سا سٹاف ہے۔ majority وہ سٹاف جو کہ non-locals ہیں non-tribals ہیں non-FATA کے ہیں non-domicile holders ہیں اور فاٹا کےووٹرز بھی نہیں ہیں majority ان کی ہےاور ان کےلئے in other words ان کا current expenditure اتنا ہی ہے جتنا پورے فاٹا کا both to the Governor and کہ I think, my request is, ہے development اس Please they should look into it and, کہ اس چیز پر Minister SAFRON پہ باقاعدہ جتنا اس میں change لا سکیں کیوں کہ ہمیں تو on one hand کہتےہیں کمپیوٹر کا زمانہ آگیا ہے اور unemployment ہے and that's why ایک کمپیوٹر دس پچاس بندوں کا کام کر رہا ہے تو ادھر تو مجھے کچھ الٹا چکر نظر آرہا ہے۔ سر ادھر میں,while we are at it دہشت گرد ی کی باتیں اور فاٹا پہ باتیں ہو رہی ہیں during اسی فنانس میں انہوں نے ایک پیکج رکھا ہے for بیواؤں کے لئے کہ ان پہ جو loan ہوگا If I am correct, if I remember منسٹر فنانس کی سپیچ کا کہ وہ میرے خیال میں دس لاکھ روپیہ تھا۔دس لاکھ روپے تک جو ان پہ loan ہوگا وہ معاف کر دیا جائے گا۔

اب کمال کی بات ہے۔نمبر 1 کہ فاٹا کے لوگوں کو loan نہیں دیا جاتا ہے کیوں کہ to begin with وہاں banks ہی نہیں ہیں banking system ہی نہیں ہے So in other words یہ جو relief package ہے in other words سب سے زیادہ جن کی بیوائیں ہوئی ہیں وہ فاٹا کے لوگوں کی ہوئی ہیں تو ان کو کسی قسم کا in other words اس پیکج سے ان کو ئی ریلیف نہیں ملا likewise جتنا مجھے اس جنگ کا پتہ ہےmajority ایک بہت بڑی جو بیوائیں ہوئی ہیں وہ lower middle class اور middle class کے لوگوں کے غرباء کی ہوئی ہیں in

other words تو انہوں نے بھی loanنہیں لیا نہ ان کو ملتا ہے اور حقیقت تو یہ ہے so again so this package I don't know یہ کون سے کلاس کی بیواؤں کےلئے رکھا گیا ہے please اگر ہم نے ان بیواؤں کی مدد کرنی ہے تو پھر کوئی ایکtrust بنایا جائے اور اس trust سے I mean, this is ridiculous کریں help ان ساری بیواؤں اور ان کے بچوں کو کہ having this sort of a package relief, please. Likewise Sir, I must say; I am grateful and I congratulate the government for one thing to the Prime Minister and Minister for انہوں نے خاص کر which, کہ انہوں Planning and Development and then Minister for Finance, نے اس سال اورکزئی ایجنسی کےلئے PSDP میں ایک بلین رکھا ہے مین جو شہ رگ روڑ ہے which was initially constructed back in early seventies by Z.A. Bhutto Sahib, تو وہ سڑک بالکل تباہ ہو گئی تھی کیوں کہ recentlyوہ ٹائم جو 45 منٹس لیتے from the entry of the agency till the agency headquarter, تھے وہ آج کل ساڑھے تین گھنٹے لینا شروع کیا تھا،حالت اس کی یہ ہوگئی تھی تو اس کےلئے گورنمنٹ نے one people, I am, we for that I on behalf of the Orakzai رکھا ہےتو billion censusکہare grateful for that. Likewise but, Sir, my other request is بہت ضروری ہےجب ہم بجٹ پہ باتیں کر رہےہیں کیوں کہ ہمارے فاٹا کی جو پاپولیشن کا جوfigure ہے یہtotally غلط ہے۔ میں practical example دوں گا کہ recently جب نارتھ وزیرستان کےIDPs آرہے تھے ' ان کو پورا سال ہو گیا ہے اور جب وہ آرہے تھے توکہا جارہا ہےکہ پانچ لاکھ ہم IDPs expect کر رہے ہیں اور یہ صرف ان کی تین تحصیلوں کے IDPs تھے۔دو تحصیل ابھی بھی اوپر نارتھ وزیرستان میں ہیں وہ IDPs نہیں ہوئے تو ان تین تحصیلوں کا انہوں نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ پانچ لاکھ لوگ maximum پانچ لاکھ لوگIDPs آئیں گے کیوں کہ یہ ان کی ٹوٹل آبادی ہےاور جب آئے تو بارہ لاکھ سے لے کر' کوئی بارہ کہہ رہے تھے کوئی کہہ رہے تھے کہ ہم نےپورا countنہیں کیا تو They were about thirteen and half, anyway

بارہ لاکھ لوگ تو more than double ان کی پاپولیشن ہےاور یہ censusاس لئے ضروری ہے کیوں کہ The way the money is distributed in the country, وہ پاپولیشن کے مطابق بھی ہوتا ہے تاکہ فاٹا کو اپنا due shareملے توcensus میری گورنمنٹ سے request ہے جتنا جلدی ہو سکے ان کا ضرور کرائیں۔

میں سر ایک اور good news which I saw for our people in the financeاس میں وہ یہ ہےکہ جو انہوں نے hundred billionسو ارب روپے اس دفعہ گورنمنٹ نے فاٹا کے IDPs کی واپسی کےلئے بجٹ میں رکھے ہیں۔ظاہری بات ہےکہ ان کا مطلب یہ ہےکہ ان کے Rehabilitation,آبادکاری کےلئے اور ان کےجو initially, جو بہت بنیادی چیزیں تباہ ہوئی ہیں،گھر وغیرہ ہوگئےہیں دکانیں ہو گئیں تو اس کےلئے ا نہوں نے 100 بلین رکھا ہے۔ وہ تو خیر We hope, کہ اگر 100 بلین سے وہ زیادہ بھی ہو جائیں So, the Ministry کہ وہ of, particularly Minister Finance will be, I hope, kind enough اتنے ہی پیسے اسی وقت دے دیں because اگر وہ یہ پیسے لوگوں کو immediately نہ ملے and we do not win over the hearts and minds of the people, تو اس کے پھر اثرات اچھے نہیں ہوں گے۔

خوشخبری کی بات یہ ہےکہ یہ پہلی دفعہ ہےکہ بجٹ میں IDPs کی واپسی کےلئے انہوں نے پیسے رکھے تو ہمیں نظر یہ آتا ہے کہ اس سال definitelyانشاءاللہ گورنمنٹ کا پلان ہے کہ لوگوں کو واپس گھر بھیجا جائے گااور میں اس پہ کہتاچلوں کہ میرا بذات خود اپر اورکزئی کا،ہماری اورکزئی ایجنسی کا یہ ساتواں سال ہے, as IDPs محسودوں کا بھی ہےاور چند خیبر کے آفریدیوں کا بھی ہے تو I think, this is correctکہ seven is a lucky numberتو, I hopeکہ بس یہ ساتویں lucky number اسی پر یہ لوگ چلے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا دو ممبرز کا ٹائم ہو گیا ہے۔

سید غازی گلاب جمال: بس سر میں اور ٹائم نہیں لوں گا۔آپ نے ان کو جو ایک گھنٹہ دے دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ لیڈر ہیں میں نے صرف بتایا ہےکہ کل پھر ، نہیں وہ ممبرز کےٹائم سے۔۔

سید غازی گلاب جمال: سر اب میں ایک بنیادی بات پہ آؤں گا جو فاٹا کے ایشوز سے متعلق ہے۔و ہ یہ ہے کہ جتنا بجٹ بنا ہے اور ابھی تک بنتا رہا ہے بمعہ اس سال اس میں پالیمنٹیرینز کو which are the representative of the people, کیوں کہ آپ کو معلوم ہے کہ فاٹا میں provincial Assembly نہیں ہے۔ ہم یہ جو MNAs ہیں،یہی MPAs بھی ہیں اور یہ فاٹا کے MNAs بھی ہیں۔ ہم سے نہ ان پہ کبھی بھی advise لی گئی ہے اور نہ کبھی suggestions لی گئی ہیں اور نہ opinion لی گئی ہے کہ How to distribute the budget, اور کیا کیاچیزوں کی ضرورت ہے This is one of the reasons, کہ نہ بجٹ میں خاص increase ہوتا اور نہ فاٹا کے ایریا میں development ہوتی ہے نہ لوگوں میں اور نہ علاقے میں اور میرے خیال میں یہ وقت آ گیاہے کہ democracy particularly in a democratic governmentاگر وہ democracyفاٹا والے لوگوں کو دینا نہ شروع کریں اور عوام کو طاقت دینا نہ شروع کریں تو یہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ یہ علاقہ مزید، اب فاٹا لفظ میں آپ دیکھیں administeredمزید نہیں the second "A" stands for administeredیہ ہونا چاہیے یہ پاور لوگوں کو آہستہ آہستہ دینا شروع کر دیں تا کہ یہ لوگ اپنے developmentکے لیے اور اپنے اچھے برے کے لیے خود ہی کریں اور اپنے علاقے میں کام کرنا شروع کریں ان کے نمائندے جس طرح باقی پاکستان میں ہے اسی طرح ان کے نمائندوں کو بھی اس میں ان کی say ہونا چاہیے اور اس کے لیے ہم نے already suggestionدی ہوئی ہے اور اس suggestionمیں میں ہاؤس میں جتنے political Government کو دیئے ہیں اور وہ باقی political partiesجو ہیں ان سے بھی میری درخواست ہے کہ particularly immediately after the budget Session is done کہ اس میں وہ ہمارے ساتھhelpکریں کہ to start with, we have suggested that a FATA Council should be made جس کے لیے they become members of the FATA جتنے پارلیمنٹرینز ہیں فاٹا کے immediately

Council and FATA Council should be making planning, development and looking after the social sector of FATA which is except law یہ جتنے بھی محکمے ہیں like health, education and all the works and order, I agree stays with the executive صرف وہ چلائیں اور باقی تو اس طریقے سے یہ علاقہ تب جا کر develop ہو گا اور یہ اس طریقے سے نہیں ہو گا یہ وہاں سے ایک چٹھی آ جائے اور کہہ دے کہ ہمیں انیس ملین دے دو ہمیں بیس ملین دے دو جدھر ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا ہمیں تو یہاں کتابوں سے پتہ چل جاتا ہے on the day of the Budget speech of the Finance Minister that how much has been given likewise it is time dumping round of a few جس طرح میں نے آپ سے کہا the corruption کہ things وہ بنا ہوا ہے وہ ختم کرنا چاہیے likewise کہ یہ revenue جو فاٹا کا ہے this should be started it is time کہ اس کو auditable ہونا چاہیے یہ اگر اس کا آڈٹ شروع ہو جائے تو یہ کرپشن automatically انشا اللہ بہت حد تک ان علاقوں میں ختم ہو جائے گی فاٹا میں اور جب کرپشن ختم ہو گی تو definitely ساتھ یہ peace میں بھی اس کا help کرے گا اور اس کی development پر یہ help کرے گا او اس کے لیے بالکل I on behalf of my colleagues we welcome that NAB and FIA these two departments NAB and FIA at the moment, they ضلع کچہری، پٹواری، تھانہ یہ نہیں atleast should be able to come and look into these affairs of the staff, the staff who are working in FATA the non locals جو فاٹا میں کام کر رہے ہیں the non locals ان پر اور ہم پارلیمنٹریز پر آخر وہ بالکل ان دو محکموں کو اجازت ہونی چاہیے کہ وہ ان فاٹا کے معاملات میں دخل کر سکیں and this will be one of the ways کہ یہ کرپشن جو ہے اس علاقے سے ختم ہو جائے گی اور likewise وہ پیکج میں بہت چیزیں ہیں لیکن this I have to say on the day of my budget speech that کہ was important to say this. I thank you sir.

Mr. Deputy Speaker: The House is adjourned to meet again on Wednesday the 10th June, 2015, at 10:00 a.m.

(The House was adjourned to meet again on Wednesday, the 10th June, 2015 at 10:00 a.m.)